شان وشوکت کی ہوس

STATUS GREED

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد سلیم

منشورات

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

شان وشوکت کی ہوس

STATUS ~~PHOBIA~~

Greed

ڈاکٹر محمد سلیم
0331-4905108

www.KitaboSunnat.com

منشورات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : شان وشوکت کی ہوس [STATUS PHOBIA]

مصنف : ڈاکٹر محمد سلیم

طبع اول : ستمبر ۲۰۱۷ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر ✉ پوسٹ بکس:9093، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

منشورات

☎ 0320-543 4909 / 042-35252210-11

+92 332 003 4909

manshurat@gmail.com

مطبع : دی میسج پریس، لاہور

ISBN : 978-969-633-305-0

کوڈ : 04274

قیمت : 200 روپے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

❖ تعارف 11

سٹیٹس کی نقاب کشائی

❖ سٹیٹس ہے کیا چیز؟ 17

- عزت اور سکون کیسے حاصل ہوں؟ 17
- کیا مسلمان کی عزت مغربی پاسپورٹ میں ہے؟ 19
- سکون کیسے حاصل ہو؟ 20
- سٹیٹس (Status) کی نمائش، شیطان کی پیروی ہے 21
- حسب پر فخر اور نسب پر طعن کرنا جاہلیت ہے 22
- بلند ترین عزت کے رول ماڈل 23
- فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عزت کے سٹیٹس سمبلز 24
- حقیقی عزت کے معیار کو پہچانیے 26
- دنیا تو ایک عارضی خیمہ ہے 26
- خرابی کی جڑ، نفسانی خواہشات کی پیروی 27
- سٹیٹس اور سرکشی کا تعلق 29
- قرآن میں اَلْمَلَا کے لفظ پر غور کیجیے 30
- اللہ کے نزدیک، ایک غریب نابینا صحابی کا سٹیٹس 33
- اللہ کے نزدیک، چھ غریب صحابہ کا سٹیٹس 34
- غریب اور مخلص مومنوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وابستہ رہنے کی ہدایت 35

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4 شان وشوکت کی ہوس

- اللہ کے ہاں دنیاوی سٹیٹس کی کوئی حیثیت نہیں 36
- ہندوؤں میں انسانوں کی معاشرتی درجہ بندی 36
- پاکستان کے آئین کا آرٹیکل نمبر 248 37
- پاکستان میں انسانوں کی درجہ بندی 38
- اسلام، معیار زندگی بلند کرنے کی ترغیب دیتا ہے 39
- سٹیٹس، ٹائی ٹینک کب بنتا ہے؟ 40
- سٹیٹس کے دلدادہ لوگوں کے لیے سخت تنبیہ 43
- سٹیٹس اور فیس بک (Facebook) کا فتنہ 44
- فیس بک پر اپنا سٹیٹس اپ لوڈ کرنے کے نقصانات 45

1۔ اپنے آپ کو نمایاں کرنے (عُلُوّ) کا کبیرہ گناہ 45

2۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسندیدہ شخصیت 46

3۔ فضولیات میں انہماک کا گناہ 47

4۔ آبیل مجھے مار 47

1۔ فیس بک پر تجسّس (Curiosity) ایک کبیرہ گناہ 48

2۔ ناشکری، ایک مہلک کبیرہ گناہ 49

- مومن کا حقیقی سٹیٹس علو نہیں، خَبَتَ میں ہے 51
- سٹیٹس اور انسان کی چال 53
- علو یا تکبر کی تین حالتیں: مَرَحَ، اِخْتَالَ اور فخر 54
- اللہ کے سامنے عاجزی (خَبَتَ) کی نشانیاں 55
- سٹیٹس کی دوسری مذموم خرابی۔ فساد فی الارض 55
- خوش حال لوگوں کی پیروی سے عذابوں کا نزول 58
- فساد فی الارض میں ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟ 59
- متکبر لوگوں کی مستقل نشانی۔ مصائب پر بے حسی 61

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سٹیٹس خود ہی سٹیٹس کا دشمن ہے 62
- 1۔ اپنی حیثیت (Worth) کا گھمنڈ 64
- 2۔ ملکیت اور اختیار کا نشہ 64
- سٹیٹس کا اظہار، ایک شرکیہ فعل! 65
- انسان، چیزوں کا امانت دار ہے، مالک نہیں 65
- انسان کا سٹیٹس ہے کیا؟ 67
- ہر انسان فقیر ہے، فقیر کا کیا سٹیٹس ہوتا ہے؟ 68
- نکاح، طلاق۔۔۔Status کے گرداب میں 69
- قربانی بھی سٹیٹس سمبل بن گئی 72
- جعلی سٹیٹس کی چند مثالیں 76
- اصلی سٹیٹس کی چند مثالیں 77
- انبیا علیہم السلام کی اللہ کے سامنے بے بسی 78
- اپنی فقیری کو تسلیم کریں، اللہ کی مدد کو پالیں 78
- سٹیٹس کے غبارے سے ہوا نکالنے والی آیات 79
- انسان کا مال اللہ کے حکم کے تابع ہے 81
- مَا شَآءَ اللّٰہ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے الفاظ 81
- اللہ کے شکر کے تین ارکان 82

دنیا: آزمائش گاہ اور آخرت: رہائش گاہ

- دنیا کی مصروفیت اور آخرت کی تیاری 89
- یہ پہر دو پہر کی زندگی! 90
- یہ دنیا سنجیدہ امتحان گاہ ہے 92
- انسان مسلسل امتحان کی زد میں ہے 92
- دنیا عیش کرنے کی جگہ نہیں 93

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تنگی کا جینا A life but a misery 95
- آخرت۔اصل حقیقت 95
- دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے 96
- دنیاداروں نے دین کو کھیل تماشا بنایا ہوا ہے! 97
- دنیا کی زندگی محض فریب ہے 99
- کون دنیا کے فریب میں پھنساتا ہے؟ 99
- دنیا عارضی فائدے (متاع) کی جگہ 100
- متاع الدنیا ہے کیا؟ کل سات چیزیں! 101
- انسان کی محبت کا محور۔آٹھ چیزیں 101
- عاجلہ سے محبت 102
- ہمارے جان ومال تو فروخت شدہ ہیں 103
- دنیا یا آخرت؟ 103
- دنیا کو ترجیح دینے کا برا انجام 104
- غیر مسلم ممالک کی شہریت حاصل کرنا 105
- حلف نامہ 106
- برطانوی شہریت کے لیے حلف نامہ: عیسائی بننے کا اقرار! 106
- امریکی شہریت کے لیے حلف نامہ 107
- کینیڈا کی شہریت کے لیے حلف نامہ 110
- دوسری شہریت کے حصول کی وجہ 111
- دوہری شہریت۔صلح حدیبیہ کی روشنی میں 112
- صرف دنیا چاہنے والے 113
- دنیا کی مصروفیت اور نمازوں کا ضیاع 114
- پیسے کا جنون 114

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- انسان کی سرکشی کی جڑ۔مال 115
- ارشادات نبوی ﷺ 116
- صحت وفراغت کا بیان 116
- دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر 117
- فتنہ مال سے ڈرنے کا بیان 117
- حرص وہوس (تکاثر) کا علاج 117
- حسب ضرورت رزق 117
- زہد (دنیا کا لالچ نہ کرنے) کی فضیلت 118
- دنیا۔ایک عارضی چمک دمک 118
- تجوریاں اور خزانے Deposits and Treasures 119
- کون سا خزانہ اچھا ہے؟ 120
- مال ودولت اور بربادی 121
- مال داروں کی عقل۔مال تک 122
- دنیاداروں کا علم۔دنیا تک 124
- مال ودولت کی فراوانی۔۔۔پھر اچانک پکڑ 124
- بدحالی کی جگہ خوشحالی۔۔۔پھر اچانک پکڑ 125
- اللہ کی نظر میں کامیاب تجارت 125
- اللہ کی نظر میں قیمتی چیزیں۔۔۔علم وحکمت 126
- علم وحکمت کی طاقت وافادیت 127
- بظاہر عام انسان مگر حقیقت میں کچھ اور 130
- دنیا وآخرت کی بھلائی صرف حقیقی علم میں ہے 130
- بے عمل/بدعمل عالم۔گدھا 131
- یہ مال اور اولاد۔اصل کہانی کیا ہے؟ 132

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- کافروں کا مال اور اولاد 134
- ترقی یافتہ دنیا 135
- یہ امیری اور غریبی 137
- اکڑ اور غرور کا انجام 139
- مال وحکومت کس کام کے؟ 140
- اگر اللہ چاہے گا تو مال کام آئے گا! 141
- آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے 142
- کامیابی کے راستے! 144

1۔ نیت کی درستگی اور اعمال صالح: 144

2۔ برائیوں سے پرہیز 145

3۔ استقامت 145

4۔ قرآن کریم سے محبت 146

5۔ ملت ابراہیم کی پیروی 146

- سورہ الکہف میں غور کیجیے۔ زندگی کا سکھ پایئے 147

1۔ محفوظ ذریعہ آمدن اور پراپرٹی انشورنس 148

2۔ اولاد کا نیک ہونا 148

3۔ اولاد کا محفوظ مستقبل 149

دنیا کے بارے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی 150

4۔ دنیا کے لیے ایمان بیچ دینا 151

5۔ وی آئی پی (V.I.P) شخصیات 152

- اللہ تعالیٰ کی پسند۔ دین وجنت 153
- ازدواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے معاشی تنگی کے باوجود دنیا کو ٹھکرا دیا 154
- چیزوں کی فراوانی۔ قابل توجہ نہیں 158

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- دین دار اور دنیادار کی تعریف 159
- دنیاداروں سے کنارہ کشی کا حکم 180
- دین داروں سے قربت کا حکم 181
- کیا قرآن کریم پر ہمارا ایمان ہے؟ 162
- کون سے انسان کتے کی طرح ہیں؟ 163
- کون سے انسان چوپایوں سے بھی بدتر ہیں؟ 165
- دنیا کا امیر ترین شخص، قارون 166
- قارون کی سوچ اور طریقہ زندگی 168
- دولت منداور "مہذب" جاپان۔ حقیقت کیا ہے؟ 171
- جہنم میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ 173
- مسلمانوں میں تکذیب اور اعراض کی خصلتیں 174
- ایک قومی روزنامے میں شائع ہونے والے لبرل کالم کا احوال 177
- خدائی انصاف؟ 177
- ''خدائی انصاف؟'' حقیقت کیا ہے؟ 180
- جھوٹ، خیانت اور موٹاپا 184
- انسانوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے، اکثر نکمے 185
- دنیا کی کشادگی اور آخرت سے غفلت 185
- دنیا کی حرص سے بچیں 186
- مالداری (اور فقر) کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگنا 186
- دنیا کی ظاہری چمک، حقیقت کچھ اور ہے! 186
- عہدے اور حکومت کے لائق کون شخص؟ 187
- انسان کا اصلی مال کونسا ہے؟ 188
- اصل غنی کون ہے؟ جو دل کا غنی ہے! 188

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ساٹھ سال کی عمر پر اتمام حجت 189
- انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے 189
- ہماری نماز عبادت ہے یا عادت؟ 190
- سورہ فاتحہ میں صِرَاط کا لفظ کیوں آیا ہے؟ 190
- سجدہ نہ کرنا، تکبر کی نشانی ہے 191
- نمازی اور بے نمازی کی تعریف کیا ہے؟ 192

1۔ نماز کی فرضیت یا اقامت الصلوۃ کا حکم 194
2۔ مقررہ وقت پر نماز پڑھنے کا حکم 194
3۔ مردوں کے لیے جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم 194
4۔ پانچ وقت پڑھنے کا حکم 194
5۔ ساری نمازوں کی حفاظت کا حکم 194
6۔ خوش دلی اور رغبت سے پڑھنے کا حکم 194
7۔ خشوع اور خضوع سے پڑھنے کا حکم 194
8۔ پوری زندگی پڑھنے کا حکم 195

❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعارف

یہ کتاب پڑھنے سے پہلے ایک بات پیش نظر رہے کہ یہ کتاب، ان مخلص مسلمانوں کے لیے نہیں لکھی گئی، جن کی گردن اللہ تعالیٰ کے احسانات کے سامنے ہر وقت جھکی رہتی ہے۔ جو حلال روزی پر قناعت کرتے ہیں اور پھر اس پیسے کو اپنی ملکیت سمجھنے کی بجائے اللہ کی امانت سمجھ کر میانہ روی سے خرچ کرتے ہیں۔ انکساری کی وجہ سے لوگوں کو اپنی امارت یا بڑے عہدے کا پتہ نہیں چلنے دیتے اور اس دنیا کو مسافر خانہ سمجھتے ہوئے ان کے دل آخرت کی تیاری سے غافل نہیں رہتے۔ ہاں، تبلیغ کی نیت سے اس کتاب کو پڑھنا فائدہ مند ہو سکتا ہے۔

یہ کتاب ان طالب علموں کے لیے بھی فائدہ مند رہے گی، جن کے ذہن میں سٹیٹس (Status) یعنی شان وشوکت کے بارے میں منصوبہ سازی ہوتی رہتی ہے۔ ماحول ہی ایسا بن چکا ہے یا بنا دیا گیا ہے کہ اسلامی شعائر (Islamic Symbols) کو بنیاد پرستی (Fundamantalism) اور انتہا پسندی (Extremism) کی علامات سمجھا جانے لگا ہے۔ جبکہ سٹیٹس سمبلز (Status Symbols) شان وشوکت کے مظاہر کو عزت و وقار اور ترقی کی علامات سمجھا جاتا ہے۔ کامیابی اعمال کی بجائے مال میں سمجھی جاتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو غلامی جبکہ اپنی مرضی کی (Secular) زندگی کو آزادی سمجھا جاتا ہے۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس (Exact Opposite) ہے۔ اور یہ کتاب اسی حقیقت کی تفصیل بیان کرنے کے لیے ہے۔

اسلام کی نظر میں صاف ستھرا لباس اور اچھا رہن سہن مسئلہ نہیں، مسئلہ کچھ اور ہے۔ اس سلسلے کی تفصیل آپ کو مقدمے میں پڑھنے کو ملے گی۔ سر دست ایک حدیث میں غور کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ: اَنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةٌ قَالَ: اِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ: اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

"جنت میں نہ جائے گا وہ شخص جس کے دل میں تکبر کا ایک ذرہ بھی ہوگا"۔ ایک شخص بولا: ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جوتا اچھا ہو اور کپڑے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو، تکبر حق کو نہ ماننا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے"۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان ۲۶۵، ترمذی: ۱۹۹۹)

اس حدیث میں بطر الحق کے الفاظ ہیں۔ بَطَرَہ کے اصل معنی چیرنا، شگاف دینے یا پھاڑنے کے ہیں۔ بَطَرَہ یعنی زیادتی نعمت کی وجہ سے حیران ہونا، اترانا، بہک جانا۔ بطر الحق یعنی حق کو خاطر میں نہ لانا، قبول نہ کرنا۔ یعنی جیسے نعمت کی فراوانی نے کسی کی آنکھیں پھوڑ دی ہوں اور وہ حق کو خاطر میں نہ لائے (مصباح اللغات)۔

تو مسئلہ یہ ہے کہ جب کسی کو سٹیٹس ملتا ہے یا سٹیٹس میں ترقی ہوتی ہے تو پھر صاحب کو یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ یہ سب کچھ اللہ کی عطا ہے۔ تکبر یہ ہے کہ اس حقیقت (حق) کو تسلیم نہ کرے اور کہے کہ "یہ مال تو میں نے بڑی محنت سے کمایا ہے"۔ دوسری حقیقت جو "صاحب" کو تسلیم کرنی چاہیے وہ یہ ہے کہ مال و دولت ایک امانت، ایک آزمائش ہے، کوئی انعام نہیں۔ اور حق یہ ہے کہ اس دولت کو میانہ روی سے صرف وہیں خرچ کرنا ہے جہاں شرعی ضروریات ہیں۔ تکبر یہ ہے کہ اس دولت کو اپنی ملکیت سمجھ کر "میں جہاں چاہوں جیسے چاہوں خرچ کروں" والی سوچ ہے۔ "یہ میں اور میری مرضی" تکبر کی علامات ہیں۔

سٹیٹس میں آزمائش یہ ہوتی ہے کہ جیسے جیسے خوش حالی بڑھے، ویسے ہی شکریہ میں انسان کی گردن اور دل اللہ کے سامنے زیادہ جھک جائے، مزاج میں زیادہ تواضع اور انکساری آئے، مگر یہاں تو "صاحب" کا مزاج ہی اونچا (Elite) ہو چکا ہے اور اب دوسروں سے ان کی حیثیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(Worth) کے مطابق برتاؤ ہوتا ہے۔ یہ بھی تکبر ہے۔ بس یہ کتاب قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک یاددہانی ہے۔ ہاں جو غور وفکر کرے اور شکر کے طور پر اللہ کے سامنے عاجزی اختیار کرلے تو پھر اللہ تعالیٰ کا بھی وعدہ (ابراہیم ۱۴:۷) ہے:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿۷﴾

"اور جب تمھارے رب نے تمھیں آگاہ کردیا کہ اگر تم شکر گزاری کروگے تو بے شک میں تمھیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے"

یہ کتاب کسی بھی فرد، ذات یا قبیلے کو ٹارگٹ بنا کر نہیں لکھی گئی اور ہی کسی کی توہین مقصود ہے بلکہ اصل نیت خیر خواہی ہے۔ چودھری، سیٹھ جیسے الفاظ محض سمجھانے کے لیے ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ کتاب کو لکھنے والا پڑھنے والے سے زیادہ گناہ گار ہو۔ یہ کتاب ایک آئینہ ہے، مولف کے لیے بھی اور قارئین کے لیے بھی۔ ہم سب ہدایت کے محتاج ہیں اور سبھی اللہ کے سامنے فقیر ہیں۔ اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں شرح صدر سے نوازدے اور ہدایت والے راستہ پر چلادے (آمین)۔

اس کتاب کے دو حصّے ہیں:

- پہلا حصّہ "مقدمہ" قدرے طویل ہے۔ یہ سٹیٹس کی نقاب کشائی ہے۔
- دوسرا حصّہ دنیا کے دھوکے اور آخرت (دارالقرار) کی حقیقت کے متعلق ہے۔

اس کتاب میں "دنیادار" کے الفاظ سے مراد وہ لوگ ہیں، جو زندگی گزارنے کے لیے قرآن حکیم کی رہنمائی کے بجائے اپنی عقل اور خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی بجائے زمانے کے چلن (رسم ورواج) کی پیروی کرتے ہے۔"

اور اس کتاب میں "دین دار" سے مراد وہ لوگ ہیں، "جنھوں نے اپنی عقل اور خواہشات کو فقیرانہ عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کیا ہوا ہے اور جنھوں نے رسول اللہ ﷺ ہی کو اپنا ہادی ورہنما تسلیم کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد سلیم

یکم ذوالحج ۱۴۳۸ھ، ۲۴/اگست ۲۰۱۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شان وشوکت کی نقاب کشائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سٹیٹس ہے کیا چیز؟

شان وشوکت کی ہوس (Status Greed) یا پھر اپنی شان وشوکت کی نمایش کی خواہش یا دوسروں میں بہت نمایاں اور منفرد آنے کی تمنا۔ سٹیٹس ایک بت ہے بلکہ سٹیٹس ایک صنم کدہ ہے، جہاں کئی بت رکھے ہیں اور سٹیٹس کے دلدادہ شخص (Status Conscious Person) کو ان میں سے کئی بتوں کی پوجا کرنا پڑتی ہے۔ سٹیٹس کے صنم کدہ میں آدھے بت دولت کمانے کے متعلق ہیں اور باقی بت اس دولت کو خرچ کرنے کے متعلق۔ دولت کمانے کے لیے جن بتوں کی پوجا کرنا پڑتی ہے ان میں خیانت، جھوٹ، سود، ملاوٹ، نمبر دو چیزیں، غبن، ہیرا پھیری، ناجائز قبضہ، ناپ تول میں کمی، رشوت وغیرہ شامل ہیں۔ ہر شخص کو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کس کس بت کی پوجا کر کے دولت اکٹھی کرنی ہے۔ بے حیائی اور عریانی میڈیا کے پسندیدہ بت ہیں۔

صنم کدہ کے دوسرے حصّہ میں رکھے ان بتوں کی پوجا ہوتی ہے جن کو سٹیٹس سمبلز (Status Symbols) کہا جاتا ہے۔ مثلاً عالی شان گھر، شان دار بڑی گاڑی، مہنگے موبائلز، نوکر چاکر، ہوٹلنگ، ہیرے جواہرات اور سونا چاندی، بدلتے فیشن کے کپڑے، بچوں کے لیے مخصوص مہنگے تعلیمی ادارے، سالگرہ پارٹیاں وغیرہ وغیرہ۔

عزت اور سکون کیسے حاصل ہوں؟

ساری خرابی کی جڑ ان سٹیٹس سمبلز سے محبت ہے۔ ان سٹیٹس سمبلز کا تعلق انسان کی ضرورت سے زیادہ شان وشوکت سے ہوتا ہے۔ انسان کے ذہن میں یہ خیال بیٹھ جاتا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان چیزوں کے بغیر معاشرہ میں نہ تو اس کی کوئی عزت ہے اور نہ ہی وقار۔ فلاں چیز ہوگی تو لوگ اس کی عزت کریں گے، اس کو اہمیت دیں گے۔ بس پھر اس شخص کا حال فرہاد کی طرح ہو جاتا ہے جس نے شیریں کو حاصل کرنے کے لیے پہاڑ میں نہر کھود ڈالی تھی۔ اتنی طویل محنت کے بعد بھی جب شیریں ہاتھ نہ لگی تو اس نے اسی اوزار کو اپنے سر پہ مار کر خودکشی کر لی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عزت وہاں ہے ہی نہیں جہاں انسان ڈھونڈتا ہے بلکہ ساری کی ساری عزت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور عزت وہ صرف اپنے رسولوں کو عطا کرتا ہے اور مومنین کو:

مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا (فاطر ۳۵:۱۰) "جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہے تو تمام تر عزت اللہ ہی کے لیے ہے"۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○ (المنافقون ۸:۶۳) "عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے لیکن منافق لوگ (یہ بات) جانتے نہیں۔"

اوپر درج سورۃ المنافقون کی آیت نمبر ۸ میں پھر غور فرمائیں کہ اس بات کو منافق لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ اس کا صاف اور آسان مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ مہنگی چیزوں یا شان وشوکت سے وہ معزز بن جائے گا تو اس کے منافق ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اس بات کو ایک اور طریقے سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی عزت کا ایک معیار (standard yard stick) مقرر کر دیا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ "اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے" الحجرات: ۱۳۔ جو اس آیت پر ایمان لے آئے وہ مومن ہے اور جو اس آیت کے واضح پیغام میں شک رکھتا ہے وہ منافق ہے۔ اس آیت کا پیغام یہ ہے کہ جس شخص میں تقویٰ نہیں، اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عزت نہیں اور جو اللہ کے نزدیک باعزت نہیں، اس کو دنیا کی کوئی چیز (دولت، حکومت، بڑی ڈگری، بڑا عہدہ، بڑی گاڑی، بڑا گھر، اس کی ایلیٹ (Elite) کلاس، مہنگے کپڑے، موبائل، گھڑی، بچوں کے مہنگے ترین تعلیمی ادارے..... You name it) عزت نہیں بخش سکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا مسلمان کی عزت مغربی پاسپورٹ میں ہے؟

میں نے لوگوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ باہر کے ملکوں میں پاکستانی پاسپورٹ کی کوئی عزت نہیں اور وہاں ہمیں پاسپورٹ کی وجہ سے تیسرے درجے کا شہری سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے عزت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے کسی مغربی ملک (Westren Country) کی شہریت (Nationality) حاصل کی جائے، وہاں کا پاسپورٹ ہمارے ہاتھ میں ہوگا تو پھر ہر جگہ ہماری عزت ہوگی! ہماری اس اُلٹی (Perverted) سوچ کی وجہ، اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے نظام کو ٹھیک طور پر نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے:

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط (الحج ۲۲:۱۸) ''اور جس شخص کو اللہ ذلیل کردے، اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔''

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قومِ نوح کو ان کی اکثریت (democracy) کے باوجود سیلاب میں غرب کر دیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون، اس کے حواریوں اور اس کے تمام لشکر کو مضبوط حکومت (dictatorship) کے ہوتے ہوئے سمندر میں ڈبو دیا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کی انتہائی طاقتور قوم (Super Power)، قومِ عاد کا ٹھنڈی تیز ہوا کے ذریعے بھوسا بنا دیا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود کو ان کے انتہائی مضبوط اور عالی شان گھروں کے اندر تہس نہس کر دیا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کی عیش پرست اور بدمست (libral and enlightened) قوم پر پتھروں کی بارش برسا کر ان کا قیمہ بنا دیا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے قومِ سبا، پر ڈیم کو اچانک توڑ کر ان پر سیلابی ریلا چھوڑ دیا، جس سے ان کی مضبوط معاشیات (Strong Economy) اور قابلِ رشک خوشحالی کو تباہ کر دیا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ کے جاہل چوہدری، ابوجہل، کو میدانِ بدر میں اس طرح ذلیل کیا کہ اس کے سینے پر مکہ ہی کے ایک چرواہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو چڑھا دیا۔ وہ جاہل چوھدری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگا: ''او بکری کے چرواہے! تو بڑی اونچی اور مشکل جگہ پر چڑھ گیا ہے۔'' اس کے بعد عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اس اُمت کا فرعون ہے۔''

۸۔ دہکتے اور خوبصورت چہرے والے ایک اور جاہل سردار، ابولہب، کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذلیل کیا کہ اس کو طاعون سے ملتی جلتی، عدسیہ کی بیماری میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ تین دن تک اس کی لاش یوں ہی پڑی سڑتی گلتی رہی، حتیٰ کہ سخت بدبودار ہو گئی۔ بالآخر اس کے جسم پر دور سے ہی پتھر اور مٹی ڈال کر دفن کر دیا گیا۔

تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرنے کا فیصلہ کر لے تو پھر کسی مغربی ملک کا پاسپورٹ یا کوئی اور سٹیٹس سمبل (Status Symbol) اس کو عزت نہیں دلوا سکتا۔ اللہ کے ہاں ذلیل وہ ہوتا ہے جو تقویٰ کا راستہ چھوڑ کر اپنے ذہن سے عزت کا راستہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لیے تو فرمایا کہ: ''عزت تو صرف اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے ہے لیکن منافق لوگ (یہ بات) جانتے نہیں'' المنافقون: ۸۔ یعنی جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور جگہ یا کسی اور چیز میں عزت ڈھونڈتا پھرتا ہے، وہ منافق ہے۔ ایسا شخص ہدایت اور حقائق کی معرفت کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔

اس بات کی مزید تفصیلات کتاب کے تیسرے حصّے میں آنے والی ہیں۔

سکون کیسے حاصل ہو؟

یا ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ دولت اور سٹیٹس سمبلز میں اس کو راحت اور دل کا سکون مل جائے گا، اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی نفی فرما دی:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○

(الرعد ۱۳:۲۸) ''جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سٹیٹس (Status) کی نمائش، شیطان کی پیروی ہے

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس سے پوچھا کہ:

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ (صٓ ۳۸:۷۵،۷۶) ''اے ابلیس! جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کے آگے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے منع کیا؟ کیا تو غرور میں آ گیا یا اونچے درجے (elite class) میں تھا؟

تو ابلیس نے جواب دیا: قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ''بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے''

شیطان نے آدم علیہ السلام پر اپنی برتری کی بات تو کر دی لیکن اپنی اس بات کو سچا ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل پیش نہ کی۔ آگ کی مٹی پر برتری (Superiority) کی بات خود ساختہ اور بے وزن بات تھی۔ نورانی فرشتوں نے تو مٹی سے بنے آدم کو سجدہ کر دیا مگر ابلیس اپنے سٹیٹس (Status) کے ترنگ میں اکڑ بیٹھا۔ اپنی چودھراہٹ کے اظہار کے لیے اُس وقت شیطان کے پاس نہ دولت تھی، نہ حکومت اور نہ ہی کوئی اور چیز۔ بس لے دے کر اس کے پاس صرف اپنی ساخت (Physical Make) ہی تھی کہ میں ناری ہونے کی وجہ سے افضل ہوں! اس تکبر کی وجہ سے وہ اللہ کے غضب میں آ گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہو گئی۔ ارشاد ہوا:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (صٓ ۳۸:۷۷-۷۸) ''فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت پڑتی رہے گی۔''

تمام انسانوں کی ساخت تو ایک جیسی ہے یعنی سب مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں یا یوں کہہ لیں کہ سب انسانوں کی ابتدا گندے نطفے سے ہوتی ہے۔ لہٰذا اپنی ساخت کے لحاظ سے تو کوئی انسان دوسرے پر اپنی برتری نہیں جتا سکتا۔ لیکن انسان کے پاس دوسروں پر اپنی برتری

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جتانے کے لیے کئی اور چیزیں بھی ہیں: اپنا حسب نسب، اپنی ذات، قبیلہ، رنگت، زبان، دولت، حکومت، طاقت، تعلیم، ہنر وغیرہ۔

جہاں تک ذات یا قبیلے یا برادری کا تعلق ہے تو یہ تقسیم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ صرف تعارف یا پہچان کے لیے ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات ۱۳:)

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبردار ہے۔''

اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ راجپوت، آرائیں سے افضل ہوتا ہے یا آرائیں راجپوت سے بہتر ہوتا ہے؟ اپنی ذات، دولت یا کسی اور وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھنا تو شیطانی سوچ کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی عزت کا صرف ایک ہی معیار مقرر کیا ہے اور وہ معیار تقویٰ ہے۔

حسب پر فخر اور نسب پر طعن کرنا جاہلیت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ: اَلْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَ الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَ الْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَ النِّيَاحَةُ (صحیح مسلم: کتاب الجنائز، باب: التشدید فی النیاحۃ ۲۱۶۰) ''میری امت میں جاہلیت (یعنی زمانہ کفر) کی چار چیزیں ہیں کہ لوگ ان کو نہ چھوڑیں گے۔ ایک اپنے حسب پر فخر کرنا، دوسرے دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، تیسرے ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور چوتھے بین کر کے رونا۔''

الحَسَبُ: حسب بمعنی خاندانی شرافت۔ الحَسِیب بمعنی خاندانی شرافت والا (مصباح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللغات)۔ حسب سے مراد خاندانی سلسلہ، ذات، قبیلہ یا برداری ہے جو نسل در نسل چلتی ہے جیسے ہمارے ہاں خاندانی ذاتیں ہیں مثلاً راجپوت، آرائیں، جٹ، ککے زئی، شیخ، مغل، بلوچ، پختون، پٹھان، چودھری وغیرہ وغیرہ۔

حسب پر فخر کرنے سے مراد اپنی ذات یا اپنے خاندانی نام پر فخر کرنا ہے کہ میرا تعلق تو فلاں ذات یا فلاں خاندان سے ہے۔ زیادہ تر لوگ تقویٰ کی بنیاد پر نہیں بلکہ ذات پر یا پھر خاندانی نام کی بنیاد پر رشتے طے کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سوچ اور طرزِ عمل کو جہالت قرار دیا ہے۔

نسب: دودھیالی رشتہ، باپ کی طرف سے، باپ کے رشتہ دار۔

کسی کو یہ طعنہ دینا کہ تُو تو موچی یا کمہار کا بیٹا ہے یا تیرا باپ تو اَن پڑھ پینڈو ہے وغیرہ۔ یہ بھی ایک جاہلانہ سوچ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر، نہ صرف بتوں کو پوجتا تھا بلکہ بُت گر اور بُت فروش بھی تھا مگر اس جاہل اور مشرک باپ کے بیٹے ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل (دوست) قرار دیا۔ لہٰذا حسب پر فخر اور نسب پر طعن کرنا اونچے سٹیٹس نہیں بلکہ جاہلیت کی نشانی ہے۔

بلند ترین عزت کے رول ماڈل

عزت کے لحاظ سے تمام انبیاء علیہم السلام سب سے زیادہ معزز ہوئے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ (الانشراح ۹۴:۴) "اور ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔"

معراج کا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت افزائی کی عظیم نشانی ہے۔ مگر زمین پر حال یہ تھا کہ دو دو ماہ گزر جاتے، تیسرے مہینے کا چاند نظر آ جاتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر چولہے پر آگ نہ جلتی۔ محض کھجور اور پانی پر گزارہ کرنا پڑتا۔ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے گھر میں دیا جلانے کے لیے تیل نہ تھا اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی جس کے عوض غلہ ادھار لیا گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تواضع کا یہ حال تھا کہ کپڑے میں خود ہی پیوند لگا لیتے، گھر میں جھاڑو دے لیتے، دودھ دھو لیتے، گھر کے دوسرے کاموں میں ازواج کا ہاتھ بٹاتے، بازار سے سودا سلف لے آتے، اپنا جوتا خود مرمت کر لیتے اور سفر کے دوران صحابہ کرام کے ساتھ مل کر کام بانٹ لیتے۔ غزوہ الاحزاب کے موقع پر خندق کھودنے میں بھی صحابہ کرام کے ساتھ شریک عمل رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا اور نہ ہی کبھی اپنے اس حال کی کسی سے شکایت کی۔ ایک دفعہ فرمایا: "مجھے بھلا دنیا سے کیا غرض، میری مثال تو اس مسافر کی سی ہے جو تپتی دوپہر میں ذرا سی دیر ستانے کے لیے کسی سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ جائے اور آرام کر کے پھر چل دے۔"

سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دنیا کے کون سے سٹیٹس سمبلز موجود تھے؟

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عزت کے سٹیٹس سمبلز

اب میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں چند باتیں لکھتا ہوں۔ پہلے یہ جان لینا بہت ضروری ہے کہ حضرت عمر کا تعلق، دادھیال اور نانیہال دونوں طرف سے نہایت امیر اور ممتاز خاندانوں سے تھا۔ آپ کا جد اعلیٰ، عدی، عرب کے باہمی منازعات میں ثالث مقرر ہوا کرتے تھے، اور قریش کو کسی قبیلہ کے ساتھ کوئی ملکی معاملہ پیش آجاتا تو سفیر بن کر جایا کرتے تھے اور یہ دونوں منصب عدی کے خاندان میں نسل در نسل چلے آرہے تھے۔ دادھیال کی طرح، حضرت عمر ننھیال کی طرف سے بھی نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی والدہ، ختمہ، ہاشم بن مغیرہ کی بیٹی تھی اور مغیرہ اس درجہ کے آدمی تھے کہ جب قریش کسی قبیلہ سے نبرد آزمائی کے لیے جاتے تھے تو فوج کا اہتمام ان ہی کے متعلق ہوتا تھا (خلفائے راشدین از شاہ معین الدین احمد ندوی)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان اور رعب و ادب کا ایک طرف تو یہ حال تھا کہ محض نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے قیصر وکسریٰ کے ایوانِ حکومت میں لرزہ پیدا ہو جاتا تھا، دوسری طرف تواضع اور خاکساری کا یہ عالم تھا کہ کاندھے پر مشک رکھ کر بیوہ عورتوں کے لیے پانی بھرتے تھے۔ مجاہدین کی بیویوں کا بازار سے سودا سلف خرید کر لادیتے تھے، پھر اس حالت میں تھک کر مسجد کے گوشہ میں فرش خاک پر لیٹ جاتے تھے۔

ایک دفعہ اپنے دورِ خلافت میں سر پر چادر ڈال کر باہر نکلے، ایک غلام کو گدھے پر سوار جاتے دیکھا، چونکہ تھک گئے تھے، اس لیے اپنے ساتھ بٹھا لینے کی درخواست کی۔ وہ فوراً اُتر پڑا اور سواری کے لیے اپنا گدھا پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں اپنی وجہ سے تمھیں تکلیف نہیں دے سکتا، تم جس طرح سوار تھے سوار رہو، میں تمھارے پیچھے بیٹھ جاؤں گا۔ غرض اسی حالت میں مدینہ کی گلیوں میں داخل ہوئے اور لوگ امیر المومنین کو ایک غلام کے پیچھے بیٹھا دیکھ رہے تھے۔

حضرت عمرؓ نے بارہا مکہ سے مدینہ تک سفر کیا لیکن خیمہ یا شامیانہ کبھی ساتھ نہیں رہا، جہاں ٹھیرے کسی درخت پر چادر ڈال دی اور اسی کے سایہ میں پڑے رہے۔ ایک دفعہ احنف بن قیس عرب کے دوسرے سرداروں کے ساتھ ان سے ملنے کو گئے دیکھا تو دامن چڑھائے اِدھر اُدھر دوڑے پھرتے ہیں، احنف کو دیکھ کر کہا کہ آؤ تم بھی میرا ساتھ دو۔ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو ایک اونٹ میں کتنے غریبوں کا حق شامل ہے؟ ایک شخص نے کہا امیر المومنین! آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں کسی غلام کو حکم دیجیے وہ ڈھونڈ لائے گا، فرمایا:

"مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے؟"

موطا امام محمد میں روایت ہے کہ جب شام کا سفر کیا تھا تو شہر کے قریب پہنچ کر قضائے حاجت کے لیے سواری سے اترے، اسلم ان کا غلام بھی ساتھ تھا، فارغ ہو کر آئے تو اسلم کے اونٹ پر سوار ہو گئے۔ ادھر اہل شام استقبال کو آ رہے تھے، جو آتا پہلے اسلم کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ وہ حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ لوگوں کو تعجب ہوتا تھا اور آپس میں سرگوشیاں کرتے تھے، حضرت عمر نے فرمایا کہ ان کی نگاہیں عجمی شان وشوکت ڈھونڈ رہی ہیں (وہ یہاں کہاں؟)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہایت بے تکلفی اور سادگی سے رہتے تھے۔ کپڑوں میں اکثر پیوند ہوتے تھے۔ ایک دفعہ دیر تک گھر میں رہے، باہر آئے تو لوگ انتظار کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ پہننے کے لیے کپڑے نہ تھے اس لیے انھی کپڑوں کو دھو کر سوکھنے ڈال دیا تھا خشک ہو گئے تو وہی پہن کر باہر نکلے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے ہم کو جو عزت دی ہے وہ اسلام کی وجہ سے ہے اور ہمارے لیے یہی کافی ہے (الفاروق از شبلی نعمانی)۔

حقیقی عزت کے معیار کو پہچانیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے لاڈلی بیٹی، جنت کی عورتوں کی سردار فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنگ دستی، مشقت اور صبر کی تفصیل پڑھیں تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے ہیں۔ یہ سب مبارک لوگ سٹیٹس سمبلز کے بغیر ہی بڑے معزز و مکرم تھے۔ آج پندرہویں صدی میں سب کچھ ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کی کوئی عزت ہے نہ وقار اور نہ دبدبہ۔ بس سڑکوں پر ٹائر جلا کر اور کافر ملکوں کے جھنڈوں کو آگ لگا کر خالی الجہاد الجہاد کے نعرے لگاتے رہتے ہیں مگر عملی طور پر ایک چھوٹے سے ملک اسرائیل کے سامنے بھیگی بلی بنے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے عزت کا ایک معیار، ایک پیمانہ مقرر فرما دیا ہے۔ جو اس معیار کو پہنچے گا اللہ تعالیٰ کی نظر میں معزز ہے اور اللہ کی مدد و نصرت کا حق دار بھی:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ○ (الحجرات ۴۹:۱۳)

"اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔"

دنیا تو ایک عارضی خیمہ ہے

دنیا ایک عارضی خیمے کی مانند ہے، یہ آزمائش گاہ ہے، لوگ اس کو رہائش گاہ سمجھ کر اس کی آرائش و زیبائش میں مگن ہو جاتے ہیں۔ یہ خیمہ کئی بار اجڑا ہے۔ کبھی یہ سیلاب نوح میں ڈوبا، کبھی اس کو تیز آندھیوں نے اکھاڑا، کبھی کسی زلزلے نے اس کو اجاڑا تو کبھی قحط نے انسانوں کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حلیہ بگاڑا۔ پھر آخر ایک وقت آئے گا جب اس زمین کی حالت یوں ہو جائے گی:

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ (الکہف ۱۸:۸) "اس پر جو کچھ ہے ہم اسے ایک ہموار صاف میدان کر ڈالیں گے۔"

پھر اس خیمے میں رہنے والے، اس زمین پر بسنے والے انسان کا یہ حال ہے کہ اس پر سورج طلوع ہوتا ہے مگر غروب ہونے سے پہلے قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ ایسے ہی اس پر سورج غروب ہوتا ہے لیکن طلوع ہونے سے پہلے قبر میں اتر جاتا ہے۔ پس جو شخص اس زمین پر اپنے آپ کو مسافر سمجھ کر اپنی منزل اور مقصد سے غافل نہیں رہتا وہ تو ہے عقل مند۔ لیکن جو اپنی زندگی کے قیمتی وقت کو صرف کمانے اور دنیا بنانے پر خرچ کر دیتا ہے تو اس کو اپنی بے عقلی کا اندازہ اس وقت اچھی طرح ہو جائے گا جب اس کو قبر سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ اس خیمے کا تفصیلی احوال آخری باب میں آئے گا۔

خرابی کی جڑ، نفسانی خواہشات کی پیروی

حقیقی اِلٰہ کے مقابل سب سے بڑا طاغوت انسان کے اندر نصب ہے جو انسانوں کی کثیر تعداد کو دوزخ تک لے جائے گا۔ یہ انسان کی خواہشات (اَلْهَوٰى) کا بت ہے۔ جس چیز کو انسان کا نفس حق کہے اسی کو حق مان کر چلتا ہے اور جسے یہ نفس باطل کہہ دے اسی کو باطل مان کر چلتا ہے، اگرچہ یہ سب چیزیں قرآن وسنت کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ (الفرقان ۲۵:۴۳)
کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے؟ تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو؟

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الجاثیہ ۴۵:۲۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے، تم کیوں نصیحت نہیں پکڑتے۔"

ایک شخص دنیاوی لحاظ سے چاہے پی ایچ ڈی ہولڈر ہی کیوں نہ ہو، دنیا میں وہ ایک معروف تجزیہ کار، کالم نگار یا ایک سکالر کے طور پر ہی کیوں نہ جانا جاتا ہو یا اپنے شعبے میں کتنا ہی ہنر مند اور ماہر کیوں نہ ہو، اگر تو وہ قرآن وسنت کی بجائے اپنی خواہشات کا پیروکار ہے تو حقیقت میں وہ عقل کا اندھا اور گمراہ انسان ہے۔ اس بربادی تک پہنچنے کا سبب ایک دوسری آیت میں بیان ہوا ہے:

وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ (القمر ۵۴:۳)

"انھوں نے (اللہ کے احکامات کو) جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آیات کو جھٹلائے بغیر خواہشات کو پورا کرنا ممکن نہیں۔ سٹیٹس بھی ایک ناحق خواہش کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے کوئی ایک بندہ بھی ایسا نہیں گزرا جس نے دنیا میں سٹیٹس کی خواہش کی ہو یا سٹیٹس کے حصول کے لیے محنت کی ہو۔

دنیا کی زندگی میں یہ ناممکن بات ہے کہ انسان اپنی خواہشات بھی پوری کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر بھی چل سکے۔ دنیا کی زندگی میں خواہشات کا مقابلہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے ہے اور زمانے کے رسم ورواج کا مقابلہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام سے بغاوت اور سرکشی اختیار کیے بغیر خواہشات کو پورا نہیں کیا جا سکتا اور انسانوں کی اکثریت میں طغیانی (بغاوت، سرکشی) اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے آپ کو مالدار اور غنی دیکھتے ہیں:

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝ (العلق ۹۶:۶-۷)

"مگر انسان سرکش ہو جاتا ہے جب کہ اپنے تئیں غنی دیکھتا ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سٹیٹس اور سرکشی کا تعلق

سورہ البقرہ کی پہلی چار آیات میں متقی کی چھ نشانیاں بیان کی گئی ہیں:

ان میں سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ غیب کی ہر خبر پر ایمان رکھتے ہیں اور آخری نشانی یہ ہے کہ وہ آخرت کی زندگی کا یقین رکھتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو پھر یہ شخص پورے قرآن حکیم سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سٹیٹس سمبلز سے محبت رکھنے والے کی شخصیت پر شریعت کا رنگ نہیں چڑھتا، کیونکہ وہ دھوکے (دنیا) کو حقیقت جبکہ حقیقت (آخرت) کو دھوکہ سمجھتا رہتا ہے۔

تقویٰ کا مطلب ہوتا ہے اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرنا، اللہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنا، اس کے احکامات کو بغیر کسی شک کے خوش دلی سے قبول کرنا اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی متعین کردہ حدوں کے اندر رہنا۔ دریا جب کناروں کے اندر بہتا ہے تو فائدہ مند ہوتا ہے۔ مگر پانی جب کناروں سے باہر اچھلتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ دریا میں طغیانی آ گئی ہے۔ اور اس طغیانی سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ دریا میں پانی زیادہ آجائے تو طغیانی پیدا ہوتی ہے اور انسان کے پاس مال زیادہ آجائے تو اسکے مزاج میں طغیانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طغیانی کو سرکشی بھی کہتے ہیں:

كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰٓ ۝٦ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰٓ ۝٧ (العلق ۹۶:۶-۷)

"مگر انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ جب اپنے آپ کو غنی دیکھتا ہے"۔

یہ انسان کی عمومی خصلت ہے (الا ماشاء اللہ) کہ جب انسان پر خوشحالی کا دور آتا ہے، پیسہ بہت ہوتا ہے تو پھر اس کے مزاج میں سرکشی آجاتی ہے۔ سٹیٹس (Status) کی خواہش بھی اسی طغیانی سے وجود پاتی ہے۔ اب انگریزی میں سٹیٹس اور سٹیٹس سمبلز کی تعریف بھی پڑھ لیں:

Status: "The Social or Professional Position of Somebody or Something in relation to others"

STATUS SYMBOLS: "Possession that people think shows their higher social status and wealth" (Oxford Dictionary)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تکبر کی تعریف بھی دیکھ لیں:

اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ (مسلم۔ کتاب الایمان: ۲۶۵)

"تکبر حق کو نہ ماننا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے"۔

یہاں حق کو نہ ماننے سے مراد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو تسلیم نہ کرنا ہے کہ انسان کی عزت تقویٰ سے جڑی ہے۔ سٹیٹس کا دل دادہ (Status Conscious) کہتا ہے کہ نہیں، عزت سٹیٹس والی چیزوں (Status Symbols) سے ملتی ہے۔ اس حدیث کے دوسرے جز سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک متکبر شخص کس بنیاد پر کسی دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے؟ اس کا جواب ہم اپنی روزمرہ زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔ دولت، طاقت، حکومت، عہدہ، جتھہ، حسب نسب، ذات، برادری وغیرہ کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو بلندی پر بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہے اور اپنے آپ کو کوئی "اعلیٰ" (Worthy/Valuable) مخلوق سمجھنے لگتا ہے۔ سٹیٹس سے انسان میں تکبر کی ہوا بھر جاتی ہے (الا ما شاء اللہ) اپنی اس طغیانی کیفیت کی وجہ سے وہ دوسروں کو حقیر (Un-worthy/worthless) سمجھتا ہے۔ ماڈرن زبان میں ان لوگوں کو اونچی کلاس (High gentry, the ruling class etc, CEO, the chiefs, the leaders, intellectuals, elite class) کے درجے میں گنا جاتا ہے۔

قرآن میں اَلْمَلَا کے لفظ پر غور کیجیے

قرآن مجید نے ایسے تمام لوگوں کو اَلْمَلَا کے جامع لفظ سے پکارا ہے۔ یعنی معاشرے کے دنیاوی سردار، چوہدری، کھاتے پیتے لوگ اور دوسرے وہ لوگ بھی جن کو میں نے اوپر انگریزی زبان میں بریکٹ میں لکھا ہے۔ سٹیٹس کا نشہ نوح علیہ السلام کے زمانے سے چلا آرہا ہے:

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ (ھود ۱۱: ۲۷) "تو اس کی قوم کے کافر سرداروں نے جواب دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم تو تجھے اپنے جیسا انسان ہی دیکھتے ہیں اور تیرے تابعداروں کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ واضح طور پر سوائے نیچ لوگوں کے اور کوئی نہیں جو (بے سوچے سمجھے) تمھاری پیروی کر رہے ہیں ہم تو تمھاری کسی قسم کی برتری اپنے اوپر نہیں دیکھ رہے، بلکہ ہم تو تمھیں جھوٹا سمجھ رہے ہیں۔"

غور فرمائیں کہ قوم نوح کے ان چودھریوں کے خیالات یا نظریات خالصتاً مادہ پرستانہ (Pure materialistic thoughts) ہیں۔ متقی لوگ ان کے نزدیک محض اس لیے کمینے، نیچ اور ذلیل ہیں کہ ان کی دنیاوی حیثیت (Worth) کوئی نہیں۔ اور یہ بات انھوں نے صاف بیان کر دی:

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ یعنی یہ مومن لوگ کسی لحاظ سے بھی ہم سے بڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ یہاں فضل سے مراد دنیاوی چیزیں (Status symbols) اور سماجی حیثیت مراد ہے۔ سورہ المومنون میں ان مادہ پرست لوگوں کی دو نئی باتیں ہمارے سامنے آتی ہے:

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ (المومنون ۲۳: ۲۴) "اس کی قوم کے کافر سرداروں نے صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے، یہ تم پر فضیلت اور بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اگر اللہ کو منظور ہوتا تو کسی فرشتے کو اتارتا ہم نے تو اسے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانے میں سنا ہی نہیں"۔

اس آیت سے پہلی بات یہ پتہ چلی کہ ہائی جنٹری کے مادہ پرست لوگ اس چیز کو برداشت نہیں کرتے کہ کوئی دوسرا عام آدمی ان سے آگے نکل جائے یا ان پر برتری حاصل کر لے۔ یہ چیز ان کے دل کے بخل کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے قرآن مجید میں دو مقامات پر شح نفس کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (الحشر ۵۹: ۹ اور التغابن ۶۴: ۱۶)

جو مال کا حریص ہو، خرچ کرنے میں بخیل ہو اور صرف اپنے مفاد کو آگے رکھے اس کو شحیح یا شحاح کہا جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن ۴۱۳/۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ یہ لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان جیسا انسان ان سے بات کرے بلکہ آسمان سے فرشتوں کا نزول ہو جو ان سے بات کریں۔

ان لوگوں کی اس سوچ کی مزید تفصیل ہمیں سورہ المومنون میں ہی ملتی ہے:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ (المومنون ۲۳:۳۳) "اور قوم کے سرداروں نے جواب دیا، جو کفر کرتے تھے اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور ہم نے انھیں دنیاوی زندگی میں خوشحال کر رکھا تھا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے، تمھاری ہی خوراک یہ بھی کھاتا ہے اور تمھارے پینے کا پانی ہی یہ بھی پیتا ہے"۔

یعنی عوام الناس اگر ان چودھریوں، سرداروں، نام نہاد لیڈروں، سیاستدانوں اور سرمایہ داروں کی اطاعت کرتے رہیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اصل عقل مند تو یہی لوگ ہیں۔ لیکن اگر عوام نے اللہ کے رسول کی بات مان لی اور ان کی پیروی کر لی تو پھر وہ بڑے نقصان سے دوچار ہوں گے۔

آپ غور فرمائیں کہ اس طرح کی بہکی بہکی باتیں تو صرف وہی کرتا ہے جو نشے میں ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ وافر دولت، عیش و آرام اور لیڈری ایسے نشے ہیں جن میں انسان کی عقل درست کام نہیں کرتی۔ دوزخ میں جا کر جب ان کی عقل ٹھکانے لگے گی تو پھر یہ درست بات کریں گے:

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۰﴾ (الملک ۶۷:۱۰) "اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخیوں میں (شریک) نہ ہوتے"۔

حالانکہ دنیا میں یہی لوگ انبیاء علیہم السلام کو احمق اور جھوٹا سمجھتے رہے:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ (الاعراف: ۶۶) "ان کی قوم میں جو بڑے لوگ کافر تھے انھوں نے کہا ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں اور ہم بیشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سمجھتے ہیں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے نزدیک، ایک غریب نابینا صحابی کا سٹیٹس

آپ غور فرمائیں کہ نوح علیہ السلام سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت تک، ان بڑے لوگوں (اَلْمَلَأ) کی سوچ اور کردار ایک جیسا رہا۔ مکہ میں بھی یہی صورت حال پیش تھی۔ یہاں بھی اَلْمَلَأ اسلام کی مخالفت میں فرنٹ لائن پر تھے۔ قریشی سرداروں کو بھی اس بات پر غصہ آتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکاروں میں ایسے لوگ زیادہ ہیں جن کی معاشرہ میں کوئی حیثیت نہیں۔ ایسے ہی ایک دفعہ مکہ کے پانچ قریشی سردار: عتبہ، شیبہ، ابوجہل، امیہ بن خلف اور ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ اسی دوران ایک غریب نابینا صحابی سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے اور دین کے متعلق کوئی سوال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کا ایسے وقت میں آنا ناگوار گزرا اور اس ناگواری کے اثرات چہرے پر بھی ظاہر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے اعراض کرتے ہوئے قریشی سرداروں کی طرف متوجہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ انداز پسند نہ آیا اور سورہ عبس کا نزول ہوا:

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝١ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝٢ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝٣ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝٤ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝٥ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝٦ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝٧ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝٨ وَهُوَ يَخْشٰى ۝٩ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝١٠ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝١١ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢ (عبس ۸۰:۱-۱۲) ''وہ ترش رو ہوا اور منہ موڑ لیا۔ (صرف اس لیے) کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔ تجھے کیا خبر شاید وہ سنور جاتا۔ یا نصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی۔ جو بے پروائی کرتا ہے۔ اس کی طرف تو پوری توجہ کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے نہ سنورنے سے تجھ پر کوئی الزام نہیں۔ جو شخص تیرے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے۔ اور وہ ڈر (بھی) رہا ہے۔ تو اس سے بے رخی برتتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں قرآن تو نصیحت کی چیز ہے۔ جو چاہے اس سے نصیحت لے۔''

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوت حق کی تبلیغ کے طریق کار یا انداز پر تنقید کی گئی ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصولاً اس دعوت کے لیے توجہ کا اولین مستحق وہ ہوتا ہے جو خود بھی ہدایت کا طالب ہو۔ اس واقعہ کے بعد آپ ﷺ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم سے بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور فرمایا کرتے: مَرْحَبًا لِمَنْ عَاتَبَنِي فِيهِ رَبِّي (خوش آمدید اس شخص کو جس کے بارے میں اللہ نے مجھ پر عتاب فرمایا) نیز آپ ﷺ نے مدنی زندگی میں کئی بار آپ کو مدینہ میں اپنا نائب اور حاکم بنایا جب آپ ﷺ جہاد وغیرہ کے سلسلہ میں مدینہ سے باہر جاتے تھے۔ آپ نابینا ہونے کے باوجود جہاد میں عملاً حصّہ لیا کرتے تھے۔ آپ دور فاروقی میں جنگ قادسیہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

اللہ کے نزدیک، چھ غریب صحابہ کا سٹیٹس

سورہ الانعام اور الکہف میں رسول اللہ ﷺ کو واضح ہدایات دی گئیں کہ کس طرح کے لوگوں کو اہمیت دینی ہے اور ان کو قریب رکھنا ہے اور کس قسم کے لوگوں سے اعراض (Avoid) کرنا ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ (الانعام ۶:۵۲) "اور جو لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں انھیں اپنے ہاں سے دور نہ کیجیے۔ ان کے حساب سے آپ کے ذمہ کچھ نہیں اور نہ آپ کے حساب سے کچھ ان کے ذمہ ہے۔ لہٰذا اگر آپ انھیں دور ہٹائیں گے تو آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ مشرکین نے آپ ﷺ سے کہا: "ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجیے تاکہ یہ ہم پر جرات نہ کریں" تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (مسلم: کتاب الفضائل باب فی فضل سعد بن ابی وقاص: ۶۲۴۱)

اور ابن ماجہ کی روایت کے مطابق یہ چھ آدمی درج ذیل تھے: سعد بن ابی وقاص،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود، صہیب رومی، عمار بن یاسر، مقداد بن اسود اور بلال بن رباح (حبشی) رضی اللہ عنہم۔ اقرع اور عینیہ نے تنہائی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہمیں ان غلاموں کے ساتھ بیٹھنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ لہٰذا، جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تب انھیں اٹھا دیجیے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا صحابہ کی بہت تعریف بیان فرمائی اور فرما دیا کہ ان کو ہٹانے کی بات ہرگز نہیں سوچنی چاہیے۔ (تیسیر القرآن ۱/ ۵۹۵)

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ (الکہف ۱۸:۲۸) ''اور اپنے آپ کو انھیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں اور اسی کے چہرے کا ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں)، خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنی پائیں کہ دنیاوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جا۔ دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔''

غریب اور مخلص مومنوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وابستہ رہنے کی ہدایت

یہ مخلص صحابہ بلال بن رباح، صہیب رومی، خباب بن الارت، عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم تھے۔ جو سب کے سب غریب طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اور اِن میں اکثر سردارانِ قریش کے غلام یا آزاد کردہ غلام تھے جو اکثر اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ اب اونچی ناک والے قریشی سردار مثلاً عینیہ بن بدر اور اقرع بن حابس وغیرہ کہا کرتے تھے کہ ہر وقت یہ رذیل قسم کے لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں تو ان کی موجودگی میں ہم کیسے ان کے ساتھ آپ کے پاس بیٹھیں۔ ممکن ہے آپ کے دل میں کچھ ایسا خیال آ بھی گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو کہ یہ لوگ تو بہر حال مخلص مومن ہیں۔ سرداروں کے آنے پر کچھ دیر انھیں الگ کر دینے سے اگر یہ قریشی سردار میری بات غور سے سن لینے اور ایمان لانے پر تیار ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟

خصوصاً اس صورت میں کہ آپ ان قریشی سرداروں کے ایمان لانے پر حریص بھی تھے کہ اس طرح اسلام کو تقویت حاصل ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بروقت ہدایت فرما دی کہ ایسا خیال بھی دل میں نہ لایئے، اپنا دل انھی غریب اور مخلص مومنوں کے ساتھ وابستہ رکھئے، یہی لوگ قیمتی سرمایہ ہے۔

آپ سورہ ھود کی آیت ۲۹ میں بھی غور فرمائیں کہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کے سرداروں سے فرمایا تھا:

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط (ھود ۱۱:۲۹) ''میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے نہیں نکال سکتا''

اللہ کے ہاں دنیاوی سٹیٹس کی کوئی حیثیت نہیں

اس ساری بحث سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل سٹیٹس ان لوگوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مخلص ہیں اور جو اللہ کی رضا کو ٹارگٹ بنا کر اپنے اوقات کو تقسیم اور صرف کرتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جن کے دل اللہ کی یاد کی بجائے دنیا کی زیب وزینت کی طرف زیادہ مائل ہیں اور جو اللہ کے احکامات کی بجائے اپنی عقل یا خواہشات کی پیروی میں چلتے ہیں اور جن کے مزاج میں طغیانی ہے، ایسے لوگوں کی اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں، خواہ وہ دُنیاوی لحاظ سے کتنے ہی بڑے سردار یا مالدار کیوں نہ ہوں!

ہندوؤں میں انسانوں کی معاشرتی درجہ بندی

برصغیر پاک و ہند میں انسانوں کو مختلف درجوں میں تقسیم کرنے کا کام سب سے پہلے آریاؤں نے شروع کیا۔ یہ زمانہ 1500 قبل مسیح کا تھا۔ وہ چونکہ خود حملہ آور اور فاتح تھے اس لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اپنی قوم یعنی آریاؤں کو تین اونچے درجوں میں تقسیم کر لیا۔ ان کو ہم برہمن، کھشتری، اور ویش کے ناموں سے جانتے ہیں۔ مقامی اور مفتوح لوگ شودر کہلائے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ برہمن (Brahmans): یہ سب سے فائق اور پیدائشی افضل طبقہ ہے۔ تمام مذہبی اور سیاسی امور پر اس طبقہ کی اجارہ داری مانی جاتی ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کا ہر جرم اور گناہ معاف ہے۔ پاکستان کے 1973 کے آئین کا آرٹیکل نمبر 248 بھی پاکستانی حکمرانوں کو وہی تحفظ دیتا ہے جو ہندو برہمن کو حاصل ہے۔

۲۔ کھشتری (Khashtri): یہ برہمن کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں۔ ملکی دفاع اور جنگی امور اس طبقہ کے حوالے تھے۔

۳۔ ویش (Veish): زراعت، ٹیکنیکل امور اور صنعت وتجارت اس طبقہ کے حوالے تھے۔ یعنی کھشتری اور ویش کا کام یہ تھا کہ برہمن طبقہ کو کما کر بھی کھلائے اور ان کا دفاع بھی کرے۔

۴۔ شودر (Sudra): یہ سب سے نچلا طبقہ ہے جس کا کام اوپر تین طبقات کی خدمت کرنا تھا۔ ان میں مزدور، موچی، نائی، دھوبی، لوہار، بڑھئی، چوکیدار اور خدمت کے دوسرے تمام شعبے شامل تھے۔ ان کے کوئی حقوق نہ تھے اور ان پر ہر طرح کا ظلم جائز سمجھا جاتا تھا۔

اگر آپ تھوڑا غور فرمائیں تو ایک چیز سامنے آئے گی کہ پاکستان میں ہماری حکمران کلاس اور اونچے درجے کی اکثریت کی سوچ اور عوام سے برتاؤ ہندو برہمن جیسا ہے۔ پاکستان کے 1973 کے آئین کا آرٹیکل نمبر 248، پاکستانی حکمرانوں کو وہی تحفظ دیتا ہے جو ہندو برہمن کو حاصل ہے۔ یہ آرٹیکل کہتا ہے:

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے آئین کا آرٹیکل نمبر 248

ا۔ صدر، گورنر، وفاقی وزراء، وزرائے مملکت، وزرائے اعلیٰ اور صوبائی وزراء اپنے کام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی کے سلسلے میں کسی عدالت کے سامنے جوابدہ نہیں ہوں گے۔ وہ اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے اور آئین کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے جو اقدامات کریں گے، ان کے لیے انھیں عدالت کے سامنے پیش نہیں ہونا پڑے گا۔

۲۔ صدر یا گورنر کے خلاف کسی بھی عدالت میں ان کے عہدہ کی معیاد کے دوران میں کوئی ایسی کارروائی نہیں کی جاسکتی جس میں انھیں مجرم گردانا گیا ہو۔

۳۔ صدر یا گورنر کے عہدہ کی معیاد کے دوران میں کوئی عدلیہ اس بات کی مجاز نہیں ہوگی کہ ان کو گرفتار کرنے یا قید رکھنے کے لیے کوئی کاروائی کرے۔

۴۔ صدر یا گورنر کے خلاف کسی فرد یا پارٹی کی طرف سے سول کورٹ میں مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا۔ جب تک کہ ان کے عہدے کی معیاد ختم نہیں ہوجاتی۔ صدر یا گورنر کو کسی ایسے فعل پر جو اس نے اپنی ذاتی حیثیت میں کیا ہو عدالت میں طلب نہیں کیا جاسکتا۔

پاکستان میں انسانوں کی درجہ بندی

اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو پاکستان کی سوسائٹی میں بھی ہندوانہ تقسیم والی جھلک نظر آتی ہے۔ ہماری سوسائٹی تین درجات میں تقسیم ہے:

۱۔ امراء۔۔۔ اعلیٰ درجہ (Elite,upper or intellectual class)

۲۔ متوسط۔۔۔ درمیانہ درجہ (Middle Class)

۳۔ غریب۔۔۔ ادنیٰ درجہ (Lower, Poor or Serving class)

یہ درجہ بندی راسک اینڈ وارن (Rausk and Warren) کی گئی تعریف کے مطابق معلوم ہوتی ہے:

"Vertical division of the society on the basis of social status is called social Stratification."

"معاشرے کے مختلف مناصب (Statuses) کی بنیاد پر عمودی تقسیم کو معاشرتی درجہ بندی کہتے ہیں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمرانیات (Sociology) کی ایک کتاب میں معاشرے کے ان تین درجات کو کل نو درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یعنی ہر درجہ کے آگے پھر تین درجے۔ ملاحظہ ہو:

1. Upper Class
   1. Upper upper class 2. Upper Middle Class 3. Upper lower Class
2. Middle Class:
   1. Middle Upper Class 2. Middle middle Class 3. Middle Lower class
3. Lower Class
   1. Lower Upper class 2. Lower middle class 3. Lower lower class

ان تمام درجات کی تفصیل کا یہاں محل نہیں۔

کسی بھی انسان کے سٹیٹس کو بنانے میں اس کی مالی حیثیت، تعلیمی معیار، پیشے اور عہدے کی نوعیت، ذات اور حسب نسب وغیرہ جیسے عناصر شامل ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں چونکہ ہر انسان ترقی کرنے یا آگے بڑھنے کے لیے آزاد ہے، اس لیے کئی ایسے لوگ جو نچلے طبقے سے تعلق رکھتے تھے، انھوں نے اپنی محنت، تعلیم یا عہدہ کی وجہ سے معاشرہ میں ایک بہتر مقام حاصل کرلیا۔ بہتر یا اونچے معاشرتی مقام (Higher social Status) کے لیے انسانوں کے اندر ایک تگ ودو یا مقابلے کی سی صورت رہتی ہے:

Karl Marx presented the theory of class struggle. According to him, the un equal distribution of economic resources create classes in a society. One class fight and struggle against its rival class. This division in a society creates conflict, enmity, hatred, crimes and many other social problems.

Classes are formed on basis of economic resources, education standard, political power and some other elements in the society.

اسلام، معیار زندگی بلند کرنے کی ترغیب دیتا ہے

اپنی روزی روٹی کے لیے تگ ودو کرنے یا اپنا معیار زندگی بہتر بنانے کے لیے محنت کرنے میں تو کوئی حرج نہیں اور نہ اسلام ایسی محنت سے منع کرتا ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو خود لوگوں کو مانگنے کی بجائے محنت کرکے روٹی کمانے کی ترغیب بھی دی اور تاکید بھی کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر نبی نے حلال روٹی کے لیے محنت کی اور بکریاں چرائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری: کتاب فی الاجارات: ۲۲۶۲)

''اللہ تعالیٰ نے خود انسان کو اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرنے کا حکم دیا ہے: ''اور جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔'' (الجمعۃ ۶۲:۱۰)

اور یہ بھی فرمایا: وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم ۶۳:۳۹) ''اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔''

آپ غور فرمائیں کہ یہ آیت انسان کو سخت محنت کی ترغیب دیتی ہے، دنیا و آخرت دونوں جہانوں کے لیے دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہے لیکن محنت کے بغیر تو یہ مقام نہیں ملتا۔ اس ساری بحث کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اچھے کپڑے پہننے، اچھا جوتا پہننے یا کسی انسان کے اعلیٰ مقام یا اچھے رہن سہن میں کوئی خرابی نہیں۔ خرابی دو وجوہات سے پیدا ہوتی ہے جس سے انسان ڈوب جاتا ہے۔ ان دونوں وجوہات کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے اور ان سے منع فرمایا ہے۔ ایک ہے اپنے زورِ بازو پر ناز اور دوسری وجہ ہے طبیعت کی طغیانی یا سرکشی۔ آگے اس کی تفصیل ہے۔

سٹیٹس، ٹائی ٹینک کب بنتا ہے؟

ٹائی ٹینک (Titanic) بحری جہاز اس لیے نہیں ڈوبا تھا کہ اس میں کوئی خرابی تھی۔ یہ ایک جدید، بڑا خوب صورت اور انتہائی مضبوط جہاز تھا۔ 10 اپریل 1912 کو ساؤتھ ہیمپٹن برطانیہ سے 2224 مسافروں کو لے کر اپنے پہلے سفر پر نیو یارک کی طرف روانہ ہوا۔ لنگر اٹھانے کے موقعے پر اس کے مالک جے بروس اسمے نے تکبر سے بڑھک لگائی: ''اسے طوفان نوح تو کیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ بھی نہیں ڈبو سکتا"۔ اس دیوہیکل جہاز کی تباہی کی وجہ یہی متکبرانہ سوچ تھی۔ اپنے سفر کے آغاز کے چوتھے اور پانچویں روز درمیانی شب یہ ایک برفانی تودے سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہو گیا اور سمندر میں ڈوب گیا۔ 2224 مسافروں میں سے 1502 مسافر بھی اس کے ساتھ ہی ڈوب گئے۔

سٹیٹس (Status) کی پہلی خرابی یہ ہے کہ انسان یہ سوچنا شروع کر دے کہ یہ بلند معاشرتی مقام یا اعلیٰ سٹیٹس اسے اپنی عقل یا محنت یا لیاقت یا اپنے علم یا ہنر سے ملا ہے۔ یا یوں سمجھے کہ وہ ایک سیلف میڈ (Self Made) انسان ہے اور اپنے زور بازو سے اس مقام پر پہنچا ہے۔ لوگ اس چیز کو انگریزی میں اس طرح کہتے ہیں:

"I Started from a scratch and reached this point."

یہ سوچ اللہ تعالیٰ کی مکمل ناشکری ہے۔ یہ شخص اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کا ناشکرا ہے جب وہ زبان سے تو الحمد للہ کہہ دے مگر عملی طور پر اللہ کی اطاعت سے باہر نکل گیا ہو۔ یہ شخص قارون کے نقش قدم پر ہے۔ قارون ایک دن، اپنے سٹیٹس کے اظہار کے لیے بڑی سج دھج اور شان وشوکت سے نکلا یعنی پورے پروٹوکول سے نکلا:

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ (القصص ۲۸:۷۹) "پس (قارون) پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا"۔

اور اس نے اپنے سیلف میڈ ہونے کی بڑھک لگائی:

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ (القصص ۲۸:۷۸) "(قارون نے) کہا: یہ سب کچھ مجھے میری سمجھ (علم) کی بنا پر ہی دیا گیا ہے"۔

تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ (القصص ۲۸:۷۸) "کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سی بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے بہت زیادہ قوت والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بہت بڑی جمع پونجی والے تھے۔"

بس پھر اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ یعنی وہ اپنے بھاری سٹیٹس کے بوجھ تلے ہی دب گیا!

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ (القصص ۸۱:۲۸) "(آخر کار) ہم نے اسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا"۔

قارون کا مزید تفصیلی احوال آگے اس کتاب میں آئے گا۔

سٹیٹس کی خرابی کی دوسری وجہ انسان کی طبیعت میں طغیانی کا آجانا ہے۔ اور یہ طغیانی زمین پر کسی نہ کسی صورت میں فساد کا سبب بنتی ہے۔ خود اس انسان کو بھی اس فساد سے نقصان ہوتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی سر درد بنتا ہے۔ اس طغیانی کے پیچھے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ وجوہات بھی ہو سکتی ہے۔ قارون کی طغیانی کے پیچھے مال تھا۔ قوم عاد کی طغیانی کے پیچھے ان کی حد سے بڑھی ہوئی طاقت تھی۔ اس طاقت کے نشے میں انھوں نے نعرہ لگایا:

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً

(حم سجدہ: ۱۵) "پس عاد نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟"

تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ (حم سجدہ: ۱۵) "کیا انھیں یہ نظر نہ آیا کہ جس اللہ نے انھیں پیدا کیا ہے وہ ان سے (بہت زیادہ) زور آور ہے؟"

یعنی انسان طاقت کے نشے میں یہ بات بالکل ہی نظر انداز کر دیتا ہے کہ اصل طاقت تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ قوم عاد پر تند و تیز اور ٹھنڈی یخ ہوا مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن چلی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پٹخ پٹخ کر مارا اور ان کے غرور کو چکنا چور کر دیا۔ فرعون کے مزاج میں اس کی سیاسی قوت کی وجہ سے طغیانی آئی اور اس نے نعرہ لگایا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى "میں تمھارا سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بڑا رب ہوں" (النازعات ۷۹: ۲۴)۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرعون، اس کے سرداروں، ساری فوج اور تمام سرکش پیروکاروں کو اٹھا کر سمندر میں ڈبو دیا۔

سٹیٹس کے دلدادہ لوگوں کے لیے سخت تنبیہ

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (القصص ۲۸: ۸۳) "یہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کر دیتے ہیں جو زمین میں بڑائی یا فساد نہیں چاہتے اور (بہتر) انجام تو (صرف) متقی لوگوں کے لیے ہے۔"

یعنی جس انسان کے مزاج میں علو اور فساد کے عناصر موجود ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک عنصر بھی پایا جاتا ہو تو وہ متقی لوگوں کی صف سے باہر ہے اور وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ چونکہ یہ دو صفات ایسی ہیں جو جنت سے محرومی کا سبب بن جائیں گی، اس لیے ان دونوں صفات کو بڑی تفصیل اور باریک بینی سے جاننے کی ضرورت ہے۔ سٹیٹس کے دلدادہ اشخاص (Status Conscious Persons) میں یہ دونوں صفات کسی نہ کسی رنگ یا درجہ میں ضرور موجود ہوتی ہے۔ اس لیے نیچے ان کا الگ الگ احوال لکھا جا رہا ہے۔

عُلُوّ: یعنی سربلند۔ عَلَا کا استعمال عام ہے لیکن بلند درختوں اور خصوصاً کھجور کی بلندی کے لیے آتا ہے (مترادفات)۔ کھجور کا درخت بڑا نمایاں ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ وہ لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے جو دنیا میں سربلندی اور ناموری کی خواہش رکھتے ہیں اور ہر موقع محل پر نمایاں رہنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ یہی سوچ سٹیٹس کے حصول کی روح ہے۔ اس سربلندی یا ناموری کی خواہش کا ایک دوسرا تاریک پہلو یہ بھی ہے کہ ایسا شخص کسی دوسرے کو اپنے برابر سر اٹھانے یا اپنے سے آگے بڑھنے کو پسند نہیں کرتا۔ یاد کریں اس سے پہلے سورہ المومنون میں بھی یہی مضمون آیا تھا کہ جب نوح علیہ السلام کے اردگرد چوہدریوں نے آپس میں کہا:

يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ (المومنون ۲۴) "جو چاہتا ہے کہ تم پر برتری حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر لے۔"

یعنی کوئی ہم سے آگے نہ بڑھنے پائے، کوئی دوسرا ہم پر فضیلت نہ حاصل کر لے۔

اسی علو کے حصول کے لیے قبائل اور خاندانوں میں نسل در نسل دشمنیاں چلتی ہیں اور دونوں طرف سے خون بہتا رہتا ہے۔ دیہاتوں میں ایک چوہدری دوسرے چوہدری کے مقابل ہوتا ہے تو شہروں میں ایک گینگ دوسرے گینگ کو علاقہ بدر کرنے کے درپے رہتا ہے۔ پاکستان کا سیاسی کلچر، علو والی سوچ کی زندہ مثال ہے۔ علو یا سٹیٹس کی یہی خواہش فساد فی الارض کا سبب بنتی ہے جو کہ دوسری مذموم صفت ہے۔

سٹیٹس اور فیس بک (Facebook) کا فتنہ

اس وقت لوگوں کی اکثریت فیس بک کو اپنے اپنے سٹیٹس کی نمائش کے لیے بھی استعمال کر رہی ہے۔ مثلاً اگر کسی نے کسی مہنگے ہوٹل میں بیٹھ کر کھانا کھایا ہے تو وہ اس منظر کی تصویر فیس بک پر اپ لوڈ کر دیتا ہے۔ اسی طرح اپنی گاڑی، گھر، لباس، شادی بیاہ کی تقریبات یا دوسرے سٹیٹس سمبلز کی فیس بک پر تشہیر کی جاتی ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں پر اپنی دھاک بٹھائی جائے۔ اکثر اوقات یہ فخریہ نمائش جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کسی نے بہت مہنگی گاڑی میں بیٹھ کر تصویر اپ لوڈ کی ہے تو دیکھنے والا تو نہیں جانتا کہ یہ گاڑی مستعار لی گئی تھی یا کرایہ پر لی گئی گاڑی ہے۔ ایسے ہی اگر کسی کمپنی نے اپنے ملازموں کا کسی بڑے ہوٹل میں کھانے کا اہتمام کیا تو دیکھنے والے دنگ رہ گئے کہ فلاں آدمی نے اتنے مہنگے ہوٹل کا وزٹ کیا ہے جبکہ اس نے اپنی جیب سے ایک پیسہ بھی خرچ نہ کیا!

فیس بک ہو، شادی بیاہ یا دوسرے مواقع، اپنے سٹیٹس کی نمائش کوئی عقلمندی کا کام نہیں بلکہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ سورہ الحدید کی درج ذیل آیت میں غور کریں:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۔ (الحدید ۵۷:۲۰) "خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی محض تماشا، زینت وآرائش، تمھارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال واولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے۔"

لوگ اپنی کس چیز کی نمائش کرتے ہیں اور کن چیزوں میں دوسروں پر فخر کرتے ہیں؟ بس یہی دو چیزیں یعنی مال اور اولاد ہی تو ہیں! یہ دونوں چیزیں نہ تو انسان کی اپنی ملکیت ہوتی ہیں اور نہ کسی کے پاس مستقل طور پر ہیں۔ ان چیزوں کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے کتنی خوبصورت مثال سے سمجھایا ہے، وقتی ہریالی اور پھر ہر چیز چورا چورا ہو جاتی ہے۔ تو پھر ان عارضی چیزوں کی نمائش کرنا اور ان پر فخر کرنا کتنی احمقانہ حرکت ہے!

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کو لعب ولھو قرار دیا ہے۔ جس کی تشریح اس کتاب کے آخری حصے کے شروع میں ہے۔

فیس بک پر اپنا سٹیٹس اپ لوڈ کرنے کے نقصانات

فیس بک پر اپنے سٹیٹس کو اپ لوڈ کرنے والوں اور اس کو دیکھنے والوں کا نقصان الگ الگ نوعیت کا ہے۔ دونوں طرف کے لوگ اپنے اپنے نامہ اعمال میں کبیرہ گناہوں کا ذخیرہ، روزانہ کے حساب سے جمع کر رہے ہیں لیکن ان کو اس بات کا قطعاً شعور نہیں۔ اب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں فیس بک کے دنیاوی اور اخروی نقصانات کا جائزہ لیں گے۔

۱۔ اپنے آپ کو نمایاں کرنے (عُلُوّ) کا کبیرہ گناہ

فیس بک پر اپنے سٹیٹس کی نمائش کرنے والے سورہ القصص کی آیت نمبر ۸۳ میں بیان کردہ (عُلُوّ) کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اس کی تفصیل وتشریح اوپر گزر چکی ہے۔ ایسی سوچ اور طرزِ زندگی (Life-Style) انسان کو اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ بندوں کی فہرست میں شامل کر دیتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور آخرت میں کامیابی کا امکان صفر ہوجاتا ہے (القصص:۸۳)۔ مسلمان کی پہچان (خَبَتَ) میں ہے نہ کہ (عُلُوّ) میں۔ (خَبَتَ) کی مزید تفصیل آگے آنے کو ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسندیدہ شخصیت

انسان جب اپنی حیثیت (Worth) یا سٹیٹس کی فخریہ نمائش کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ شخصیت قرار پاجاتا ہے:

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۲۳﴾ (الحدید ۵۷:۲۳) "اور اللہ کسی اِترانے اور شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔"

'مختال' کا لفظ 'خیل' سے ہے یعنی وہ حرکت جو ہر آن نیا رنگ بدلتی ہے۔ تَخَیُّل کے معنی تصوّر باندھنا اور اختال اکڑ کر چلنے کو کہتے ہیں۔ گویا مُختال سے مراد ایسا شخص ہے جس کا دماغ اپنے سٹیٹس کے تصوّر سے اونچی سطح پر ہوتا ہے اور وہ دوسروں کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اختال تکبّر کی نشانی ہے۔

فخر: ایسی باتوں پر شیخی بگھارنا جو انسان کے اپنے قبضہ و اختیارات سے باہر ہوں۔ کون سی چیز انسان کے اختیار میں ہے؟ حسب نسب، حُسن، صحت، دولت، عزت، حکومت وغیرہ، کچھ بھی تو انسان کے اختیار میں نہیں! فخر جہالت کی نشانی ہے۔

اس کے برعکس اللہ کی نظر میں وہ مومن زیادہ پسندیدہ ہوجاتا ہے جو اللہ سے ڈرے، دل کا غنی ہو یعنی قناعت اختیار کرے اور اپنے آپ کو نمایاں کرنے سے بچے۔ یہ باتیں ایک حدیث سے معلوم ہوئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ (صحیح مسلم: ۷۴۳۲)

"اللہ دوست رکھتا ہے اس بندہ کو جو پرہیزگار ہے، (دل کا) غنی ہے اور چھپا رہتا ہے۔"

اب سورہ الحدید کی آیت نمبر ۲۳ اور اس حدیث کو ملا کر غور سکریں تو واضح ہے کہ فیس بک پر اپنے سٹیٹس کو اپ لوڈ کرنے اور شیخیاں بگھارنے سے انسان اپنی آخرت برباد کر بیٹھتا ہے اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد سے محروم ہوجاتا ہے۔ مسلمان کی زندگی بامقصد، سنجیدہ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باوقار اور مدھم (Low Profile) ہونی چاہیے۔

۳۔ فضولیات میں انہماک کا گناہ

جہنم میں پڑے مجرم اپنے چار ایسے گناہوں کا ذکر کریں گے جو انھیں سقر میں لے گئے۔ (المدثر ۷۴:۴۲-۴۶) اس مختصر فہرست میں تیسرے نمبر پر خَاض کا جرم ہے۔ خَاض بمعنی گھسنا، خَاضَ فِي الْمَاءِ پانی میں گھس جانا۔ خَاضَ فِي الْحَدِيْث باتوں میں مشغول ہونا اور بمعنی کسی چیز کے درمیان تک داخل ہونا۔ یعنی باتوں یا کاموں میں پورے انہماک سے مشغول ہونا۔ قرآن کریم میں اس کا استعمال زیادہ تر فضول کاموں یا باتوں میں لگے رہنے پر ہوا ہے۔ (مترادفات القرآن ۶۶۷)

فیس بک پر سٹیٹس اپ لوڈ کرنے میں نہ دنیا کا فائدہ ہے اور نہ آخرت کا۔ ایسے تمام کام فضولیات کے زمرے میں آتے ہیں۔ فیس بک یا دوسری Applications میں انہماک ایک نشے کی طرح ہے۔ ایک نشہ وہ ہوتا ہے جس میں صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور ایک نشہ وہ ہے جس میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ موت سے پہلے کا سارا وقت انسان کے امتحان کا وقت ہے۔ اس وقت کو قرآن وسنت کے مطابق استعمال کرنا اسلام ہے، باقی سب شیطان کی پیروی ہے:

''مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو تمھارا صریح دشمن ہے۔'' (البقرہ:۲۰۸)

۴۔ آ بیل مجھے مار

دوسرے لوگ جب آپ کے سٹیٹس یا تصاویر وغیرہ کو فیس بک پر دیکھتے ہیں تو ان میں کئی طرح کے خیالات وجذبات جنم لیتے ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جن کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہمارے پاس بھی ایسی چیزیں ہوں اور ہمارا بھی ایسا سٹیٹس ہو:

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ (القصص ۲۸:۷۹) ''تو (ایک روز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارون بڑی) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ جیسا (مال ومتاع) قارون کو ملا ہے کاش (ایسا ہی) ہمیں بھی ملے وہ تو بڑا ہی صاحبِ نصیب ہے۔"

دوسرا طبقہ وہ ہے جن کے دل میں حسد پیدا ہوگا۔ حسد کی جلن اور کڑھن حسرت سے زیادہ ہوتی ہے۔ حسد میں انسان کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ یہ سٹیٹس مجھے ملے یا نہ ملے، دوسرے کے پاس بھی نہ رہے۔ حسد کا اثر کالے جادو کی طرح ہوتا ہے۔ سورہ الفلق میں گرہوں پر پھونکیں مارنے والیوں اور حسد کرنے والوں کا ساتھ ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ دونوں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے:

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۧ﴿۵﴾ (الفلق ۱۱۳:۴-۵)

"اور گرہوں (گنڈوں) پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب (وہ) حسد کرنے لگے۔"

آپ کا سٹیٹس دیکھ دیکھ کر دوسروں میں جب احساسِ کمتری اور احساسِ محرومی کے جذبات موجزن ہوں گے اور یہ جذبات جب حسرت اور حسد میں تبدیل ہوں گے تو ان کا اثر واپس آپ پر ہی پلٹے گا اور پھر آپ بھاگیں گے عاملوں اور نجومیوں کے پاس! سٹیٹس خود ہی سٹیٹس کا دشمن ہے:

Exhibition of your status will back-fire on you. Beware that your status is your own enemy.

۱۔ فیس بک پر تجسّس (Curiosity) ایک کبیرہ گناہ

دوسرے لوگوں کے اکاؤنٹ کو کھول کر ان کا ڈیٹا پڑھنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تجسّس سے منع فرما دیا ہے: وَلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات ۴۹:۱۲) "اور ایک دوسرے کے حال (یا حالات) کا تجسّس نہ کیا کرو۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کسی ایک بندے کا اکاؤنٹ کھولتے ہیں تو دوسرے کئی اکاؤنٹ نہ چاہتے ہوئے بھی سامنے آجاتے ہیں۔ یہ ایک باطل دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کی نیت ہو تو انسان کسی تاویل یا حیلے کا سہارا نہیں لیتا۔ یہ طے کرلیا جائے کہ کسی بھی شخص کا اکاؤنٹ کھول کر تاک جھانک نہیں کرنی۔ تجسس سے بچنا ہی تقویٰ ہے۔

۲۔ ناشکری، ایک مہلک کبیرہ گناہ

انسان دوسروں کے سٹیٹس یا ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر اگر یہ سوچنے لگ جائے کہ واہ! کیا شان وشوکت ہے یا اس کے دل میں ایسی چیزوں کے حصول کی خواہش پیدا ہو تو حقیقت میں اس نے اپنے پاس اللہ کی دی ہوئی تمام نعمتوں کی ناشکری کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس شخص کو دیکھو جو تم سے کم ہے (مال و دولت میں، حسن جمال اور بال بچوں میں) اور اس کو مت دیکھو جو تم سے زیادہ ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے اوپر حقیر نہ جانو گے" (مسلم: ۷۴۳۰، ترمذی: ۲۵۱۳، ابنِ ماجہ: ۴۱۴۲)۔

اللہ کے شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے: "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ"

اور ناشکری اللہ کے عذاب کو دعوت دیتی ہے: "وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝" (ابراہیم ۱۴: ۷) فیس بک پر دوسروں کا سٹیٹس دیکھ دیکھ کر آخر ہم کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کے مال ومتاع کی کیا حیثیت ہے، آیئے ایک حدیث سے معلوم کرتے ہیں: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی گاؤں کی طرف سے مدینہ آرہے تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک طرف یا دونوں طرف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھیڑ کا بچہ چھوٹے کان والا مردہ دیکھا، اس کا کان پکڑ کر فرمایا: "تم میں سے کون یہ لیتا ہے ایک درہم میں"؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم ایک درہم سے کم میں بھی اس کو لینا نہیں چاہتے اور اس کا کیا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم چاہتے ہو کہ تم کو مل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے"؟ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کہ کان اس کے بہت چھوٹے ہیں۔ پھر مرنے پر اس کو کون لے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جیسے یہ تمھارے نزدیک" (مسلم: ۷۴۱۸، ابوداؤد ۱۸۶)۔

اللہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا اتنا بڑا اسٹیٹس کہ آپ ﷺ کو معراج کے سفر پر لے جایا گیا مگر زمین پر آپ ﷺ اللہ سے یہ دُعا مانگ رہے ہیں:

(اَللّٰھُمَّ! اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا) "اے اللہ! محمد ﷺ کی آل کو بقدر کفایت (یعنی ضرورت کے موافق) روزی دے" (مسلم ۷۴۴)۔

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"محمد ﷺ کی آل اور آپ ﷺ جب سے مدینہ میں تشریف لائے کبھی تین دن برابر گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وفات پائی" (مسلم: ۷۴۴۳، بخاری: ۵۶۱۶۔ ۶۴۵۴، ابن ماجہ: ۳۳۴۴)۔

اب آخر میں ایک بڑا عام سا سوال ہے کہ فیس بک یا دوسری Applications کے فائدے بھی تو ہیں تو پھر ہم کیا کریں؟ ہر وہ چیز جس میں فائدہ بھی ہو اور نقصان بھی، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ میں ایک اصول بیان فرما دیا:

"(اے پیغمبر ﷺ) لوگ تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصان فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔" (البقرہ ۲:۲۱۹)

اس اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہر شخص اپنا حساب لگا سکتا ہے کہ کیا اس کو فیس بک وغیرہ استعمال کرنے سے فائدہ زیادہ ہوتا ہے یا نقصان؟ اس مضمون میں میں نے فیس بک کے استعمال کے متعلق کل سات کبیرہ گناہوں (علو، اختال، فخر، خَاض، حسد، تجسّس، اور ناشکری) کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر کیا ہے۔ دیکھ لیں کہ فیس بک استعمال کرتے ہوئے ان میں سے اگر صرف ایک گناہ کا ارتکاب بھی ہو رہا ہے تو آپ خسارے میں ہیں۔

مومن کا حقیقی سٹیٹس علو نہیں، خَبَتَ میں ہے

اللہ تعالیٰ انسان کے اندر علو نہیں بلکہ خبت کی صفت دیکھنا چاہتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٣﴾ (ھود ۱۱:۲۳) "یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے کام بھی نیک کیے اور اپنے پالنے والے کی طرف جھکتے رہے، وہی جنت میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

آیئے دیکھتے ہیں کہ انسان کی اس انتہائی اچھی صفت خَبَتَ کا اصل مفہوم کیا ہے:

خَبَتَ: پوشیدہ ہونا، مخفی ہونا۔ یہ صفت علو کے بالکل الٹ ہے۔

الْخُبَاءَۃ: بہت پوشیدہ رہنے والی عورت۔

اَخْبَتَ: نشیبی یا پست زمین جو کشادہ اور نرم بھی ہو۔

اَخْبَتَ اِلی اللہ: اللہ کے سامنے جھک جانا، عاجزی اختیار کرنا۔

ھو خَبِیْتُ النفس: وہ شکستہ دل ہے (المصباح اللغات)۔

اب غور کریں کہ خبت کا لفظ قرآن مجید میں کس معنی میں استعمال ہوا ہے:

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۹۷) "اور قیامت کے دن ہم انھیں منہ کے بل اندھے، گونگے اور بہرے (بنا کر) اُٹھائیں گے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جب بھی اس کی آگ بجھنے لگے گی ہم اسے ان پر اور بھڑکا دیں گے۔"

اس آیت میں خبت کا لفظ بجھتی ہوئی آگ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ تو اَخْبَتُوْا اِلٰی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَبِّهِمْ کا مفہوم یہ بنے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے انسان کی حالت مدھم اور انکساری والی ہو۔ یہ عاجزی کی وہ حالت ہے جس میں انسان اپنے رب کے سامنے سر جھکائے، بغیر کسی شک اور سوال کے ہر حکم پر خوش دلی سے عمل کے لیے آمادہ ہو۔ یہ عاجزی نہ صرف جسمانی ہو بلکہ انسان کا دل بھی عاجزی سے لبریز ہو:

وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ (الحج ۲۲:۵۴)۔ "اور اس لیے بھی کہ جنھیں علم دیا گیا ہے وہ یقین کر لیں کہ یہ آپ کے رب ہی کی طرف سے سراسر حق ہی ہے۔ پھر وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس کی طرف جھک جائیں۔"

علو، جہاں عباد الشیطان اور دوزخیوں کی صفت ہے تو خَبَتَ، عباد الرحمن اور جنتیوں کی صفت ہے۔ ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ جس طرح احسان کی صفت ہونا اہم ہے ویسے ہی خبت کی صفت بھی اہم ہے۔

شیطان چاہتا ہے کہ انسان کے اندر علو کی صفت پیدا ہو تا کہ وہ دوزخیوں میں جا شامل ہو لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان خَبَتَ (عاجزی) کی صفت اختیار کر لے تا کہ جنت میں چلا جائے۔ اس لیے ایک ہدایت یافتہ مخلص مومن کی مستقل کوشش ہوتی ہے کہ میں ایسے کام کروں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے:

...وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَّرْضٰىهُ۔ (الاحقاف ۴۶:۱۵) "اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں ایسے نیک عمل کروں جس سے تو خوش ہو جائے"۔

علو یا سٹیٹس کی خواہش میں انسان کا مزاج بلندی کی طرف مائل رہتا ہے یعنی:

He tends to have a high profile life style

جبکہ خَبَتَ میں انسان کا دل اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھکا رہتا ہے یعنی:

He tends to have a low profile life style

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سٹیٹس اور انسان کی چال

سورہ الفرقان میں عبادالرحمن کی تیرہ (۱۳) صفات کا ذکر ہے: سب سے پہلی صفت جس کو اللہ تعالیٰ نے سرفہرست (On top of the List) رکھا ہے، وہ انسان کی چال ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (الفرقان ۲۵:۶۳) "اور رحمٰن کے (حقیقی) بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری سے چلتے ہیں۔"

هَوْناً کا مطلب ایسی چال ہے جس میں تواضع اور وقار ہو۔ یہاں هُوْناً کا لفظ استعمال نہیں ہوا جس کا مطلب ایسی چال ہے جس میں بزدلی، کمزوری اور ذلت کا پہلو نمایاں ہوتا ہو۔ هَوْناً میں انکساری، تواضع اور وقار تو ہوتا ہے مگر تکبر کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ مومنانہ چال کے لیے ایک دوسری جگہ حکم الٰہی ہے:

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ (لقمٰن ۱۹:۳۱) "اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔"

یعنی چال اتنی سست نہ ہو جس سے بیماری، کم ہمتی یا ذلت کا تاثر ملتا ہو اور نہ ہی اتنی تیز ہو کہ شرف و وقار کے خلاف ہو۔

یہ تو تھی عبادالرحمن کی چال کی کیفیت۔ اب ہم قرآن حکیم کی ان منتخب آیات کا مطالعہ کریں گے جن میں متکبر (High profile or proud or arrogant) لوگوں کی چال کے بارے میں بیان ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۳۷) "اور زمین میں اکڑ کر نہ چل کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔"

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ (لقمٰن ۱۸:۳۱) "لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ پسند نہیں فرماتا"۔

یعنی جب لوگ تجھ سے ہم کلام ہوں تو تو ان سے منہ نہ پھیر لینا۔ صعر ایک بیماری کا نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جو اونٹ کی گردن میں ہوتی ہے جس سے اس کی گردن مڑ جاتی ہے۔ یعنی گردن اکڑا کر اور منہ پھیر کر لوگوں سے بات کرنا۔

ان دو آیات (بنی اسرائیل ۳۷ اور لقمٰن ۱۸) میں انسان کے علو اور تکبر کی مختلف حالتوں کو بیان کرنے کے لیے تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ مَرَحاً (مَرَحَ)، مُخْتَالٍ (اِخْتَالَ)، اور فَخُوْرٍ (فخر) ان الفاظ کی تشریح درج ذیل ہے:

علو یا تکبر کی تین حالتیں: مَرَحَ، اِخْتَالَ اور فخر

۱۔ مَرَحَ: نشاط و شادمانی، فرطِ انبساط سے جھومنے لگنا، ناز و ادا سے اکڑ اکڑ کر چلنا، اتراہٹ (دیکھئے بنی اسرائیل: ۳۷)

۲۔ اِخْتَالَ: (خیل) یعنی وہ حرکت جو ہر آن نیا رنگ بدلتی ہے۔ تَخَیُّل کے معنی تصور باندھنا، تکبر کرنا اور اختال اکڑ کر چلنا اور تکبر کی چال چلنا۔ گویا ایسے شخص کا دماغ عام آدمیوں سے اونچی سطح پر ہوتا ہے (دیکھئے لقمان: ۱۸۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ)۔

۳۔ فخر: ایسی باتوں پر شیخی بگھارنا جو انسان کے اپنے قبضہ و اختیار سے باہر ہوں۔ مثلاً حسب و نسب پر اترانا یا بغیر محنت ہاتھ آئی دولت پر شیخی بگھارنا۔ دیکھئے لقمان آیت ۱۸: اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

سورہ القیامہ میں متکبر لوگوں کی علو کی ایک اور نشانی بیان کی گئی ہے، تَمَطّٰی۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی ﴿۳۳﴾

(القیامہ ۷۵: ۳۱-۳۳) "اس نے نہ تو تصدیق کی نہ نماز ادا کی۔ بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی۔ پھر اپنے گھر والوں کے پاس اتراتا ہوا گیا۔"

تَمَطّٰی: (مطو) بمعنی چلنے میں گھمنڈ سے بازو پھیلانا۔ بے نیازی کا اظہار کرنا۔ بازو پھیلا کر گھمنڈ سے تیز تیز چلنا۔

تو انسان کی چال، لباس، رہن سہن، انداز گفتگو، غریبوں سے طرز عمل، غرض اس کے ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل اور انگ انگ سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ شخص علو کی طرف مائل ہے یا خبت کی طرف۔ ایک شخص اذان کی آواز سن کر مسجد نہیں جاتا تو اس میں خبت کی صفت ہونا ناممکن بات ہے۔ اوپر سورہ القیامہ کی آیات میں ہم نے ابھی پڑھا کہ متکبر انسان نماز کی طرف نہیں آتا۔

اللہ کے سامنے عاجزی (خَبَتَ) کی نشانیاں

اب اللہ کے پسندیدہ بندوں، اَلْمُخْبِتِیْن یعنی عاجزی اختیار کرنے والوں کی چار صفات بھی دیکھ لیں:

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ۔ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۝ (الحج ۲۲: ۳۴، ۳۵) "تمھارا الٰہ صرف ایک ہی الٰہ ہے لہٰذا اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ اور (اے نبی) عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور اگر انھیں کوئی مصیبت پہنچے تو صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"

تو مخبت ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سراپا عاجزی ہے اور جس نے اللہ کے احکام کے سامنے اپنی خواہشات نفس کو ختم کر دیا ہے۔ خبت، اللہ کے سامنے مکمل طور پر سرنڈر (Surrender) کر دینے کا نام ہے۔ ایسے شخص میں علو یا تکبر کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ غور فرمائیں کہ ہر بے نمازی یا نماز سے لاپرواہی برتنے والا مخبتین کی صف سے باہر ہے۔

سٹیٹس کی دوسری مذموم خرابی۔ فساد فی الارض

"سٹیٹس کے دالدادہ لوگوں کے لیے سخت تنبیہ" کے تحت میں لکھ آیا ہوں کہ جنت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو زمین میں نہ تو بڑائی یا بلندی چاہتے ہے اور نہ ہی فساد (القصص ۲۸: ۸۳)۔ علو کی بات ہو چکی، اب دیکھتے ہیں کہ فساد فی الارض سے کیا مراد ہے۔ اس کے لیے ہم سورہ یونس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں چلتے ہیں۔فرعون جب سمندر میں ڈوبنے لگا تو دیکھیں اس نے کیا کہا:

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (یونس ۱۰:۹۰) "حتیٰ کہ جب (فرعون) ڈوبنے لگا تو بولا: میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ الٰہ صرف وہی ہے، جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں"۔

تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (یونس ۱۰:۹۱) "(جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا"۔

فرعون کہہ رہا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں (وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ) مگر اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تم مفسد لوگوں میں سے ہو (وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ)۔ یہاں مسلم کے مقابل مفسد کی صفت آئی ہے یا دوسرے لفظوں میں اسلام کی ضد (Opposite word) فساد ہے۔یعنی اگر کوئی مسلم (فرمانبردار) نہیں تو بلاشک وشبہ وہ مفسد ہے۔

لوگوں کے ذہنوں میں عمومی طور پر فساد سے مراد لڑائی بھڑائی، مار دھاڑ، چوری ڈاکہ، ظلم وزیادتی یا قتل وغارت وغیرہ کا تصور آتا ہے۔گو یہ چیزیں بھی فساد میں شامل ہیں۔مگر فساد فی الارض کی حقیقت یہ ہے کہ احکام الٰہی سے منہ موڑ کر انسان جو عمل بھی کرتا ہے وہ فساد فی الارض کا موجب ہے۔یا یوں کہہ لیں کہ اسلام کی چھتری کے نیچے تو انسان کی زندگی ایک مسلم کی زندگی ہے، اس چھتری کے باہر فساد ہی فساد ہے۔جھوٹ بولنے یا وعدہ خلافی میں بظاہر فساد فی الارض والی کوئی بات نہیں مگر جھوٹ اور وعدہ خلافی سے دوسروں کو جو تکلیف ہوتی ہے اور ان کو جو نقصان پہنچتا ہے، وہ سراسر فساد ہی ہے۔گویا انسان اللہ کے احکامات کو ایک طرف کر کے اپنی عقل اور خواہشات کے مطابق جو بھی عمل کرتا ہے وہ انسانی زندگی کے نظام میں بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔معاشرتی نظام میں اس خلل یا بگاڑ کا نام ہی فساد ہے۔اللہ تعالیٰ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احکام دلوں کو جوڑتے ہیں جس سے معاشرہ میں امن وسکون واستحکام پیدا ہوتا ہے۔ اسلام سے امن اور نظم آتا ہے جبکہ بے دینی سے انتشار، نفرت اور بے انصافی کو وجود ملتا ہے۔ اور اسی سے غصہ، بغاوت، انتہا پسندی اور دہشت گردی پھوٹتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ سٹیٹس کے دلدادہ (Status Conscious) شخص کا فساد سے تعلق کیسے بنتا ہے؟ میں پہلے بھی لکھ آیا ہوں کہ انسان جب ایک اونچے سٹیٹس یا شان وشوکت والی زندگی کے حصول کے لیے دولت اکٹھی کرنے کی ٹھان لیتا ہے تو پھر اسے شریعت کے بہت سارے احکامات پامال کرنے پڑتے ہیں۔ اور اللہ کے ہر حکم کی پامالی سے معاشرے میں بے چینی اور انتشار کے اثرات کا مرتب ہونا فساد کی ہی ایک صورت ہے۔ لہٰذا فساد فی الارض کے بغیر علو (اونچے سٹیٹس) کا حصول ایک ناممکن سی بات ہے۔

فساد فی الارض کی دوسری صورت یا دوسرا پہلو یہ ہے کہ خوشحال لوگوں کی ذاتی زندگیوں میں نافرمانیوں کا ایک سلسلہ چل نکلتا ہے۔ مثلاً نعمتوں کی ناقدری، اسراف، فضول خرچیاں، بے حیائی، شراب نوشی، سیاست کھیلنا وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ نافرمانی یا فسق کی اس بات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ہم سورہ بنی اسرائیل ۱۶ کا مطالعہ کرتے ہیں:

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۶) "اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو (کچھ) حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تو ان پر (عذاب کی) بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں"۔

یہاں خوشحال لوگوں کے لیے مُتْرِف کا لفظ آیا ہے۔ اَتْرَفَ، التَّرَفُّہ بمعنی عیش وآرام کی فراوانی، نعمتوں کی کثرت جو انسان کو بہکا دے اور مُتْرِف اس آسودہ حال شخص کو کہتے ہیں جو کثرت دولت کی وجہ سے بدمست ہو جائے (مترادفات)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں فَفَسَقُوْا فِیْهَا سے مراد خوشحال لوگوں کی نافرمانیاں ہیں اور اَمَرْنَا سے مراد اللہ تعالیٰ کا حکمِ تکوینی ہے، یعنی خوشحال لوگ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے دو راستوں میں سے جب ناشکری اور نافرمانی والا راستہ خود پسند کر لیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ انھیں اسی راستے پر چلنے دیتا ہے۔

خوش حال لوگوں کی پیروی سے عذابوں کا نزول

سوال یہ ہے کہ ان خوشحال لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے ساری بستی کی ہلاکت کا فیصلہ کیوں کیا جاتا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے روحانی امراض کا اثر لازمی طور پر باقی معاشرے پر بھی پڑتا ہے۔ امیروں کے زیرِ سایہ لوگ یا ان کے سٹیٹس سے مرعوب لوگ انھی کی چال چلنے لگتے ہیں اور معاشرے کی اکثریت پھر انھی کے رنگ میں رنگ جاتی ہے۔ فیشن کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ہر تھوڑے عرصے بعد معاشرہ کپڑوں، جوتوں یا بالوں کے سٹائل وغیرہ کے بدلتے فیشن کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور لوگوں کے کروڑوں روپے کے کپڑے وغیرہ ضائع ہو جاتے ہے۔ فیشن بدلنے کی شرارت کے پیچھے کون لوگ ہوتے ہیں؟ یہی خوشحال لوگ ہی تو ہوتے ہیں! ایسے ہی شادی بیاہ کی انتہائی مہنگی ہندوانہ رسومات کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے۔ نتیجتاً معاشرے کا اکثر حصّہ فسق و فجور کی لپیٹ میں آجاتا ہے تو پھر اس بستی پر عذاب کا کوڑا برستا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ عذاب ہمیشہ غریبوں پر آتا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ سن 2011ء میں ڈینگی مچھر لاہور پر حملہ آور ہوا، اور لاہور میں بھی زیادہ تر وہ علاقے ڈینگی کی لپیٹ میں آئے جو پوش علاقے کہلاتے ہیں۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے اور امیر لوگ ڈینگی سے ہلاک ہوئے اور ان گنت کو مہینوں سخت کمزوری لاحق رہی۔ کیا لوگوں کو ترکی کا زلزلہ، انڈونیشیا کا سونامی وغیرہ یاد نہیں؟ یہاں بھی تو خوشحال لوگ بستے تھے۔ کراچی پچھلے تیس سال سے بدامنی میں جل رہا ہے، کیوں؟

امیر لوگوں کے ہاتھوں فساد کا تیسرا پہلو دوسرے انسانوں کا استحصال ہے۔ استحصالی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ میں قانون صرف غریب اور کمزور لوگوں کے لیے بنتے ہیں۔ آئین کا آرٹیکل 248 اور NRO آرڈیننس اس ظالمانہ نظام کی زندہ مثالیں ہیں۔ ہندوؤں کی پیروی میں سٹیٹس کی بنیاد پر ہمارے معاشرے کی جو عمودی تقسیم (Social class division) کی گئی ہے، اس کی تفصیل میں پہلے ہی لکھ آیا ہوں۔ یہ اس حدیث کے دوسرے حصّے کی تعبیر ہے جو پیش لفظ میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ تکبّر، لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ ایلیٹ (Elite) اسی تکبّر کا دوسرا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشکیل کردہ معاشرہ میں اللہ تعالیٰ نے خود اس حقیقی ایلیٹ کلاس کی نشان دہی کر دی تھی۔ اس کی تفصیل آپ مقدمہ کے شروع میں پڑھ آئے ہیں۔ ان میں زیادہ تر غلام، آزاد کردہ غلام، نابینا اور انتہائی غریب صحابہ کرام شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، غریب اور نابینا صحابی عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنی غیر موجودگی میں مدینہ کا قائم مقام حاکم بنایا کرتے تھے۔ یہ وہ مبارک لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دے دیا تھا۔ ہمارے پاس کیا ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے اس جعلی سٹیٹس کی دھلائی ہو جائے:

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ (الدخان ۴۴:۴۷-۴۹) "(حکم ہوگا) اسے پکڑ لو پھر اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم کے درمیان تک لے جاؤ۔ پھر کھولتے پانی کا عذاب اس کے سر پر اوپر سے انڈیل دو۔ (پھر اسے کہا جائے کہ اب سزا) چکھ! تو بڑا معزز اور مکرم بنا پھرتا تھا۔"

فساد فی الارض میں ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ (ھود ۱۱:۱۱۶) "پس کیوں نہ تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے اہل خیر لوگ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے، اگر کچھ ایسے تھے بھی تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھوڑے ہی تھے (اور) انھی کو ہم نے نجات دی۔ اور جو ظالم تھے وہ اس عیش وعشرت کے پیچھے لگے رہے جو انھیں مہیا تھی یہی مجرم تھے۔"

اس آیت میں مسلم ومجرم کی تعریف کے علاوہ عذاب ونجات کا سارا فلسفہ بھی موجود ہے۔ یہاں پہلا سوال تو یہ پوچھا گیا ہے کہ فساد جب چہار سو پھیلا ہوا ہو تو اچھے لوگ اس فساد کو روکنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے ایسے نیک لوگ ہمیشہ تھوڑی ہی تعداد میں رہے ہیں۔ اور جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب آیا تو اللہ نے انھی قلیل لوگوں کو نجات بخشی۔

اس اقلیت کے مقابل اکثریت ہمیشہ ایسے لوگوں کی رہی جو عیش وعشرت کے دلدادہ تھے۔ غور کریں یہاں بھی مجرم لوگوں کی پہچان کے لیے اُتْرِفُوْا (مُتْرِف) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

فساد فی الارض کو روکنا تو دور کی بات، مسلم معاشرے کی اکثریت خود ہی فساد فی الارض کی مجرم ہے۔ امت مسلمہ کی اکثریت چونکہ اپنے آپ، اپنی زندگی، اپنی فیملی، اپنے مسائل، اپنے کاروبار، اپنے معاملات اپنے اپنے مفادات میں مست ہے، نہی عن المنکر سے غافل اور لاتعلق ہے، اس لیے سورہ ہود کی آیت ۱۱۶ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نظر میں مجرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام سے اعراض کرنے والوں کی ایک دوسری عادت یہ ہے ان کے سامنے اگر کوئی ہدایت کی بات کی جائے یا آخرت سنوارنے کی بات ہو تو نہیں مانتے، البتہ کوئی گمراہی کی بات ہو یا دنیا کے فائدے کی بات ہو تو اس کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں اچھائیوں کی بجائے برائیوں کی بھرمار ہے۔ ایسے متکبر لوگوں کا بیان سورہ الاعراف ۱۴۶ میں ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الاعراف ۷:۱۴۶) "میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق نہیں اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں۔ اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستے دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔"

متکبر لوگوں کی مستقل نشانی۔ مصائب پر بے حسی

متکبر لوگوں کو نرم کرنے اور راہ راست پر لانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں مصائب و مشکلات کا ایک نظام ہے مگر ان لوگوں میں پھر بھی عاجزی پیدا نہیں ہوتی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ (الاعراف ۷:۹۴) "اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا تا کہ وہ عاجزی اور زاری اختیار کریں۔"

بَاْسَآء: تنگی اور سختی کے طویل دور کو کہتے ہیں خواہ یہ معاشی تنگ دستی اور بدحالی ہو یا لڑائی کی سختی۔

ضَرَّآء: تکالیف اور بدحالی کا دور۔ جان و مال یا اولاد کا نقصان ہونا۔ یعنی ایسی تکالیف جو دوسروں کو نظر آئیں (مترادفات القرآن)

اگر ہم پاکستان کے حالات پر غور کریں تو ایسے لگتا ہے جیسے باساء اور ضراء کے معنی اس ملک پر فِٹ ہیں۔ ۲۰۰۵ کا شدید زلزلہ، ۲۰۱۰ میں آنے والا تباہ کن سیلاب اور ۲۰۱۱ میں ڈینگی کا اچانک اور بھیانک حملہ، کئی سالوں سے جاری لوڈ شیڈنگ، مہنگائی اور قتل و غارت، کتنے لوگ ٹس سے مس ہوئے؟ قوم کے نام نہاد لیڈروں کی وہی سیکولر سوچ و عمل اور لوٹ مار ہے اور عوام کی اکثریت انھی لیڈروں کے پیچھے زندہ باد مردہ باد کے نعرے لگانے اور جلسے جلوسوں کی رونق بڑھانے میں مگن ہے۔

ایک دن آئے گا جب یہ متکبر سردار (اَلْمَلَاُ) اور ان کے پیروکار، دونوں جہنم میں پڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے اور یہ پیروکار وہاں فریاد کرتے ہوں گے:

"اور (جہنمی) کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی مانی جنھوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا" (الاحزاب ۳۳:۶۷)

سٹیٹس خود ہی سٹیٹس کا دشمن ہے

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۷) "اور ہم نے نوح کے بعد بھی بہت سی قومیں ہلاک کیں۔ اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار اور خوب دیکھنے بھالنے والا ہے۔"

ان بستیوں میں رہنے والے انسانوں کا دشمن کون تھا؟ یہ خود ہی اپنے دشمن تھے۔ متکبر انسان خود ہی اپنا دشمن ہوتا ہے۔ بقول شاعر

میں خود ہی تھا اپنی جان کے پیچھے پڑا ہوا　　میرا شمار بھی تو میرے دشمنوں میں تھا

قارون نے بھی بڑی محنت سے دولت اکٹھی کی تھی۔ روئے زمین پر سب سے بڑے سٹیٹس والے شخص کی ہلاکت کی وجہ خود اس کا سٹیٹس ہی تو تھا!

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے سٹیٹس کو تو تباہ کر دیتا ہے مگر سیٹھ کو زندہ چھوڑ دیتا ہے۔ تاکہ وہ خود بھی غور و فکر کرے اور دوسرے بھی عبرت پکڑ لیں۔ اس وقت جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں، واشنگٹن سے ایک چھوٹی سی خبر، ایک تصویر کے ساتھ شائع ہوئی۔ یہ تصویر ایک امریکی بزنس مین، ولیم برسٹن کی ہے، جو ننگے پاؤں کسی فقیر کی طرح سڑک کے کنارے لیٹا ہوا ہے۔ ایک وقت تھا جب یہ امریکی سٹاک مارکیٹ میں بروکر تھا۔ چند سال پہلے تک اپنے عالی شان محل میں رہتا تھا۔ آج بغیر جوتے کے سڑک کنارے سویا ہوا تھا کہ کسی نے اس کی تصویر اتار کر شائع کر دی (روزنامہ نوائے وقت 15 اگست 2015)۔ یہ کہانی حیران کن اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا تذکرہ تو ہم سورہ الکہف میں ہر جمعہ کو پڑھتے ہیں۔ یاد کریں کہ اس خوبصورت باغ کے مالک کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"آپ ان سے ان دو آدمیوں کی مثال بیان کیجئے جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطا کیے تھے اور ان کے اردگرد کھجور کے درختوں کی باڑ لگائی تھی۔ اور ان دونوں باغوں کے درمیان قابل کاشت زمین بنائی تھی (۳۲) یہ دونوں باغ اپنا پھل پورا لائے اور بار آور ہونے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور انکے بیچوں بیچ ہم نے ایک نہر جاری کر دی تھی (۳۳) اسے ان درختوں کا پھل ملتا رہا تو ایک دن وہ گفتگو کے دوران اپنے ساتھی سے کہنے لگا "میں تجھ سے زیادہ مالدار بھی ہوں اور افرادی قوت بھی زیادہ رکھتا ہوں" (۳۴) اور (یہ کہتے ہوئے) اپنے باغ میں داخل ہوا اور تھا اپنی جان پر ظلم کرنے والا (Enemy of himself) اور کہنے لگا: "میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی اجڑ بھی سکتا ہے (۳۵) اور نہ ہی میں یہ گمان کرتا ہوں کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر مجھے اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو یقیناً میں اس سے بہتر پاؤں گا" (۳۶)۔ اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو اس (اللہ) سے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا اور نطفہ سے پورا آدمی بنا دیا (۳۷) رہی میری بات تو میرا پروردگار تو اللہ ہی ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا (۳۸) اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو یہ کیوں نہ کہا: ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ (وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور اللہ کی توفیق کے بغیر کسی کا زور نہیں) اگر میں مال اور اولاد میں تم سے کمتر ہوں (My worth is less than you) (۳۹) تو عین ممکن ہے کہ میرا پروردگار مجھے تیرے باغ سے بہتر باغ عطا کر دے اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی آفت بھیج دے جس سے وہ چٹیل اور چکنا میدان بن جائے (۴۰) اور اس کا پانی گہرا چلا جائے اور تو پانی بھی نہ نکال سکے (۴۱) (آخر یوں ہوا) باغ کے پکے ہوئے پھل کو عذاب نے آ گھیرا اور جو کچھ وہ باغ پر خرچ کر چکا تھا اس پر دونوں ہاتھ ملتا رہ گیا اور باغ تو اوندھا الٹا پڑا تھا۔ اب وہ کہنے لگا: "کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتا" (۴۲)۔ اللہ کے سوا کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اس کی مدد کرتی اور وہ خود بھی اس آفت کا مقابلہ نہ کر سکا (۴۳)۔ سورہ الکہف کی آیات نمبر ۳۲ سے ۴۳ تک کا ترجمہ۔

سورہ الکہف کی ان بارہ آیات میں وہی سبق آموز کہانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سٹیٹس کو تو تباہ کر دیا مگر اسے زندہ رہنے دیا اور اس شخص کی ٹیڑھی سوچ ہی اس تباہی کا سبب بنی۔ اگر آپ ان دونوں باغوں کے نقشے (Lay-out) پر دوبارہ غور کریں تو خوبصورتی اور پیداوار (Production) کے لحاظ سے مثالی باغ تھے۔ اگر کوئی ان باغوں کو پہلی دفعہ دیکھے تو ضرور پوچھے گا کہ کس نے اتنی محنت سے یہ باغ تیار کیے ہیں؟ لیکن غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انگور کے دونوں باغوں، کھجور کے درختوں، کھیتی اور پانی کی نہر کے متعلق فرمایا کہ یہ سب کچھ ہم نے بنایا تھا۔ ایک مخلص مسلمان کی سوچ بھی یہی ہوتی ہے کہ اس کے پاس موجود ہر نعمت اللہ ہی کی عطا کردہ ہے۔ مگر اس شخص کی سوچ پر دوبارہ غور فرمائیں کہ اس کی سوچ میں کہاں کہاں ٹیڑھ پن تھا:

۱۔ اپنی حیثیت (Worth) کا گھمنڈ

"میں تجھ سے زیادہ مال دار بھی ہوں اور افرادی قوت بھی زیادہ رکھتا ہوں"

ان متکبر سرمایہ داروں کو اپنی دو چیزوں پر بڑا ناز ہوتا ہے: اپنا سرمایہ (Capital) اور افرادی قوت (Staff) کی تعداد۔ ان دو چیزوں کے موازنے سے وہ کسی دوسرے کی حیثیت (Worth) کا تعین کرتے ہیں۔ یہ میل جول یا تعلقات بھی انھی لوگوں سے رکھتے ہیں جو ان کے ہم پلہ ہوں یا ان سے زیادہ امیر ہوں۔

۲۔ ملکیت اور اختیار کا نشہ

اس شخص نے بھی اپنے آپ کو باغوں کا، جو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آزمائش کے طور پر دیے تھے، حقیقی مالک سمجھا۔ اسی سوچ کو آیت ۳۷ میں کفر کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں باغوں کو تباہ کر کے ثابت کر دیا کہ ملکیت اور اختیار (Ownership and Operational power) دونوں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ ٹائی ٹینک جہاز کی تباہی میں بھی ہم نے دیکھا کہ جہاز کا مکمل اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس تھا۔ پس، اسلام کی تعلیمات انسان کے سوچنے کے انداز کو سیدھا کرنے کے لیے ہیں اور یہ زندگی بس اسی امتحان میں پاس ہونے کے لیے ہے اور اسی سوچ پر دنیا و آخرت کی کامیابی و ناکامی کا دارومدار ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سٹیٹس کا اظہار، ایک شرکیہ فعل!

یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُشۡرِکۡ بِرَبِّیۡۤ اَحَدًا (الکہف ۱۸:۴۲) "کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتا۔"

یہ ہیں وہ آخری الفاظ جو دونوں باغوں کی تباہی کے بعد اس شخص نے کہے تھے۔ کس چیز کو اس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا؟ انسان جب عاجزی کی بجائے تکبر اور غرور میں آ کر چیزوں کی ملکیت اور اختیار میں اپنے آپ کو ہی مالک اور مختار سمجھ لیتا ہے تو حقیقت میں وہ اپنے آپ کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیتا ہے۔

انسان، چیزوں کا امانت دار ہے، مالک نہیں

انسان تو، اس کو عطا کی گئی ہر چیز کا امانت دار (Custodian) ہے، مالک نہیں۔ اب امانت دار کی تعریف بھی دیکھ لیں:

A person who takes responsibility for taking care of or protecting something"(Oxf. Dic.)

کیا ہمیں وہ آیت بھول جاتی ہے جس میں انسان کو امانت دار بنائے جانے کا ذکر ہے:

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا ﴿۷۲﴾ لِّیُعَذِّبَ اللّٰہُ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ وَالۡمُشۡرِکٰتِ وَیَتُوۡبَ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ (الاحزاب ۳۳:۷۲-۷۳) "ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اٹھا لیا۔ وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔ (یہ اس لیے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں عورتوں اور مشرک مردوں عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں عورتوں کی توبہ قبول فرمائے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ غور کریں کہ امانت والی آیت (نمبر ۷۲) کے فوراً بعد منافقت اور شرک کا ذکر کیوں ہے (آیت نمبر ۷۳)؟ بات یہ ہے کہ انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ امانت سے مراد بارِ خلافت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ "میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں" (البقرہ)۔ خلیفہ ایک ذمہ دار اور امانت دار نائب ہوتا ہے، مالک نہیں۔ انسان کو جہاں جہاں اور جس بھی حیثیت سے جو ذمہ داری سونپی گئی ہے وہاں اس نے ایک امانت دار نائب کی طرح ذمہ داری نبھانی ہے۔ اگر اس نے اس امانت اور ذمہ داری میں کوئی گڑبڑ کی، بد نیتی، خیانت کی تو وہ منافقوں کی صف میں ہوگا۔ اور اگر اس امانت کا اپنے آپ کو حقیقی مالک سمجھ کر سٹیٹس اور اپنی worth کی بڑھکیں ہانکنا شروع کر دیں تو وہ مشرکوں کی صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ اور اگر اس نے اس امانت کو ٹھیک طور پر سمجھ کر اپنی ذمہ داری کو قرآن وسنت کی ہدایت کے مطابق احسن طریقے سے سنبھالا اور پورا کیا تو صرف اسی صورت میں اس کا شمار مومنوں میں ہوگا۔

آیت ۷۳ میں مومنوں کے لیے کسی اجر یا انعام کی بجائے ان کی توبہ قبول کرنے کا ذکر کیوں ہے؟ وجہ یہ ہے کہ مومن جب اپنی ذمہ داری پوری کر لے تو ایسا نہ ہو کہ وہ اس کو اپنا کارنامہ سمجھ کر کہیں خوشی سے پھول ہی نہ جائے۔ بلکہ مخلص مومن کو تو ہر وقت فکر لاحق رہتی ہے کہ کیا معلوم ذمہ داری ٹھیک طرح ادا ہوئی بھی ہے یا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نماز ختم ہوتے ہی سنت کے مطابق تین دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (یعنی میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں) کہا جاتا ہے۔ یہ اس لیے کہ جس طرح نماز ادا کرنی چاہئے تھی ویسے ہوئی نہیں۔ ہر نیک عمل کے بعد توبہ استغفار کرنی چاہیے۔ اس طریقے سے مومن کے مزاج میں عاجزی کا ایک تسلسل رہتا ہے۔ اب اس آیت پر ایک بار پھر غور کریں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (ھود ۱۱:۲۳) "یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے کام بھی نیک کیے اور اپنے پالنے والے کی طرف جھکتے رہے، وہی جنت میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہی رہنے والے ہیں۔"

اللہ کے سامنے عاجزی کا مزاج مرتے دم تک رہنا چاہئے، تب کہیں جا کر اس کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوشخبری ہے: وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ "اور (اے نبی) عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادو" الحج ۲۲:۳۵۔ خَبَت (عاجزی) کا تفصیلی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ وہ مضمون دوبارہ دیکھ لیا جائے۔

انسان کا سٹیٹس ہے کیا؟

ایک گندے نطفے کا کیا سٹیٹس ہوتا ہے؟ اور جب انسان کی لاش چارپائی پر پڑی ہوتی ہے تو اس وقت اس کا کیا سٹیٹس ہوتا ہے؟ انسان جب بغیر کپڑوں کے ننگے بدن قبر سے اٹھایا جائے گا، اس وقت اس کا کیا سٹیٹس ہوگا؟ تو کیا دنیا کی انتہائی مختصر اور ناپائیدار زندگی ہی باقی رہ جاتی ہے جہاں انسان کو ہر وقت سٹیٹس کی فکر کھائے جا رہی ہے؟ ہے ناں نری جہالت!

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ (عبس ۸۰:۱۷-۲۲) "انسان ہلاک ہو جائے کیسا ناشکرا ہے۔ اللہ نے اسے کس چیز سے پیدا کیا؟ نطفہ سے، اللہ نے اسے پیدا کیا پھر اس کی تقدیر مقرر کی۔ پھر اس کے لیے راستہ آسان کر دیا۔ پھر اسے موت دی پھر اسے قبر میں رکھا۔ پھر جب چاہے گا دوبارہ اٹھا کر کھڑا کرے گا۔"

اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ کہاں مسلسل عاجزی اور توبہ استغفار کی کیفیت اور کہاں سٹیٹس بنانے اور اپنے سٹیٹس کی بڑھکیں لگانے کی جاہلانہ سوچ؟ اسی لیے سورہ الاحزاب کی آیت نمبر ۷۲ میں ہم نے ابھی پڑھا کہ اس انسان نے بارِ خلافت کی امانت کا بوجھ تو اٹھا لیا لیکن انسان ہے بڑا ظالم اور جاہل! اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

ایسے ہی انسان کو یہ بھی زیب نہیں دیتا کہ اس کے نام سے بڑائی کا اظہار ہو: اعظم، عظیم معظم، اکبر، عظمیٰ وغیرہ سب علو کی شعوری یا غیر شعوری شاخیں ہیں۔ اکبر اور اعظم کو ملا کر اکبرِ اعظم بنتا ہے۔ یہ علو کی ڈبل سٹوری بلڈنگ کی طرح ہے۔ شہنشاہ (بادشاہوں کے بادشاہ) جیسے خطاب میں تکبر کیساتھ شرک بھی ہے۔ اپنے نام کے ساتھ ایسا خاندانی لاحقہ لگانا جس سے دوسروں میں اپنی بڑائی یا پاکیزگی ظاہر ہوتی ہو، بھی درست نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر انسان فقیر ہے، فقیر کا کیا سٹیٹس ہوتا ہے؟

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿١٥﴾ (فاطر ۳۵:۱۵)
"اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔"

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ (محمد ۴۷:۳۸) "اللہ غنی ہے اور تم (سب) فقیر (محتاج) ہو۔"

فِقرۃ، الفَقْرَۃ: بمعنی ریڑھ کی ہڈی

فَقَرَ، فَقَرًا: ریڑھ کی ہڈی میں کسی مرض یا ٹوٹنے کی وجہ سے درد ہونا

الفاقِرَۃ: سخت مصیبت جو ریڑھ کی ہڈی توڑ دے

فَقَرَتْهُ الدَّهِيَةُ: اس پر ایسی مصیبت نازل ہوئی جس نے اس کی کمر کی ہڈی کو توڑ کر رکھ دیا۔

تو فقر کا اصل مفہوم یہ بنتا ہے کہ ایسی مفلسی یا ایسی سخت مصیبت جو انسان کی کمر توڑ کر رکھ دے یعنی اسکو انتہائی محتاج بنا دے۔ اب ہمیں جائزہ اس بات کا لینا ہے کہ ایک ایسا شخص جس کے پاس دنیا کے تمام وسائل مہیا ہیں، وہ اللہ کے سامنے کیسے فقیر، یا محتاج بن جاتا ہے؟

اس وقت دنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکہ ہے۔ تین سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے جب کوئی بگولہ (Tornado) کسی بستی سے گزرتا ہے تو چند منٹ بعد وہ بستی کھنڈرات میں بدل چکی ہوتی ہے۔ اور جب کوئی سمندری طوفان کسی امریکی ساحل سے ٹکراتا ہے تو لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ اس ساحلی بستی یا شہر کو پہلے ہی خالی کر دیں۔ اگر کوئی زلزلہ آ جائے، اچانک کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑے یا آسمانی بجلی گر جائے تو بتائیں کیا سارا امریکہ مل کر بھی کسی ایسی مصیبت کو ٹال سکتا ہے؟ یا امریکہ اللہ تعالیٰ سے کسی آسمانی آفت کی شدت یا مدت کو کم کروا سکتا ہے؟ کسی امریکی شہری کے جسم میں اگر کینسر کا مرض پھوٹ پڑے تو کیا امریکہ اس شخص کو موت سے بچا سکتا ہے؟

اللہ کے سامنے اصل فقیری یا محتاجی یہ ہے کہ انسان کو اپنے جسم کے اندر کے حالات اور جسم کے باہر کے حالات پر قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے۔ حالات کو بنانے یا بگاڑنے کا مکمل اختیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، انسان ہر وقت اللہ کے رحم وکرم پر ہے۔ جب ہر انسان اللہ کے سامنے بے بس ہے اور اسی کا محتاج ہے پھر اس کا اپنا نقلی سٹیٹس تو محض ایک دھوکہ ہے۔ جہاں انسان یہ تسلیم کرتا ہے کہ اللہ کے سامنے وہ محتاج ہے تو پھر جعلی سٹیٹس کے تکبر کو چھوڑ کر اللہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔

نکاح، طلاق۔۔۔Status کے گرداب میں

سٹیٹس اور جعلی شان وشوکت کی وبا کس طرح ہمارے شادی شدہ گھرانوں کی ویرانی کا سبب بن رہی ہے، اس مناسبت سے 10 ستمبر 2016 کو 'نوائے وقت' میں ایک دردمند وکیل، چودھری محمد صدیق خان علوی صاحب کا ایک فکر انگیز مضمون شائع ہوا۔ آپ بھی پڑھیے:

معاشرے میں طلاق کی شرح میں روز بروز ناقابلِ یقین حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ خاص طور پر خلع کے مقدمات تشویش ناک حد تک بڑھ رہے ہیں۔ صرف لاہور تحصیل کی مقامی فیملی عدالتوں میں پندرہ ہزار مقدمات زیرِ سماعت ہیں۔ جن میں طلاق، خلع، حق مہر، جہیز کی واپسی، بچوں کی سپردگی اور خرچہ نان ونفقہ کے مقدمات شامل ہیں۔ بطور ایک پیشہ وارنہ فیملی وکیل اور کنسلٹنٹ کے حالہ دنوں میں دو ایسے مقدمات میرے مشاہدے میں آئے۔ مقدمے میں شادی کے صرف 60 دن بعد علیحدگی ہوگئی اور طلاق کے مراحل بھی کورٹ کے باہر ہی باہمی طور پر طے پا گئے۔ اس کیس میں دونوں طرف کے والدین نہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں بلکہ معاشی طور پر بھی بہت مستحکم ہیں۔ دلہن ڈاکٹر اور دولہا، انجینئر دونوں برسرِ روزگار لیکن ذہنی طور پر نابالغ۔ دونوں طرف کے والدین کی انتہائی غیر ضروری مداخلت، دلہن اور دولہا کو آزادانہ طور پر زندگی گزارنے، صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنے اور اپنے مسائل کے حل کرنے کے لیے نہ صرف بنیادی شعور سے محروم رکھا گیا بلکہ جسمانی اور ذہنی طور پر مواقع فراہم نہیں کیے گئے۔ دلہن لاکھوں کے جہیز کے علاوہ ایک قیمتی گاڑی بھی ساتھ لائی تھی۔ اس مقدمے میں دونوں طرف کے والدین کی ہٹ دھرمی، بے جا ضد، جعلی شان وشوکت، جھوٹی انا نے ایک نوجوان خوبصورت جوڑے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازدواجی زندگی کا برسرِ عام قتلِ عام کر دیا۔ دوسرے خلع کے مقدمے میں خاوند اعلیٰ تعلیم یافتہ ملک کے ایک انتہائی اہم کاروباری ادارے سے بطور ڈائریکٹر منسلک ہیں اور دوسری مراعات کے علاوہ لاکھوں روپے تنخواہ حاصل کر رہے ہیں۔ بیوی بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایک مشہور یونی ورسٹی میں بطور وزٹنگ پروفیسر کام کر رہی ہیں۔ دونوں کی ایک تیرہ سالہ بیٹی اور سات سالہ بیٹا بھی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم ہیں۔ یہ خوش حال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ خاندان ملک کے انتہائی پوش علاقے میں رہایش پذیر ہے۔ گذشتہ پندرہ سالوں سے بطور میاں بیوی اکٹھے رہنے اور دُنیا بھر کے وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے باوجود اپنے درمیان ذہنی مطابقت پیدا کرنے میں سو فی صد ناکام رہے ہیں۔ بیوی کے والدین انتہائی بااثر، متمول اور ایک اہم سیاسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ میاں اپنی ذاتی محنت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مسلسل جستجو کے بعد یہ مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ میاں کی جانب سے بیوی کو بے شمار مراعات اور سہولیات فراہم کر دی گئی تھیں لیکن بیوی کے والدین نہ صرف اُن کی ذاتی زندگی میں غیر ضروری مداخلت کے مرتکب ہوئے ہیں بلکہ خاوند کے ساتھ غیر انسانی اور غیر اخلاقی رویہ برقرار رکھنے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں۔ بیوی کے والدین کا حکم ہے کہ خاوند DHA میں ایک کنال کا نیا گھر خرید کر بیوی کے نام لکھوائے یہ غیر منطقی ڈیمانڈ اس امیر ترین جوڑے کی علیحدگی کا سبب بن رہی ہے اور ناسمجھ اعلیٰ تعلیم یافتہ والدین نے اپنی ضدی بیٹی اور معصوم نواسے اور نواسی کو دن دہاڑے دوزخ کی میں دھکیل دیا۔

میری طویل ریسرچ اور مشاہدے کے مطابق ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ معقول ملازمت کرنے والے عام شکل وصورت کے حامل لڑکے کے لیے ہماری سوسائٹی میں بغرض شادی 10 گنا زیادہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، خوبصورت اور اعلیٰ حسب ونسب کی حامل لڑکیاں دستیاب ہیں۔ اعلیٰ ملازمتوں کے حامل CSS لڑکے اور ملٹی نیشنل کمپنیوں میں کام کرنے والے بھاری تنخواہوں کے حامل لڑکوں کے لیے یہ تناسب ایک اور سولہ کا ہے اور اُن کے لیے اعلیٰ ترین فوجی، سول اور سیاسی گھرانوں کے رشتے اُن کے آگے پیچھے راہیں تلاش کرتے نظر آتے ہیں۔ اس تناظر میں سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہولناک اور خوفناک صورت حال ملٹی نیشنل کمپنیوں، بنکوں اور دیگر سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لاکھوں روپے ماہانہ تنخواہ لینے والی قبول صورت ملازم لڑکیوں کی ہے۔ جو اپنی بھاری بھر کم تنخواہ اور مراعات کے بل بوتے پر رشتوں کے معاملات میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتیں۔ زیادہ تر خوابوں کی دنیا میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ حقیقی دنیا سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہیں اور پھر اعلیٰ ترین ملازمت کے پیش نظر اعلیٰ معیار کا رشتہ نہ ہونے کا بہانہ بنا کر اپنی جوانی اور خواہشات کا خود ہی گلا دبا دیتی ہیں اور وہ ایک غیر حقیقی، غیر منطقی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ غریب اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکیوں کے لیے ان گنت مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ بعض گھرانوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی ایک مناسب روزگار حاصل کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بہن بھائیوں اور بوڑھے والدین کے لیے ایک معاشی اور معاشرتی سائبان کا کرادا کرتی ہے اور اپنی ذاتی خواہشات اور بہتر مستقبل کو نظر انداز کر کے اپنے خاندان کے افراد کے معاشی اور معاشرتی مسائل حل کرانے اور انھیں زندگی کی مناسب سہولیات پہنچانے کی ذمہ داری اُٹھا لیتی ہے اور اپنی ذاتی خواہشات کو زندہ درگور کر دیتی ہے۔ ان طبقوں میں ذات پات، غیر شرعی رسومات اور رسم و رواج نے خاندانی وحدت کو منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔ یہی وہ حلقے ہیں۔ جہاں رشتہ داروں کے طعنوں سے بچنے اور اپنی ناک کو اُونچا رکھنے کے زعم میں اپنی اوقات اور وسائل سے بڑھ کر والدین اپنی بیٹی اور بیٹے کی شادی کے موقع پر بڑھ چڑھ کر محض دکھاوے کی بنیاد پر اخراجات کرتے ہیں۔ یہ اخراجات خود تو پورے کر نہیں سکتے۔ اُدھار لے کر یا سود پر دینے والے ناسور دولت مندوں سے قرض لے کر اپنی زندگی کو اذیت سے دو چار کرتے ہیں اور پھر انجام کار ہارٹ اٹیک یا خودکشی سے اپنی زندگی کا خود ہی خاتمہ کر لیتے ہیں۔

غیر شرعی رسم و رواج، غیر شرعی روایات اور جھوٹی شان وشوکت نے بھی ہماری پوری قوم کو معاشرتی اور معاشی تباہی سے دو چار کر رکھا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر غیر شرعی اور روایتی رسومات نے متوسط اور غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے والدین کو معاشی طور پر کنگال کر دیا ہے۔ صرف اپنی ناک کو اُونچا رکھنے اور رشتہ داروں کے طعنوں سے بچنے کے لیے غریب اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متوسط طبقے والدین بے جا اخراجات کرتے ہیں اور پھر ساری عمر قرض اُتارتے اُتارتے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ان غیر شرعی رسومات کی بدولت ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و مدد سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

قربانی بھی سٹیٹس سمبل بن گئی

سن 2016 کی بکرا عید 13/ستمبر کے دن تھی۔ 11/ستمبر 2016 کو نوائے وقت کے سنڈے میگزین میں کالم نگار، جی آر اعوان صاحب کا مضمون شائع ہوا کہ کس طرح قربانی جیسی عبادت بھی دھیرے دھیرے سٹیٹس سمبل بنتی جا رہی ہے۔

گوشت کے تین حصّے کرنے کا رواج پارینہ ہو گیا ہے، گوشت کی تقسیم معاشرتی اور سماجی تعلقات مضبوط بنانے کا زینہ بن گئی ہے۔نمود و نمایش کے لیے قربانی دینا اور اللہ کے احکامات کے برعکس گوشت سے اپنے فریزر بھر لینا اور رانیں ہم پلہ لوگوں کو بھجوانا دراصل سٹیٹس سمبل کے شاخسانے ہیں۔

وطن عزیز میں قربانی کے جانوروں کی کمی نہیں، اس کے باوجود عید پر ان کی قیمتیں ہوش ربا تک بڑھ جاتی ہیں یا بڑھا دی جاتی ہیں، نرخ اعتدال پر رکھنے کے لیے حکومتی منصوبہ بندی کا فقدان سفید پوش طبقے کے لیے مشکلات کا باعث بن جاتا ہے۔جانوروں کی قیمتیں جتنی بھی بڑھ جائیں، غریب قربانی نہیں کر سکتا، امیر کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا، شامت متوسط طبقے کی آتی ہے، جو سال بھر کی بچت قربانی پر خرچ کر کے اپنی سفید پوشی کا بھرم تو رکھ لیتا ہے لیکن عید کے بعد اپنی بے مائیگی کے زخم چاٹتا رہتا ہے۔

جانوروں کے نرخوں میں اضافے کا جہاں تک سوال ہے یہ بھی سٹیٹس سمبل کا ایک انداز ہے۔ بالا بلند حلقے اپنے پیسے کے زور پر وہ جانور خریدتے ہیں جن کی قیمت عام آدمی کی سوچ بھی بالا ہوتی ہے۔ایک بار جب بھاری نرخ لگ جاتا ہے تو قیمتوں کا توازن خود بخود بگڑ جاتا ہے۔

وہ حلقے جو جانوروں کے بڑے بڑے فارمز کے مالک ہیں وہ مصنوعی مہنگائی باقاعدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پلاننگ سے کرتے ہیں۔ان کے تو وارے نیارے ہوجاتے ہیں لیکن بھگتنا توان بے چاروں کو پڑتا ہے، وہ پہلے ہی ترس ترس کر زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ دھن وان اپنے قیمتی جانوروں کی تشہیر کے لیے میڈیا کو استعمال کرتے ہیں، سٹیٹس سمبل کی اس کارفرمائی سے جانوروں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں۔

فرق مراتب اور سٹیٹس سمبل کے جادو کی کئی جہتیں ہیں، منڈی سے جانور لاتے وقت بار برداری کے لیے گاڑیوں کا انتخاب بھی نمود ونمایش کے پیمانے سے کیا جاتا ہے۔خیال رکھا جاتا ہے کہ جانور شاندار ٹرک یا وین میں ڈال کر لایا جائے جبکہ عام آدمی بمشکل جانور خریدنے کے بعد اسے پیدل گھر تک لاتا ہے یا پھر بڑی حد ہے تانگے ریڑھے میں لاد کر لایا جاتا ہے امرائ کے جانور عمدہ گاڑی سے اترتا کر دیکھ کر غرباء پر اہل زر کی امارت کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔

جانوروں کی تزئین وآرائش اور بناوسنگھار کو بھی سٹیٹس سمبل کے آئینے میں دیکھنا عید قربان کا لازمہ ہے۔جانوروں کے لیے قیمتی جھانجریں، پازیبیں، گھنگھرو، پٹے اور زنجیریں بھی بھاری جیب والے اپنے معیار اور اختیار کے مطابق خریدتے ہیں، اس طرز عمل سے یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ پوش طبقے کے ہم پلہ بننا آسان نہیں۔

زرداروں کے زندگی جینے کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔قربانی کے جانوروں کے پرکشش اور خوبصورت نام رکھنا بھی سٹیٹس سمبل کا ایک رخ ہے۔ثروت مند ایسے جانور قربانی کے لیے خریدتے ہیں، جن کے دام آسمان جبکہ نام دل کو چھو رہے ہوتے ہیں، زیرو زیرو سیون، انوکھا لاڈلا، شہزادہ، جان ریمبو جیسے جانوروں کے نام رکھے جاتے ہیں۔

قربانی کے جانوروں کو تول کر بیچنے کا رواج بھی جدید سوچ اور سٹیٹس سمبل کا عکاس ہے۔جانور کا وزن کر کے ان کے جسم میں موجود گوشت کا اندازہ کیا جاتا ہے اور مارکیٹ میں گوشت کی قیمت فی کلو کے حساب سے جانور کے وجود کی قیمت لگائی جاتی ہے۔جانور مافیا کا بظاہر یہ حربہ جانوروں کو کم قیمت ظاہر کرنے کے لیے ہوتا ہے۔تاہم عام آدمی کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جبکہ دیکھا دیکھی، رشک وریس اور سٹیٹس سمبل کے مارے لوگ جانوروں کو تول کر لینے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے قربانی کرنے کا رجحان بھی سٹیٹس سمبل کا اعجاز ہے۔ مذہبی قاعدہ ہے کہ قربانی نماز عید پڑھنے کے بعد کی جائے۔ لیکن سب سے پہلے اور سب کے آگے کا خبط جدت پسندوں کو نماز عید سے پہلے قربانی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ سٹیٹس سمبل کے ایک دلدادہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر ڈالی، اعتراض ہوا تو موصوف نے برملا کہہ ڈالا کہ عید کے دن قصائی تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ایسے نماز پڑھیں تو قصائی سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔

اونٹ اونچا لمبا جانور ہے اس کا ''بیر'' بڑا مشہور ہے۔ اس کی سیدھی کل تو کسی کو معلوم نہیں لیکن اس کی قربانی عید قربان پر بہر حال سٹیٹس سمبل بن گئی ہے۔ سب چاہتے ہیں کہ عید پر اونٹ ہی ذبح کیا جائے، لیکن دل کے ارماں کہاں پورے ہوتے ہیں۔

اونٹ کے گوشت کو جب سے مختلف امراض کے لیے تریاق قرار دیا گیا ہے۔ اس کے گوشت کی بکنگ عید سے پہلے ہی ہو جاتی ہے بالا بلند اور با اختیار لوگوں کو اونٹ کے گوشت سے نوازا جاتا ہے۔ اس کے قیمے سے کباب اور نان تیار کرنا جدید معاشرتی زندگی کا لازمہ بن گیا ہے۔

اگر کوئی عام آدمی واقعی کسی ایسے مرض کا شکار ہو جس کے لیے اونٹ کا گوشت مفید ہو تو اسے کہیں سے یہ گوشت نہیں ملتا، اونٹ کا گوشت فریزروں کی زینت بن جاتا ہے یا پھر افسروں اور شہر کے با اثر افراد کے لیے عید قربان کا تحفہ کہلاتا ہے۔

دنبہ ایسا جانور ہے جس کو مذہبی لحاظ سے قربانی کے لیے موزوں قرار دیا گیا ہے۔ اس حقیقت کے تناظر میں دنبے کی قربانی بھی جدید دور کا سٹیٹس سمبل ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، دنبے نایاب اور مہنگے ہو گئے ہیں۔

عید قربان پر دنبے کو بھاگ لگنا قدرتی بات ہے، تاہم عام حالات میں بھی یہ دنبہ پٹھے پر ہاتھ نہیں دھرنے دیتا۔ ہوٹلوں میں اس کی کڑاہی کے بڑے چرچے ہیں بکرا عید پر دنبے کی کڑاہی بھی سٹیٹس سمبل میں شامل ہے۔

ران روسٹ کرانا بھی بکرا عید پر جدت زمانہ اور سٹیٹس سمبل کا استعارہ ہے۔ عید کے دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک بھر میں تمام بڑے چھوٹے ہوٹلوں پر ران روسٹ کروانے والوں کے میلے لگ جاتے ہیں۔ ہر ران کے ساتھ ران کے مالک کے نام پتے کے سٹیکر لف ہوتے ہیں تاکہ روسٹ کرتے ہوئے ران ادھر سے ادھر نہ ہو جائے۔

تحائف میں رانیں دینے کے رواج کا یہ عالم ہے کہ بعض خوش نصیبوں کے ہاں رانوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے اور وہ اپنے منہ ملاحظہ کے لیے انھیں آگے چلا دیتے ہیں۔ فریزر میں جگہ نہ ہو، رانیں اور گوشت بے شک گل سڑ جائے، مستحقین کو دینا سٹیٹس سمبل کا بہرحال حصّہ نہیں۔

سٹیٹس سمبل کی بیماری سے پہلے دور کی باتیں اب افسانے بن گئی ہیں، پہلے بکرا عید کے روز لوگ روزہ رکھ لیتے تھے اور قربانی کرنے کے بعد گوشت اور خاص طور پر کوئلوں پر بھنی ہوئی کلیجی سے افطار کیا کرتے تھے۔ اب یہ تصور خال خال نظر آتا ہے۔

جیسے ہی مرد حضرات عید کی ادا کرنے جاتے مائیں بہنیں اور بیٹیاں انگیٹھیاں کوئلوں سے بھر کر تیار لیتی تھیں، قربانی ہوتے ہی کلیجی کو صرف نمک لگا کر کوئلوں پر بھونا جاتا تھا۔ یہ عید قربانی کے دن کا لازمہ ہوتا تھا، اب کوئلوں کی تپش کی برداشت سٹیٹس میں شامل نہیں۔

سٹیٹس سمبل کا جب روگ عام نہیں تھا بڑی بوڑھیاں سری پائے گھروں میں خود بھونا کرتی تھیں اب یہ تکلیفیں نئی نسل کے امیروں اور غریبوں کو یکساں ناگوار گزرتی ہیں، شہر کی ہر نکڑ پر سری پائے بھوننے والے دکانیں سجا کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ ویلڈنگ والے آلات سے لمحوں میں سری پائے صاف شفاف کر کے دیتے ہیں۔

جب گوشت کے تین حصّے ہوا کرتے تھے، قربانی کرنے والوں کے ہاں اتنا گوشت بچتا ہی نہیں تھا کہ اس کا قیمہ کروایا جائے، اب جب سے قربانی محض اپنے کے لیے کی جاتی ہے، تو قیمہ سٹاک کرنا بھی لازم ہو جاتا ہے، سری پائے بھوننے والوں کی طرح قیمہ ساز بھی ہر موڑ پر موجود ہوتے، ہڈی کے بغیر گوشت کے قیمے کا نرخ الگ ہوتا ہے۔ گوشت ہڈیوں سے جدا کرنے اور پھر اس گوشت کا قیمہ بنانے کے نرخ الگ ہوتے ہیں۔

باربی کیو ہماری معاشرتی زندگی والا لازمہ ہے جس سے کسی کو مفر نہیں، باربی کیو کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلدادہ لوگوں کی اکثریت معدے کے امراض کا شکار ہوتی ہے لیکن شوق کا کوئی مول نہیں، ہاں تو بکرا عید پر باربی کیو پارٹیاں بھی سٹیٹس سمبل میں شمار ہیں عید کے روز سر شام چھتوں پر باربی کیو کے گھریلو سٹال لگ جاتے ہیں۔

عید قربان پر آلایش و غلاظت سے آلودگی میں ان لوگوں کا مقدر ہے، جو سٹیٹس سمبل والوں کے زمرے میں نہیں آتے۔ بڑے بڑے لوگوں کے گھر، گلیوں اور علاقوں میں صفائی کے کرتا دھرتا ادارے سب سے پہلے اپنی ذمہ داریاں پوری کر کے سب سے پہلے بالا بلند کے اصول کی پاسداری کرتے ہیں جبکہ کہ عام لوگ خاکروب کا تلاش کرتے رہتے ہیں۔

پہلے لوگ غربت کے باعث قربانی میں حصّہ ڈالا کرتے تھے، اب یہ رسم بھی سٹیٹس سمبل کی نذر ہوگئی ہے۔ لوگ بکرے، دنبے اور چھترے لینے کے علاوہ اجتماعی قربانی میں بھی بطور فیشن حصّہ لیتے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ایسے مراکز میں رش کے باعث قرعہ اندازی کا سہارا لیا جاتا ہے قرعہ اندازی میں ڈنڈی کا استعمال، حق داروں کو پھر پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

بکرا عید پر جانوروں کی قربانی سنت ہے اسے سٹیٹس سمبل کے پیکر میں ڈھال کر معاشرتی تہوار بنا دیا گیا ہے قربانی کے اصولوں سے صرف نظر اصل مقاصد سے دور لے جاتا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے، اللہ کے احکامات پر عمل درآمد اللہ کو حاضر و ناظر جان کر نا ضروری ہے۔

بکرا عید سنت ابراہیمی ہے۔ جو رضا الٰہی کے لیے صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ تقویٰ اور راہِ خدا میں اپنے آپ کو قربانی کے لیے تیار رکھنا، قربانی کی روح ہے۔ عید قربان مذہبی تہوار ہے، مگر اب معاشرتی سرگرمیوں کا وسیلہ اور سٹیٹس سمبل بن کر رہ گیا ہے۔

جعلی سٹیٹس کی چند مثالیں

۱۔ نمرود کے ناک میں مچھر گھس گیا تھا، تو اس کا سٹیٹس اس کی کوئی مدد نہ کر سکا۔

۲۔ فرعون کی بیوی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی اور فرعون کے خلاف ہوگئی، تو فرعون کے پاس کوئی ایسی طاقت نہ تھی کہ اپنی بیوی کی سوچ بدل سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔فرعون جب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی بہت بڑا اژدھا بن گئی اوران کا ہاتھ چمکتا ہوا سفید ہوگیا،تو وہ ان معجزات کے سامنے بے بس ہوگیا۔

۴۔فرعونیوں پر خون،مینڈک اور دوسرے عذاب نازل ہوئے تو وہ زچ ہوکر رہ گئے۔

۵۔فرعون جب پانی میں ڈوب رہا تھا تو وہ اللہ کی طاقت کے سامنے مکمل بے بس تھا۔

۶۔اللہ نے قارون کے سٹیٹس کو اسکے سر پر رکھ کر زمین میں دھنسا دیا۔

۷۔قوم عاد نے اپنی طاقت کا نعرہ لگایا تھا مگر تیز ہوا نے ان کا بھوسہ بنا دیا۔

۸۔قوم ثمود اپنی مضبوط اور عالی شان رہائش گاہوں کے اندر ہلاک کردی گئی۔

یہ چند مثالیں مضبوط ترین حکومتوں،حکمرانوں،قوموں اور افراد کی تھی۔اب چند مثالیں ان کی بھی پڑھ لیں جن کے پاس نہ حکومت تھی،نہ فوج،نہ طاقت،نہ کوئی وسائل نہ کوئی دولت یعنی ظاہری سٹیٹس میں سے کچھ بھی نہ تھا۔

اصلی سٹیٹس کی چند مثالیں

۱۔پہاڑوں کو ڈبو دینے والے خوفناک سیلاب میں سادہ سی کشتی سلامت رہی۔

۲۔لاٹھی کی صرف ایک ضرب سے بنی اسرائیل کے لیے سمندر میں راستہ بن گیا۔

۳۔اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کردینا،اندھے کو بینائی مل جانا،کوڑھی کا ٹھیک ہوجانا۔

۴۔مریم علیہا السلام کے لیے آسمان سے کھانوں کا نازل ہونا۔

۵۔ایک بچے کی ایڑھی کی رگڑ سے زمزم جیسے عظیم چشمے کا جاری ہوجانا۔

۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی کے ایک اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا۔

۷۔مکہ سے بیت المقدس اور آسمانوں کی طرف سفر معراج۔اللہ اکبر

یہاں ایک اور حقیقت بھی یاد رہنی چاہیے کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی طاقت اور حکمت کے سامنے مکمل بے بس تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انبیاء علیہم السلام کی اللہ کے سامنے بے بسی

۱۔نوح علیہ السلام کا بیٹا انکی آنکھوں کے سامنے ڈوب گیا۔

۲۔بیٹے کی جدائی کے غم میں روتے روتے یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی۔

۳۔ایوب علیہ السلام کئی سال بیمار رہے ان کو کچھ بھی اختیار نہ تھا۔

۴۔یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اللہ کی اجازت آنے تک اپنے پیٹ میں رکھے رکھا۔

۵۔غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا، ستر صحابہ شہید ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی زخمی ہو گئے مگر حالات کو اپنے حق میں نہ کر سکے۔

۶۔واقعہ افک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ماہ پریشان رہے اور حقیقت کو نہ جان سکے۔

۷۔پوری کوشش کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کو کلمہ نہ پڑھوا سکے۔

اپنی فقیری کو تسلیم کریں، اللہ کی مدد کو پالیں

تمام انبیاء علیہم السلام بھی اللہ کے سامنے فقیر تھے، یہ بات قرآن حکیم سے ثابت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کی سلطنت کو چھوڑ کر جب مدین پہنچے تو وہاں بالکل اجنبی تھے، بغیر کسی لالچ کے دو خواتین کے جانوروں کو پانی پلا دیا اور پھر ایک درخت کے سائے تلے آ کر بیٹھ گئے اور اللہ سے دُعا کی:

فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ "اور کہنے لگے اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں"۔ (القصص: ۲۴)

بچپن سے لے کر چند دن پہلے تک، شہزادوں کی طرح فرعون کے محل میں پلے بڑھے تھے۔ مگر ان کی تواضع اور انکساری کا یہ عالم ہے کہ اپنی شہزادگی کو بالکل ظاہر نہیں ہونے دیا۔ بالکل ایسے لگ رہا تھا جیسے بس ایک اجنبی مسافر ہے۔ اپنی خدمت کے بدلے ان خواتین سے نہ تو کوئی مدد مانگی اور نہ ہی اپنی کوئی حاجت بیان کی۔ مصر سے مدین تک پیدل سفر سے نہ جانے کتنی تھکاوٹ تھی اور کتنی بھوک تھی۔ بس خاموشی اور وقار کے ساتھ درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنی بے بسی اور محتاجی کو صرف اللہ کے سامنے پیش کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دُعا کے الفاظ سے جگر چھلنی ہو جاتا ہے۔ یہ دُعا قیامت تک آنے والوں کو ادب سکھاتی رہے گی۔ اس دُعا میں اللہ کی عظمت اور کبریائی کا بیان بھی ہے اور اللہ کا اپنے بندوں سے شفقت اور رحم کا پیغام بھی۔ ادب یہ سکھایا گیا ہے کہ اللہ کے جلال کے پیش نظر، کس طرح اپنی حاجت کو اللہ کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔ یہ دُعا جہاں انسان کو عزت و وقار اور قناعت سے جینا سکھاتی ہے وہاں اللہ پر غیر متزلزل توکل کا درس بھی دیتی ہے۔ یہ دُعا انسان کو اس کا اصل مقام بھی بتاتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے فقیرانہ عاجزی والا رویہ اختیار کرلے۔

اس دُعا کی برکت سے موسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف رہنے کے لیے فوری ٹھکانہ مل گیا بلکہ بیوی بھی مل گئی اور آٹھ سال کے لیے پکی نوکری بھی! یہ ہے اللہ کے سامنے عاجزی اختیار کرنے اور اللہ پر توکل کرنے کا صلہ۔

سٹیٹس کے غبارے سے ہوا نکالنے والی آیات

سٹیٹس کے دلدادہ (Status Conscious) لوگوں کے لیے قرآن حکیم کے کئی مقامات پر ایسی آیات ہیں جن میں اگر سنجیدگی سے غور و فکر کیا جائے تو سٹیٹس کے غبارے سے ہوا نکل جائے:

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ (فاطر ۳۵:۴۴) "اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں ان لوگوں کا انجام دیکھیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے"۔

اَوَ لَمۡ یَسِیۡرُ وۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُ وۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ کَانُو ا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡا ہُمۡ اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ بِذُنُوۡبِہِمۡ ؕ وَمَا کَانَ لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ (المومن ۴۰:۲۱) "کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا رہا؟ وہ باعتبار قوت و طاقت کے اور باعتبار زمین میں اپنی یادگاروں کے ان سے بہت زیادہ تھے، پس اللہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھیں ان کے گناہوں پر پکڑ لیا اور کوئی نہ ہوا جو انھیں اللہ کے عذاب سے بچا لیتا"۔

جن لوگوں کے پاس بہت دولت ہے وہ ادھر اُدھر کے سیر سپاٹے (Holidays) پر نکلے رہتے ہیں، ذرا ان قوموں کے حالات جاننے کے لیے بھی زمین میں چل کر دیکھنا چاہیے کہ متکبر لوگوں کا کیا انجام ہوا؟ پاکستان میں بھی ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی شکل میں ان اجڑی ہوئی بستیوں کی داستان موجود ہے۔ میلوں پر پھیلے ہوئے یہ کھنڈرات اعلیٰ درجے کی شہری منصوبہ بندی کا پتہ دیتے ہیں جس میں کھلی شاہرائیں، اینٹوں کے بنے ہوئے کئی منزلہ مکانات، غلوں کے گودام اور حمام شامل ہیں۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ⑬ (محمد ۴۷:۱۳) "ہم نے کتنی بستیوں کو جو طاقت میں تیری اس بستی سے زیادہ تھیں جس سے تجھے نکالا گیا ہم نے انھیں ہلاک کر دیا جن کا مددگار کوئی نہ اٹھا۔"

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ⑯ (ق ۵۰:۳۶) "اور اس سے پہلے بھی ہم بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے طاقت میں زیادہ تھیں وہ شہروں میں ڈھونڈھتے ہی رہ گئے، کہ کوئی بھاگنے کا ٹھکانا ہے؟"

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑲ (التوبہ ۹:۶۹) "یہ انھی لوگوں کی طرح ہیں جو ان سے پہلے تھے۔ وہ لوگ تم سے زیادہ طاقت ور اور مال اور اولاد کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر تھے۔ انھوں نے اپنے مقدر کے مزے لوٹے اور تم نے اپنے مقدر کے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنے مقدر کے مزے لوٹے تھے اور تم بھی انھی باتوں میں پڑ گئے جن میں وہ پڑے ہوئے تھے۔ ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو جائیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں"۔

انسان کا مال اللہ کے حکم کے تابع ہے

مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۔ (اللھب ۱۱۱:۲) "نہ تو اس کا مال ہی اس کے کچھ کام آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا۔"

یہ بات بڑی اہم اور ہر وقت یاد رکھنے کی ہے کہ انسان کا مال انسان کے حکم کے تابع نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ اگر اللہ چاہے تو یہ مال انسان کو فائدہ پہنچا دے اور نہ چاہے تو یہی مال انسان کا دشمن بن جاتا ہے بلکہ اس کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔ کتنی بار ایسا ہوتا ہے کہ ڈاکو مال بھی لے جاتے ہیں اور ساتھ ہی مالک کو بھی قتل کر جاتے ہیں۔ آجکل تو صرف ایک موبائل فون کی خاطر انسان کو مار دیا جاتا ہے۔

یہ آیت ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ بڑا مالدار اور بیٹوں والا تھا۔ جنگ بدر کی شکست کا اسے اتنا صدمہ ہوا کہ بیمار پڑ گیا۔ ساتویں دن یہ بیماری چیچک کی شکل اختیار کر گئی تو اسے اپنی ساری عمر کی کمائی برباد ہوتی نظر آنے لگی کیونکہ اب اسے اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا۔ چھوت کی وجہ سے اس کے بیٹوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا۔ بالآخر وہ نہایت تکلیف میں مر گیا۔ مرنے کے بعد اس کا کوئی بیٹا اس کے قریب نہ گیا۔ تین دن تک اس کی لاش بے گور و کفن سڑتی رہی۔ پھر جب لوگوں نے اس کے بیٹوں کو طعنے دینے شروع کیے تو انھوں نے ایک حبشی کو کچھ معاوضہ دیا کہ وہ ایک گڑھا کھود کر اس میں لاش کو دھکیل دے اور اوپر سے مٹی ڈال دے۔

واضح رہے کہ اس آیت میں کَسَبَ سے مراد اس کی اولاد ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ اس طرح اللہ کا یہ قول پورا ہوا کہ نہ اس کا مال کام آیا نہ اولاد (تیسیر القرآن ۴ / ۸۰۷)۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ

سورہ الکہف کی بارہ آیات (۳۲ سے ۴۳ تک) میں باغ والے شخص کا ایک قصہ مذکور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی کچھ تفصیل "سٹیٹس خود ہی سٹیٹس کا دشمن ہے" والے مضمون کے تحت گزر چکی ہے۔ اور مزید تفصیل آگے اس کتاب میں آئے گی۔ اپنے سٹیٹس کی شیخیاں بگھارنے پر اس کے دونوں باغوں کو جب اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا تو اس کے غریب ساتھی نے اس سے کہا کہ تو نے مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (آیت ۳۹) کے الفاظ کیوں نہ کہے۔

ان الفاظ کا مفہوم یہ ہے: "وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور اللہ کی توفیق کے بغیر کسی کا کچھ زور نہیں"۔ یعنی جس کسی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ انسان کے اپنے کمال سے نہیں بلکہ اللہ کی مشیت سے ہے، وہ چاہے تو اسے باقی رہنے دے اور فائدہ مند بنا دے اور چاہے تو اسے تباہ کر دے یا اسے نقصان دہ بنا دے۔

اپنے مال ومتاع اور اولاد یا اچھے حال کو دیکھ کر کبھی بھی خود ستائشی (self-appreciation) اور شیخی بگھارنے (Boasting) والا رویہ نہیں اپنانا چاہئے بلکہ یہ الفاظ پڑھنے چاہئیں۔ اس سے انسان اللہ تعالیٰ کے غصے سے بھی بچ جاتا ہے اور اپنے مال کی تباہی سے بھی۔ خلوص نیت سے کہے گئے ان کلمات سے انسان کے اپنے سٹیٹس کی نفی ہوتی ہے اور مزاج میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔

ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز دیکھے اور وہ اس کو پسند آئے تو اگر اس نے یہ کلمات پڑھ لیے تو وہ چیز نقصان سے محفوظ رہے گی۔ اور یہ بھی کہ اگر کسی نے کسی کی اچھی چیز یا اولاد کو دیکھ کر یہ کلمات پڑھے تو اس کو نظر بد نہ لگے گی۔ (بحوالہ معارف القران ۵ / ۵۹۲، احسن البیان/ ۳۹۰)۔

اللہ کے شکر کے تین ارکان

مقدمہ میں میں اس بات کا اجمالاً ذکر کر آیا ہوں کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے یعنی اس کے سامنے شکر گزاری کا رویہ اختیار کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی نعمتوں میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم ۱۴:۷) "اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تمھیں زیادہ دوں گا۔"

شکر کے تین ارکان ہیں۔ان کی تفصیل میں جانے سے پہلے میں ایک بڑی ہی سبق آموز اور خوبصورت حدیث درج کرنے لگا ہوں جو کسی غور وفکر کرنے والے انسان کی سوچ کا رخ بدل سکتی ہے۔یہ حدیث متفق علیہ ہے یعنی صحیح بخاری وصحیح مسلم دونوں میں درج ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کوڑھی، دوسرا اندھا اور تیسرا گنجا، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا امتحان لے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمھیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ اور اچھی چمڑی کیونکہ مجھ سے لوگ پرہیز کرتے ہیں۔بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اسکی بیماری دور ہوگئی اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہوگیا اور چمڑی بھی اچھی ہوگئی۔فرشتے نے پوچھا کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کروگے؟ اس نے کہا کہ اونٹ! یا اس نے گائے کہی، اسحاق بن عبداللہ کو اس سلسلے میں شک تھا کہ کوڑھی اور گنجے دونوں میں سے ایک نے اونٹ کی خواہش کی تھی اور دوسرے نے گائے کی۔چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اس میں برکت دے گا، پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمھیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا عمدہ بال اور موجودہ عیب میرا ختم ہوجائے، کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے مجھ سے پرہیز کرتے ہیں۔بیان کیا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا اور اس کے بجائے عمدہ بال آگئے۔فرشتے نے پوچھا، کس طرح کا مال پسند کروگے؟ اس نے کہا کہ گائے! بیان کیا کہ فرشتے نے اسے حاملہ گائے دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اس میں برکت دے گا۔پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ تمھیں کیا چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھوں کی روشنی دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔بیان کیا کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اسے واپس دے دی۔پھر پوچھا کہ کس طرح کا مال تم پسند کروگے؟ اس نے کہا کہ بکریاں! فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی۔پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے، یہاں تک کہ کوڑھی کے اونٹوں سے اس کی وادی بھر گئی، گنجے کی گائے بیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی۔ پھر دوبارہ فرشتہ اپنی اسی پہلی شکل میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین وفقیر آدمی ہوں، سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے حاجت پوری ہونے کی امید نہیں، لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمھیں اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور مال عطا کیا، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر پورا کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ میرے ذمہ حقوق اور بہت سے ہیں۔ فرشتے نے کہا، غالباً میں تمھیں پہچانتا ہوں، کیا تمھیں کوڑھ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے گھن کرتے تھے۔ تم ایک فقیر اور قلاش تھے۔ پھر تمھیں اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں؟ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمھیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی پہلی اسی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی درخواست کی اور اس نے بھی وہی کوڑھی والا جواب دیا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے، اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا، اپنی اسی پہلی صورت میں اور کہا کہ ایک مسکین آدمی ہوں، سفر کے تمام سامان ختم ہو چکے ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے حاجت پوری ہونے کی توقع نہیں۔ میں تم سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمھیں تمھاری بینائی واپس دی ہے، ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنی سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا۔ تم جتنی بکریاں چاہے لے سکتے ہو، اللہ کی قسم جب تم نے اللہ کا واسطہ دیا تو جتنا بھی تمھارا جی چاہے لے جاؤ میں تمھیں ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتے نے کہا: اپنا مال رہنے دے، تم تینوں آدمی صرف آزمائے گئے تھے سو تجھ سے تو البتہ اللہ راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔ (بخاری: ۳۴۶۴، ۷۷۵۳ اور مسلم: ۷۴۳۱)

اس حدیث کے کے سبق کے بارے میں ایک سکالر محمد فیاض انصاری نے نوائے وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جمعہ ایڈیشن میں لکھا:

پیش نظر حدیث بہت اہم ہے۔اس میں عبرتیں اور نصیحتیں مضمر ہیں۔غور فرمایئے کہ پہلے دو آدمیوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کیا اور نہ ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوب کیا اور نہ ہی حقوق اللہ ادا کیے۔نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب کا شکار ہوگئے۔البتہ نابینا شخص نے اللہ تعالیٰ کے انعامات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوب کیا اور حقوق اللہ کی ادائیگی کا فریضہ انجام دیا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا کیونکہ اس نے شکر کے ان تینوں ارکان پر عمل کیا جس کے علاوہ شکر کا وجود ممکن نہیں۔

شکر کے تین ارکان یہ ہیں:

۱۔اقرارِ نعمت، ۲۔انعامات کو منعم حقیقی کی طرف منسوب کرنا، ۳۔انعام کرنے والے (اللہ) کی رضا کے مطابق انعامات کو خرچ کرنا

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں: ”حقیقتِ شکر انہ یہ ہے کہ انسان انتہائی عجز وانکسار سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کا دل سے اعتراف کرے اور دل کی گہرائیوں سے منعم حقیقی سے محبت رکھے کیونکہ جو شخص اپنی کم عقلی اور جہالت کی وجہ سے انعامات کی حقیقت کو نہیں سمجھتا وہ انعامات کا شکر کیسے ادا کرسکتا ہے اور جو شخص انعامات کو تو پہچانتا ہے لیکن منعم کو نہیں پہچانتا وہ کبھی شکر ادا نہیں کرسکتا اور جو شخص انعام اور منعم کو تو پہچانتا ہے اور اس کا اقرار بھی کرتا ہے لیکن منعم کے سامنے عجز وانکساری سے پیش نہیں آتا، نہ اس سے محبت کرتا ہے اور نہ اس سے رضا کا اظہار کرتا ہے، ایسا شخص بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔شکر کے لیے دل میں علم ہونا اور علم کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔اس کا لازماً نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے رب کریم یعنی منعم کی طرف مائل رہتا ہے اور اس کے سامنے عجز وانکساری سے پیش آتا ہے۔اس عجز وانکساری کی عملی صورت صرف ایک ہی ہے کہ زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں گزرے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا (آزمائش گاہ)

اور

آخرت (رہائش گاہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی مصروفیت اور آخرت کی تیاری

اس وقت مسلمان اور غیر مسلم تقریباً سب دنیا کی زندگی میں سخت مصروف ہیں۔ جب تک انسان اپنی تعلیم مکمل کر کے کچھ کمانے کے قابل ہوتا ہے تو بیس پچیس سال کی عمر کی سرحد پار کر چکا ہوتا ہے۔ اس کے بعد نوکری یا کاروبار کی مصروفیت کے ساتھ ساتھ بچوں کی پرورش اور ان کے مسائل کو دیکھتے دیکھتے پتہ بھی نہیں چلتا کہ انسان چالیس سال کی عمر کو جا چھوتا ہے۔ چالیس سال کی عمر کا قرآن کریم میں خصوصی ذکر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چالیس سال کی عمر جسمانی سے زیادہ ذہنی بلوغت کی عمر ہے۔ اس عمر پر پہنچ کر ایک سعادت مند مسلمان جو دُعا مانگتا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝١٥ (الاحقاف ۴۶:۱۵) "یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے۔ اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں ہوں"۔

یہ اس انسان کے الفاظ ہیں جس نے جوانی میں اللہ تعالیٰ اور قرآن حکیم سے اپنا تعلق قائم رکھا اور اب اس کی گردن اللہ کے احسانات کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔ اور عہد کی تجدید ہو رہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ باقی زندگی بھی اللہ کی فرماں برداری میں ہی گزرے گی۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی فکر اور دُعا ہے کہ اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی فرماں بردار بن کر رہے۔

اب حقیقی صورت حال (ground reality) یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اس طرح کی کوئی دُعا بھی قرآن حکیم میں موجود ہے! ان کے لیے تو یہ وہ عمر ہے جب انسان معاشی طور پر مستحکم (Stable) ہونا شروع ہوتا ہے۔۔ نوکری والے پارٹ ٹائم یا اوور ٹائم کے چکر میں ہوتے ہیں اور تاجر لوگوں کا کاروبار وسعت پا رہا ہوتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ بچے بھی جوانی کی دہلیز پر پہنچ چکے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح کی دُعائیں مانگنے کی بجائے اپنے اور اپنے بچوں کے Status کو بنانے اور پھر اس Status کو قائم رکھنے کی فکر دن رات بے چین کیے رکھتی ہے۔ یہاں سے کلمہ گو انسانوں کے دو گروہ بن جاتے ہیں: ایک کے پیش نظر آخرت ہے اور دوسرے کے سامنے مزید مال و دولت اور Status۔

آگے آنے والے سارے مضمون میں ہم نے اسی بات کا جائزہ لینا ہے کہ قرآن حکیم کی آیات دنیا و آخرت کے بارے میں کیا ہدایات دیتی ہیں اور انسان کے لیے درست لائحہ عمل ہے کیا؟

یہ پہر دو پہر کی زندگی!

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ (طٰہٰ: ۱۰۲-۱۰۴) "جس دن صور پھونکا جائے گا اور گناہ گاروں کو ہم اس دن (دہشت کی وجہ سے) نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ گھیر لائیں گے۔ وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم تو (دنیا میں) صرف دس دن ہی رہے۔ وہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی حقیقت سے ہم باخبر ہیں۔ ان میں سے سب سے اچھی راہ والا (یعنی سب سے زیادہ عقل مند) کہہ رہا ہوگا کہ تم تو صرف ایک ہی دن رہے۔"

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿١١٣﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١٤﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾ (المومنون ۲۳:۱۱۲-۱۱۵) "اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ تم زمین میں باعتبار برسوں کی گنتی کے کس قدر رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم، گنتی گننے والوں سے بھی پوچھ لیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا فی الواقع تم وہاں بہت ہی کم رہے ہو۔ اے کاش! تم اسے پہلے سے جان لیتے۔ کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمھیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے؟"

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿٥٥﴾ (الروم: ۵۵) "اور جس دن قیامت برپا ہو جائے گی گناہگار لوگ قسمیں کھائیں گے کہ (دنیا میں) ایک گھڑی کے سوا نہیں ٹھہرے، اسی طرح یہ بہکے ہوئے ہی رہے۔"

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ (الاحقاف: ۳۵) "پس (اے پیغمبر!) تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا اور ان کے لیے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کرو، یہ جس دن اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں تو (معلوم ہونے لگے گا کہ) دن کی ایک گھڑی ہی (دنیا میں) ٹھہرے تھے، یہ ہے پیغام پہنچا دینا، پس گناہ گاروں کے سوا کوئی ہلاک نہ کیا جائے گا۔"

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿٤٦﴾ (النازعات: ۴۶) "جس روز یہ اسے (قیامت کو) دیکھ لیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ صرف دن کا آخری حصّہ یا اول حصّہ ہی (دنیا میں) رہے ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دنیا سنجیدہ امتحان گاہ ہے

This World is a Purpose bullt Project

وَهُوَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (ھود:۷) "اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان وزمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تا کہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل والا کون ہے۔"

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ (الکہف:۷) "روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے کہ ہم انھیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے۔"

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ (الملک:۲) "اسی (اللہ) نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمھاری آزمائش کرلے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔"

انسان مسلسل امتحان کی زد میں ہے

This life Is a Marriage with hardship

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ (البلد:۴) "ہم نے انسان کو (بڑی) مشقت میں پیدا کیا ہے۔"

یعنی انسان کی زندگی مسلسل محنت ومشقت اور آزمائشوں سے معمور ہے۔

ہر شخص جو کلمہ پڑھ کر ایمان لاتا ہے، اس کو آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے تا کہ طیب اور خبیث یعنی مخلص اور منافق مسلمانوں کی چھانٹی ہو جائے (آل عمران: ۱۴۲، ۱۷۹، العنکبوت ۲:۲۹-۳-۷) اور جنت کا حصول آسان کام نہیں۔ (البقرہ: ۲۱۴، آل عمران: ۱۴۲)

ہر انسان ہر وقت مختلف نوعیت کے امتحان سے گزر رہا ہے اور اس کی مسلسل آزمائش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہورہی ہے۔ انسان دشمن کے ڈر، بھوک پیاس، جان و مال اور پھلوں کی کمی (تجارت میں نقصان وغیرہ) (البقرہ:۱۵۵) مختلف بیماریوں، مصائب (البقرہ:۲۱۴) دشمنوں سے جہاد (آل عمران:۱۴۲) دشمن کے سخت حملوں (الاحزاب:۱۰-۱۲)، دشمن کی دکھ دینے والی باتوں (آل عمران:۱۸۶) اور اولاد کے ذریعے (التغابن:۱۵) آزمایا جاتا ہے۔

ان آزمائشوں میں پاس ہونے کے لیے پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ کوئی بھی مصیبت اللہ کے اذن کے بغیر نہیں آتی (التغابن ۱۱:۶۴)۔ اس لیے صبر اور نماز کے ذریعے اللہ ہی سے مدد طلب کی جانی چاہیے (البقرہ:۱۵۳)۔ انسان جب تقوی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ان مصائب سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ بنا دیتا ہے (طلاق ۲:۶۵) اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جہاں سے انسان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ (طلاق ۳:۶۵)

مصیبت یا مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ بکرے کا صدقہ کرو بلکہ فرمایا کہ صبر اور نماز کے ذریعے اللہ کی مدد پکڑو اور اللہ تو صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ (البقرہ ۲:۱۵۳) کلمہ گو انسانوں کی اکثریت بے نمازی ہے، لہٰذا بے یار و مددگار ہے۔ اکثریت کا اللہ کی آیات اور وعدوں پر ایمان و یقین ہی نہیں۔ بے صبری میں جلدی سے عاملوں، جادوگروں اور نجومیوں کے پاس یا پھر فوت شدہ بزرگوں کی قبروں پر مدد کے لیے فریاد کرتے ہیں۔ ایمان درست اور اللہ پر توکل مضبوط ہو تو صبر بھی آجاتا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطے کا بہترین اور آسان ترین راستہ ہے۔

دنیا عیش کرنے کی جگہ نہیں

Dunya is not for luxury and leisure

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ (الاحقاف:۲۰) "اور جس دن کافر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہنم کے سرے پر لائے جائیں گے (کہا جائے گا) دنیا کی زندگی میں تم نے اپنے مزے اڑا لیے اور خوب فائدہ اٹھالیا، پس آج تمھیں ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی، اس باعث کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس باعث بھی کہ تم حکم عدولی کیا کرتے تھے"۔

اس آیت میں طیّبات کا لفظ آتا ہے جس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو انسان ذوق وشوق سے کھاتے پیتے اور استعمال کرتے اور لذت وفرحت حاصل کرتے ہیں۔ ایک مومن حدود میں رہتے ہوئے یہ نعمتیں استعمال کرتا ہے اور شکریہ کے طور پر اللہ کی فرمانبرداری بھی کرتا ہے۔ مگر جب انسان حلال وحرام، اسراف وفضول خرچی کی فکر سے آزاد ہو کر اور آخرت کی جوابدہی سے بے نیاز ہو کر ان نعمتوں کو استعمال کرتا ہے تو پھر سرکش بن جاتا ہے۔ قرآن وسنت کی اتباع سے گریز کرتا ہے اور حکم عدولی کے باعث گناہوں میں شیر ہو جاتا ہے۔ مال دار لوگوں کی یہ کیفیت ایک اور جگہ یوں بیان ہوئی ہے: "مگر انسان سرکش ہو جاتا ہے جب اپنے آپ کو غنی (مال دار) دیکھتا ہے۔" (العلق:۶-۷)

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۰ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّیَصْلٰى سَعِیْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۱۳ (الانشاق:۱۰-۱۳) "ہاں جس شخص کا نامہ اعمال اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔ اپنے اہل خانہ میں (دنیا میں) بڑا خوش تھا۔"

یعنی یہ شخص دنیا میں اپنے گھر میں خود بھی عیش کرتا اور اپنے گھر والوں کو بھی عیش کراتا تھا، آخرت کو بھول کر عیش وآرام میں ڈوبا رہا۔

انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور صالحین کی زندگیاں محنت ومشقت سے معمور رہیں۔ وہ اپنے پیچھے سادگی وقناعت، صبر وشکر اور قربانیوں کی داستانیں چھوڑ گئے۔ یہی تو وہ انعام یافتہ لوگ ہیں (النساء ۴:۶۹) جن کے نقش قدم پر چلنے کی ہم ہر نماز میں دُعا مانگتے ہیں۔ مگر ہمارا طرز زندگی (Life style) یہود ونصاریٰ کی طرح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنگی کا جینا A life but a misery

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ ﴿١٢٦﴾

(طٰہٰ ۲۰:۱۲۳-۱۲۶) "فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ تم میں سے بعض بعض کے دشمن (ہوں گے) پھر اگر میری طرف سے تمھارے پاس ہدایت آئے تو جو شخص ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں پڑے گا اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اُس کی زندگی تنگ ہوجائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ اللہ فرمائے گا ایسا ہی چاہیے تھا تیرے پاس ہماری آئتیں آئیں تو تو نے اُن کو بھلا دیا اسی طرح ہم تجھ کو بھلا دیں گے۔"

ذکر سے مراد قرآن حکیم، نماز اور اللہ کا عمومی ذکر سب شامل ہیں۔ امیر آدمی کے لیے تنگی کا جینا یہ ہے کہ اس کو کبھی بھی قناعت نصیب نہیں ہوتی، مال اکٹھا کرنے کی حرص اس کو ہر وقت بے چین رکھتی ہے اور وہ دل کے سکون سے محروم رہتا ہے۔ اولاد بھی اس کے لیے دکھ کا باعث بنی رہتی ہے۔ ظاہری شان وشوکت میں نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے۔ غریب آدمی کے لیے تنگی کا جینا یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنی تکلیفوں کا ہی رونا روتا رہتا ہے۔ اس کو بھی چین نصیب نہیں ہوتا۔ غرض اللہ کی اطاعت سے منہ موڑنے سے نہ دن کا سکون نصیب ہوتا ہے اور نہ ہی رات کا۔

آخرت۔ اصل حقیقت

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿١٨٥﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(آل عمران ۳:۱۸۵) "ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور تم کو قیامت کے دن تمھارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، پس جو شخص آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا بے شک وہ کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔"

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ (العنکبوت: ۶۴) "اور دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے البتہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے، کاش! یہ جانتے ہوتے۔"

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ (المومن: ۳۹) "اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی عارضی فائدہ کی چیز ہے اور جو آخرت ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔"

یعنی اس دنیا کا جینا بھی کوئی جینا ہے۔ یہ زندگی انتہائی عارضی اور مکمل دھوکا (Deception) ہے۔ ہمارے رہنے کے محل محض ریت کے گھروندے ہیں۔ ہمارا سارا وقت ایسی چیزوں کے حصول کے لیے صرف ہو رہا ہے جنھوں نے ریت کی طرح ہمارے ہاتھوں سے پھسل جانا ہے۔ دنیا کی زندگی جیسی بھی ہو بہر حال اسے ختم ہونا ہے جبکہ آخرت کا آغاز تو ہے اختتام کوئی نہیں۔ عقل مند صرف اور صرف وہ شخص ہے جو دوزخ سے بچنے اور جنت میں داخلے کے لیے مسلسل کوشش کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہر شخص احمق اور حقیقت سے اندھا ہے۔

دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ (محمد: ۳۶، العنکبوت: ۶۴ الانعام: ۳۲) "یہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے۔"

لَعِبَ: بمعنی کھیلنا۔ تفریح کی خاطر کوئی کام کرنا۔ ایسا کام کرنا جس پر کوئی فائدہ مرتب نہ ہو۔

لَهْوَ، لَهٰی: ہر وہ کام ہوتا ہے جو بامقصد کاموں سے انسان کی توجہ ہٹا دے اور محض دل لگی کا باعث ہو۔ لَهْوٌ میں کھیلنا بھی شامل ہے اور کھیل کو دیکھنا یا تماشا سب شامل ہے۔ دنیا کو لھو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ یہ انسان کی توجہ اصل مقصد یعنی آخرت سے ہٹا دینے (Distraction) کا سبب بنتی ہے۔ کوئی بھی تماشا (مثلاً کرکٹ میچ، فلم، ڈرامہ، سرکس وغیرہ) چونکہ انسان کی توجہ بامقصد کاموں سے ہٹائے رکھتا ہے، اس لیے لَھْوٌ کا ترجمہ تماشا کیا جاتا ہے۔ افسانے پڑھنا، گپ شپ، سیاسی جلسے جلوس، فضول sms، اور ہر بے مقصد کام اس میں شامل ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو وقت اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گزرتا ہے وہی بامقصد اور قیمتی ہے باقی سب کھیل تماشا اور غفلت ہے۔ اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا کمانے، دنیا بنانے اور دنیا کے دوسرے ضروری کاموں میں کم سے کم وقت صرف ہو اور کم سے کم توجہ رہے۔ یہ سب صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے جب انسان اپنی ضروریات (Living) کو گزارے کے لائق رکھے، آرائش وزیبائش اور شان وشوکت سے پرہیز کرے اور اصل توجہ آخرت کی طرف رکھے۔ جب انسان اپنے سے زیادہ مالدار لوگوں پر نظر رکھے گا تو خواہشات جنم لیں گی، قناعت رخصت ہو جائیگی، زیادہ کمائی کے لیے محنت کرے گا، اصل مقصد (آخرت) سے غافل ہوتا چلا جائے گا اور نتیجتاً اس کا قیمتی وقت محض کھیل تماشے میں ہی ضائع ہو کر رہ جائے گا۔ اسی لیے قرآن کریم نے ان لوگوں کو عقل مند قرار دیا ہے جو ہدایت کی پیروی کرتے ہیں۔ (الزمر:۱۸)

دنیاداروں نے دین کو کھیل تماشا بنایا ہوا ہے!

دین اس لیے ہے کہ لوگ دین کے تابع ہو کر زندگی گزاریں، مگر دنیاداروں کی جہالت اور تکبر کی وجہ سے معاملہ الٹ جاتا ہے۔ دین کے تابع ہونے کی بجائے وہ الٹا دین کو اپنے تابع کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ کے کسی حکم کی پیروی یا کسی سنت پر عمل اپنی مرضی اور مصلحت کے تحت کرتے ہیں۔ اپنے پیشے یا کاروبار میں تو بہت تحقیق ومحنت کرتے ہیں تاکہ نفع زیادہ ہو اور نقصان کم سے کم مگر قرآن وسنت کو سمجھنے کے لیے زحمت نہیں اٹھاتے۔ ادھر حج وعمرے بھی ہو رہے ہیں اور ادھر سودی کاروبار بھی۔ رات چار بجے کی فلائٹ ہے تو بڑے اہتمام سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ائر پورٹ پہنچ جاتے ہیں مگر فجر کی نماز کے لیے سو بہانے ہیں۔

دنیا دار لوگ دنیا کمانے اور عیش وعشرت کے لیے دین کی من مانے طریقے سے تشریح کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے عمل کرتے ہیں۔ دین کے احکامات کو خوش دلی کی بجائے بددلی، اکتاہٹ اور ناپسندیدگی سے ادا کرتے ہیں۔ دین کو اپنے اوپر بوجھ محسوس کرتے ہیں اور اپنی عیاشیوں میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ دنیاداروں کا طرز عمل جہالت، تکبر، ہٹ دھرمی، من مانی، سینہ زوری، بدعات، منافقت اور شرک کا ایک مکروہ مرکب سا بن جاتا ہے۔ دین کو کھیل تماشا بنانے کا انجام بہت برا ہے:

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾ (الاعراف ۷:۵۱)

"جنھوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا (لہو ولعب) بنا رکھا تھا اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا تو جس طرح یہ لوگ اس دن (قیامت) کے آنے کو بھولے ہوئے اور ہماری آیتوں سے منکر ہو رہے تھے اسی طرح آج ہم بھی انھیں بھلا دیں گے۔"

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٥﴾ (البقرہ:۸۵) "کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تم میں سے جو بھی ایسا کرے، اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی مار، اور اللہ تمھارے اعمال سے بے خبر نہیں۔"

اللہ تعالیٰ کو مکمل اطاعت چاہیے۔ نامکمل یا جزوی اسلام کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں بلکہ یہ حرکت الٹا اللہ تعالیٰ کے غصے کا سبب بن جاتی ہے۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ (الانعام ۶:۷۰) "اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتے رہیں تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب نہ پھنس جائے۔"

یعنی ایسے سرکش دنیاداروں کو موقع محل کی مناسبت سے قرآن سے نصیحت کرتے رہنا چاہیے۔

دنیا کی زندگی محض فریب ہے

This dunya is mere enjoyment of deception

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران:۱۸۵، الانعام:۷۰-۱۳۰، الاعراف:۵۱ فاطر::۵، الجاثیہ:۳۵) "اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔"

غَرَّ: بمعنی کسی کو غافل پا کر اس سے اپنا مقصد حاصل کرنا۔ فریب دینا، پھانسنا۔ غُرُوْر بمعنی دھوکہ دینا اور غَرُوْر بمعنی دھوکہ دینے والا اور غرور بمعنی ہر وہ وہم جو انسان کو تکلیف سے دوچار کر دے جیسے پیاسے کو سراب۔ یعنی جو جتنا دنیا میں پھنسا ہوا ہے وہ اتنے ہی فریب میں پھنسا ہوا ہے اور اپنا وقت اور زندگی محض سراب کے پیچھے بھاگنے میں ضائع کر رہا ہے۔۔ حرص، لالچ، شان وشوکت، خواہشات، عیش وآرام، فخر وانا، چودھراہٹ اور رسم ورواج وغیرہ سب سراب ہیں جن کے پیچھے اکثریت دوڑ رہی ہے۔ عقل مند اور خوش نصیب ہے وہ شخص جو انتہائی محتاط طریقے سے دنیا کے تمام پرفریب ہنگاموں سے دامن بچا کر آخرت کی تیاری میں لگا ہوا ہے۔

کون دنیا کے فریب میں پھنساتا ہے؟

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (فاطر:۵) "اللہ کا وعدہ سچا ہے (دیکھو) تمھیں دنیا کی زندگی دھوکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز شیطان تمھیں دھوکے میں ڈالے۔"

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ (الحدید: ۱۴) "(دوزخ میں پڑے ہوئے منافق) چلا چلا کر ان (جنتیوں) سے کہیں گے کہ ہم تمھارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کہ ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے اور تمھیں تمھاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔"

شیطان، خواہشات اور جھوٹی آرزوئیں (False desires and expectations)، یہ ہیں وہ تین چیزیں جو انسان کو دنیا کے فریب میں پھنسا کر آخرت سے غافل کرتی ہیں۔

دنیا عارضی فائدے (متاع) کی جگہ

وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾

(الرعد ۱۳:۲۶) "یہ تو دنیا کی زندگی میں مست ہو گئے ہیں۔ حالانکہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک حقیر سا فائدہ ہے۔"

حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کی حیثیت، آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈال کر نکالے، تو دیکھے سمندر کے پانی کے مقابلے میں اس کی انگلی میں کتنا پانی آیا ہے؟ (صحیح مسلم، کتاب الجنہ، باب فنا الدنیا وبیان الحشر یوم القیامہ)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر بکری کے ایک مردہ بچے کے پاس سے ہوا، تو اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ مردہ اپنے مالکوں کے نزدیک اس وقت حقیر تھا جب انھوں نے اسے پھینکا تھا" (صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متاع الدنیا ہے کیا؟ کل سات چیزیں!

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ (آل عمران ۳:۱۴)

"لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔"

ان سات چیزوں میں کوئی بھی چیز نہ تو خود بری ہے اور نہ ہی ان چیزوں کے متعلق فطری محبت بری چیز ہے۔ انھی چیزوں میں رہتے اور استعمال کرتے ہوئے لوگ جنت میں جائیں گے اور انھی چیزوں میں رہتے اور استعمال کرتے ہوئے لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ انسان کا امتحان یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو حاصل کیسے کرتا ہے، استعمال کیسے کرتا ہے اور ان چیزوں کو جمع کس حد تک کرتا ہے۔ انسان ناکام تب ہوتا ہے جب وہ ان چیزوں کی محبت میں آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ ان چیزوں کا اصل مالک کون ہے! انسان کی حماقت یہ ہے کہ وہ ایسی چیزوں کی حرص میں زندگی کھپاتا رہتا ہے، جنھیں چھوڑ کر ایک دن اس نے قبر میں چلے جانا ہے اور جن چیزوں نے آخر کار فنا ہو جانا ہے۔

انسان کی محبت کا محور۔ آٹھ چیزیں

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ ع (التوبہ ۹:۲۴) "آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمھارے باپ (والدین) اور تمھارے لڑکے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تمھارا کنبہ قبیلہ اور تمھارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جن کو پسند کرتے ہو اگر یہ تمھیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ اپنا عذاب لے آئے اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں، جب تک میں اس کو، اس کے والد سے، اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔ (بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان) و (مسلم کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

عاجلہ سے محبت

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۸) "جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سردست دیتے ہیں بالآخر اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔"

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ (القیامہ ۷۵:۲۰-۲۱)

"نہیں نہیں تم جلدی ملنے والی (دنیا) کی محبت رکھتے ہو۔ اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔"

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾

(الدھر ۷۶:۲۷) "بے شک یہ لوگ جلدی ملنے والی دنیا کو چاہتے ہیں۔ اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑ دیتے ہیں۔"

عَجَلَ: کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ جلد بازی کرنا۔ جہاں جلدی نہ کرنا چاہیے وہاں کرنا۔ یہ صفت مذموم ہے۔ (مترادفات ۳۸۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے طالب کو دو نقصان ہوتے ہیں، ایک یہ کہ دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اللہ چاہتا ہے اور پھر ہر کسی کو ملتی بھی نہیں۔ دوسرا بڑا نقصان آخرت کا ہے کہ وہاں آگ کے سوا کچھ بھی اس کے نصیب میں نہ ہوگا۔ یہ سزا درست اس لیے ہے کہ اس نے اللہ کے وعدوں پر یقین ہی نہ کیا۔ اگر یہ اللہ کے وعدوں پر یقین کر لیتا تو دنیا تو پھر بھی اتنی ہی ملنی تھی جتنی نصیب میں تھی اور ساتھ جنت بھی مل جاتی۔

ہمارے جان و مال تو فروخت شدہ ہیں

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ (التوبہ ۹:۱۱۱)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع (Deal) پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے"۔

دنیا یا آخرت؟

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ (الشوریٰ ۴۲:۲۰) "جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے، ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَّشْكُوْرًا﴿۱۹﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۹) "اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے، وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی"۔

دنیا کو ترجیح دینے کا برا انجام

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿۱۶﴾ (ھود ۱۱:۱۵-۱۶) "جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہونا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال کا بدلہ یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انھیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انھوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔"

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ﴿۳﴾ (ابراہیم ۱۴:۳) "جو آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کو پسند رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھ پن پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہی لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں"۔

اس آیت کی تشریح وہی ہے جو "دنیا داروں نے دین کو کھیل تماشا بنایا ہوا ہے" کے تحت گزر چکی ہے۔ یہ لوگ اسلام کی ہدایات کو ایسے بے دھڑک زیر بحث لاتے ہیں جیسے قرآن مجید کوئی فلسفے کی کتاب ہے۔ یہ لوگ اپنی خواہشات اور دوسرے گمراہ لوگوں کے نظریات کے زیادہ قائل ہوتے ہیں، اسی لیے اسلام کو بہت ہلکا پھلکا لیتے ہیں اور انھیں باتوں پر عمل کرتے ہیں جو ان کی مرضی اور مصلحت کے مطابق ہوں۔ خود تو گمراہ ہوتے ہی ہیں یہ دوسرے لوگوں کے ذہنوں میں بھی اسلام کے بارے بحث مباحثہ کر کے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾
(النازعات ۷۹:۳۷-۳۹) "تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہوگی)۔ اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی۔ (اس کا) ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔"

غیر مسلم ممالک کی شہریت حاصل کرنا

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾ (النحل ۱۶:۱۰۶-۱۰۷) "جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انھی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا"۔

اس آیت کا شان نزول جو بھی ہو، ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ دور میں اس آیت کا اطلاق کہاں کہاں ہوسکتا ہے۔ ایک واضح اطلاق امیگریشن اور غیر مسلم ممالک کی شہریت حاصل کرنے پر ہے۔ مسلم ممالک سے بے شمار مسلمان غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ یہ ہجرت اسلام کی سربلندی کے لیے نہیں بلکہ اپنی معاشی حالت اور معیار زندگی بلند کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ تقریباً سب ہی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہاں کی شہریت حاصل کر کے وہیں کے ہو رہیں۔ کافی مسلمان وہاں کی شہریت حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوجاتے ہیں۔ وہاں کی شہریت حاصل کرلینے سے ایک مسلمان ایمان کیسے کھو دیتا ہے؟ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ کسی بھی ملک کی شہریت کے لیے اس ملک کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھانا ہوتا ہے۔ اگر ہم ان حلف ناموں کی عبارت پر ہی غور کرلیں تو بات سمجھنا آسان ہوجائے گی۔ سب سے پہلے برطانیہ کا حلف نامہ ملاحظہ ہو:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حلف نامہ

برطانوی شہریت کے لیے حلف نامہ: عیسائی بننے کا اقرار!

Since February 2004immigrants have been required to swear allegiance to Liz Windsor at before being granted citizenship. Here is the oath.

The United Kingdom's Pledge of Allegiance

1.I pledge allegiance to Her Majesty Elizabeth Windsor, to her family and to the monarchy for which it stands: three Kingdoms under one queen, infinitely stratified, with such liberties as are granted to the people by parliament and such justice as a Judiciary that also makes the laws may allow.

2. I acknowledge that all governmental authority is derived from the Crown and denounce the heresy that is should be derived from the people.

3. Being a catholic/ Hindu/ athesist/ Methodist/ agostic/ Baptist/ Muslim/ Ohter I recognise the supremacy of the Church of England in all spiritual matters and its right to a privileged place in the government of my new country. Furthermore I freely acknowledge my obligation to give financial support tc that Church and recognise the right of its archbishops to sit in the legislature for as long as they hold office in the Church of England and without benefit of election. I acknowledge that the separation of church and state has no place in the traditions of this nation and is therefore of no merit.

4.I renounce for my own part and on behalf my offspring all aspiration to the office of head of state, accept that second class status is the highest which subjects of the monarch may achieve and acknowledge that only members of the Windsor family, being or Protestant European ancestry, are fit to hold that office.

5.I renounce all claims to the status of equal citizen and accept my duty as a subject to defer to those superior in civil rank whether their status be inherited at birth or bestowed by Her Majesty the Queen.

6.I acknowledge that my civil rights are those bestowed by Parliament, which that same Parliament may remove at any time of its choosing. Acknowledging that an unwritten and ill-defined constitution, subject to such interpretation as expediency may require, is the best guarantee of the rights of free Britons, I disclaim any desire for my rights as a citizen or the powers of the state and the limits to those powers, to be set out in writing.

7.I accept my duty to uphold the laws of this nation and will not, therefore, speak or act in such a manner as might advance a republican form of govemment, such being alien to the traditions and contrary to the and contrary to the law of my new land. I renounce all claims to sit in the legislature, serve as a police officer take office as a judge if my beliefs are republican in nature.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شق نمبر1: مسلمان کا اللہ تعالیٰ سے وفاداری کا عہد ان الفاظ میں ہے: "کہیے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔" (الانعام ۶:۱۶۲) اس شق میں وفاداری ملکہ برطانیہ کے لیے خالص کی گئی ہے۔

شق نمبر2: اسلام میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی تسلیم کی جاتی ہے، کیونکہ وہی احکم الحاکمین ہے اس شق میں یہ حاکمیت تاج برطانیہ کے نام ہے۔

شق نمبر3: اس میں عہد لیا گیا ہے کہ تمام روحانی یعنی دینی معاملات میں چرچ آف انگلینڈ یعنی کلیسائی رہنمائی حرف آخر مانی جائے گی۔ یہ شق اپنے دین سے دستبرداری اور عیسائیت اختیار کرنے کا واضح اور کھلا اعلان و اقرار ہے۔ گویا برطانوی شہریت اپنانے سے پہلے عیسائی مذہب اختیار کرنا لازمی امر ہے۔ اس شق میں یہ بھی وعدہ لیا گیا ہے کہ حلف اٹھانے والا چرچ یعنی کلیسا کو مالی امداد دینے کا بھی پابند ہوگا۔ یا دوسرے لفظوں میں عیسائیت کے فروغ یا تبلیغ کے لیے حلف اٹھانے والے کا مال بھی حاضر رہے گا! کہاں اسلام کے لیے جان و مال قربان کر دینے کا عہد اور کہاں اب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال اسلام کے خلاف استعمال کرنے کا اقرار! اب سورہ النحل کی آیات ۱۰۶-۱۰۷ دوبارہ پڑھیں۔ یہ ہے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا برا انجام۔ اس کے برعکس سالانہ تقریباً پانچ ہزار برطانوی انگریز عیسائیت اور عیش کو چھوڑ کر اسلام قبول کر رہے ہیں!

امریکی شہریت کے لیے حلف نامہ

The USA citizenship oath is a declaration that must be taken by all immigrants during a US naturalization ceremony. The citizenship oath is often considered the final stage of the citizenship process, and it usually takes place at the end of a naturalization ceremony. Once the oath is taken, an Immigrant is officially considered a US citizen. The US citizenship oath requires that an immigrant give up all other allegiances and also requires that an immigrant agrees to abide by all US laws as a US citizen. The text of the US citizenship oath is:

1. I hereby declare, on oath, that I absolutely and entirely renounce and abjure all allegiance and fidelity to any foreign prince, potentate, state, or sovereignty of whom or which I have heretofore been a subject or citizen;

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2. that I will support and defend the Constitution and laws of the United States of America against all enemies, foreign and domestic;

2A. that I will bear true faith an alligiance to the same;

3. that I will bear arms on behalf of the United States when required by law;

that I will perform noncombatant service in the Armed Forces of the United States when required by the law;

that I will perform work of national importance under civilian direction when required by the law;

4. and that I take this obligation freely without any mental reservation or purpose of evasion; so help me God."

شق نمبر ۱: یہاں یہ عہد ہے کہ امریکی شہری بننے کے بعد کسی بھی دوسرے ملک کی شہریت اور وفاداری سے مکمل طور پر لاتعلق ہو رہا ہوں۔ لاکھوں پاکستانیوں نے اس عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستانی شہریت بھی سنبھال رکھی ہے۔ بظاہر یہ دونوں ملکوں سے وفاداری کا عہد ہے مگر حقیقت میں دونوں ملکوں سے غداری کا عہد ہے یعنی جہاں دنیوی مفاد خطرے میں ہوگا، دوسرے ملک بھاگ جائیں گے۔ اسی لیے کہتے ہیں دوہری شہریت، دوغلی شخصیت۔ اس دوغلے پن میں بظاہر بڑے دین دار لوگ بھی شامل ہیں۔ مدینہ کے منافقوں کا بھی یہی کردار تھا۔ وہ صرف اپنے دنیوی مفاد کو دیکھتے تھے۔

شق نمبر ۲: A-2 اور 3: اس میں وعدہ کیا جا رہا کہ: "میں امریکہ کے قانون و آئین کی اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے حفاظت کروں گا اور ضرورت کے وقت امریکہ کے لیے ہتھیار بھی اٹھاؤں گا"۔ اب سوال یہ ہے کہ امریکہ کے دشمن کون ہیں؟ 1990 سے لیکر اب تک، امریکہ نے عراق اور افغانستان میں لاکھوں مسلمانوں کا ناحق خون بہایا ہے اور مسلمانوں کے خلاف اعلانیہ صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ تو کیا ایک مسلمان، امریکی شہری بننے کے بعد مسلمانوں ہی کے خلاف ہتھیار اٹھانے کا عہد کر رہا ہے؟ اب یہ عیسائی ہے یا مسلمان؟

برطانیہ والے حلف میں عیسائیت اختیار کرنے کا واضح اعلان تھا تو یہاں امریکی شہریت میں بھی اسلام دشمنی کا اعلان ہے، ذرا مختلف طریقے سے۔ وہاں عیسائیت کے فروغ کے لیے مال خرچ کرنے کا عہد ہے تو یہاں عیسائیت کے دفاع کے لیے ہتھیار اٹھانے کا وعدہ۔ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امریکی شہریت نہیں بلکہ دوہری منافقت کا سرٹیفکیٹ ہے۔ جی ہاں!

شق نمبر ۴: یہ کہ "میں آزادانہ، بغیر کسی ذہنی دباؤ کے یعنی پورے ہوش وحواس سے یہ حلف اٹھا رہا ہوں"۔ اب سورہ النحل کی آیت نمبر ۱۰۶ دوبارہ پڑھیں: "مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انھی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔"

آج 23 اگست 2013 کو جب میں یہ سطور لکھ رہا تھا تو نیویارک سے ایک خاتون کالم نگار، نوائے وقت میں اپنے کالم، "سوٹ کیس کی سیاست" میں لکھتی ہیں: "پاکستان کے ساتھ قلبی وابستگی قدرتی امر ہے لیکن کیوں کر ممکن ہے کہ انسان دو ملکوں کے ساتھ "سیاسی و عسکری میدان" میں وفاداری کا حق ادا کر سکے؟ امریکہ کی فوج میں بھی بھرتی ہو جائے اور پاکستان کے لیے بھی نرم گوشہ رکھے؟ پاکستان کے ساتھ وفاداری اور محبت فطری جذبہ ہے جبکہ امریکہ کے پرچم تلے بھی وفاداری کا حلف اٹھا رکھا ہے۔ پاکستان ماں ہے جس نے پال پوس کر اس قابل بنایا کہ غیر ملک میں باعزت روزگار کمایا جا سکے جبکہ امریکہ باپ کی طرح ہے جو تارکین وطن کو روزگار اور ضروریات زندگی مہیا کرتا ہے۔ کوئی شخص اپنے ماں باپ کے ساتھ غداری اور بے وفائی نہیں کر سکتا۔ وفاداری کا تقاضہ ہے کہ جس تھالی میں کھاؤ اس میں چھید نہ کرو اور اس ملک کے قوانین وضوابط کے مطابق زندگی گزارو"۔

دوہری شہریت کی حامل اس خاتون نے کالم کے شروع میں لکھا کہ: "سیاسی و عسکری میدان میں دونوں ملکوں سے وفاداری ممکن نہیں" اور آخر میں لکھا کہ: جس تھالی میں کھاؤ اس میں چھید نہ کرو، اور یہ بھی لکھا کہ امریکہ اس کا باپ ہے جو اسے اس وقت "باعزت" روزگار مہیا کر رہا ہے۔ اب اس دوغلی شخصیت کے دل کی بے چینی پورے کالم میں عیاں ہے۔ لیکن آخر میں اس نے امریکہ سے دلی وفاداری کا اظہار کر کے اپنی منافقت پر مہر لگا دی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے بھی بہتر روزگار کے لیے روم یا ایران جا کر ان کی وفاداری کا حلف نہیں اٹھایا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخر میں کینیڈا کا حلف نامہ درج کیا جارہا ہے۔

کینیڈا کی شہریت کے لیے حلف نامہ

کینیڈا کے امیگریشن وزیر جیسن کینی (Jason kenney) نے اعلان کیا تھا کہ کسی بھی مسلمان خاتون کو حلف نامہ پڑھنے سے پہلے اپنا چہرہ ننگا کرنا پڑے گا اور چہرے پر پردہ ہونے کی صورت میں حلف موخّر کر دیا جائے گا۔ ایسی خواتین کو صرف ایک چانس اور دیا جاتا ہے کہ وہ دوسری اور آخری بار اپنا ذہن بنا کر آئیں کہ اگر وہ کینیڈین شہری بننا چاہتی ہیں تو پھر اپنا نقاب اتار کر آئیں۔

The Citizenship Oath Is As Follow

OATH OF CITIZENSHIP

I swear (or affirm) that I will be faithful and bear true allegiance to Her Majesty Queen Elizabeth the Second, Queen of Canada, Her Heirs and Sussessors, and that I will faithfully observe the laws of Canada and fulfil my duties as a Canadian citizen.

یہاں بھی ایک اہم نکتہ تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کا حلف ہے۔ حلف کی تقریب کے اختتام پر سب مل کر کینیڈا کا ترانہ پڑھتے ہیں:

Official English	Translation: Bilingual Version (unofficial)
O Canada!	O Canada!
Our home and native land!	Land of our forefathers,
True patriot love in all thy sons command.	The brow is wreathed with a glorious garland of flowers.
With glowing hearts we see thee rise,	As is thy arm ready to wield the sword,
The True North strong and free!	So also is it read to carry the cross.
From far and wide,	Thy history is an epic of the most brilliant exploits.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

O Canada, we stand on guard for thee.	Thy valour steeped in faith will protect our homes and our rights.
God Keep our land glorious and free!	Will protect our homes and our rights.
O Canada, we stand on guard for thee.	Will protect our homes and our rights.
O Canada, we stand on guard for thee.	

قومی ترانے کے آخر میں تین دفعہ یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ "اے کینیڈا ہم تمھاری حفاظت کے لیے مستعد ہیں یا کھڑے ہیں" یہ وہیات ہے جو امریکی حلف میں تھی بس الفاظ مختلف ہیں۔ مطلب ہے کہ اگر کینیڈا کی حفاظت میں ہتھیار بھی اٹھانے پڑے تو اٹھائیں گے۔ انگریزی اور فرانسیسی میں پڑھا جانے والا دوسرا ترانہ بھی ہے جو کہ لازمی نہیں۔ اس ترانے میں صلیب (Cross) اٹھانے کا ذکر ہے۔ صلیب اٹھانا یا عیسائیت کو قبول کرنا ایک ہی بات ہے۔ برطانیہ میں یہ اظہار کھلے الفاظ میں تھا یہاں ذرا بالواسطہ (Indirect) طریقے سے ہے۔ سب حلف ناموں کا نتیجہ ایک ہی ہے۔

دوہری شہریت کے حصول کی وجہ

پاکستانیوں میں یہ خیال بہت تقویت پکڑ گیا ہے کہ پاکستان کے علاوہ کسی ایک اور ملک کی شہریت بھی ہونی چاہیے۔ ان لوگوں کے دو طرح کے گروہ ہیں: ایک گروہ، جو زیادہ تر امیر طبقے کا ہے، کا خیال ہے کہ اگر کسی وقت پاکستان کے حالات زیادہ خراب ہو گئے اور کہیں بھاگنا پڑے، تو کوئی دوسرا ٹھکانہ موجود ہونا چاہیے۔ یہ امیر لوگ بہتر معاش کے لیے نہیں بلکہ اپنی اور اپنی اولاد کی جان کو خطرات سے بچانے کے لیے وہاں بھاگنا چاہتے ہیں۔ کیا انھوں نے کبھی قرآن پر غور نہیں کیا؟

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ق ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ط (البقرہ ۲:۲۴۳) "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں میں تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے تو اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے انھیں حکم دیا کہ مرجاؤ۔ پھران کوزندہ کردیا۔"

مزیدغورکریں:

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ (الحدید ۲۲:۵) "کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمھاری جانوں میں مگر وہ ایک خاص کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں"۔

یعنی انسان کے نصیب میں جو بھی مصیبت لکھی ہوتی ہے اور جہاں جس وقت موت لکھی ہوتی ہے وہ آکر رہے گی خواہ انسان امریکہ میں موجود ہے یا یورپ میں۔ بھاگنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

دوسرا گروہ زیادہ تر غریب طبقے کا ہے۔ یہ لوگ اپنی معاشی حالت بہتر بنانے کے لیے باہر کے ملکوں کا رخ کرتے ہیں۔ دونوں گروہ ان ملکوں کی آزاد زندگی میں بھی کشش محسوس کرتے ہیں جہاں خواہشات کی بندگی آسان ہوجاتی ہے۔ کیا کبھی ان لوگوں نے غور بھی کیا کہ ان ملکوں کی شہریت کے بدلے وہ ایمان سے محروم ہوچکے ہوتے ہیں۔ حلف ناموں کو پھر پڑھ لیں۔

دوہری شہریت۔ صلح حدیبیہ کی روشنی میں

صلح حدیبیہ کی کل چار شقیں تھی جن میں سے ایک یہ شق تھی:

"قریش کا جو آدمی اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر یعنی بھاگ کر محمد کے پاس مدینہ جائے گا محمد اسے واپس کردیں گے۔ لیکن محمد کے ساتھیوں میں سے جو شخص پناہ کی غرض سے بھاگ کر قریش کے پاس جائے گا قریش اسے واپس نہ کریں گے"۔

بظاہر یہ ایک ذلت آمیز شق معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت میں یہ بڑی پرحکمت شق ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر کوئی مسلمان معاشی تنگی، مدینہ کی تکلیف دہ زندگی سے بچنے کی غرض سے یا اپنی یا اپنے خاندان کی جان کو محفوظ بنانے کی غرض سے کفار میں آکے رہنا پسند کرتا ہے تو پھر اسلامی ریاست کو ایسے شخص کی ضرورت ہی نہ تھی۔ ایسے شخص کے نکل جانے سے اسلامی ریاست زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خالص اور مضبوط ہو جاتی ہے اسلام کو تو ایسے انسان چاہیے ہیں جو اسلام پر استقامت اور اسلام کو سربلند کرنے کی خاطر ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ جو لوگ ذاتی فائدے کی خاطر کفار کی پناہ میں چلے جاتے ہیں، ان کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں، کفار کے دفاع میں ہتھیار اٹھانے کا عہد کرتے ہیں، ان کا اسلام سے کیا تعلق باقی رہ جاتا ہے؟ صلح حدیبیہ کی اس شق کی روشنی میں ان سب کی پاکستانی شہریت منسوخ کر دینی چاہیے۔

صرف دنیا چاہنے والے

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ (البقرہ ۲:۲۰۰) "بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں بھی کوئی حصہ نہیں"۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨﴾ (یونس ۱۰:۷-۸) "جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔"

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ (ھود ۱۱:۱۵-۱۶) "جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انھیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انھوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ اعمال وہ کرتے تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ (الشوریٰ ۴۲:۲۰) "جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے، ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

دنیا کی مصروفیت اور نمازوں کا ضیاع

انسان اپنے وقت کو کھینچ کھینچ کر کہاں کہاں پورا کر سکتا ہے؟ وقت کی تنگی کا اثر نمازوں میں نظر آنا شروع ہوتا ہے اور پھر دنیا میں اتنا مگن ہو جاتا ہے کہ نمازیں ضائع ہونا شروع ہو جاتی ہیں خصوصاً فجر کی نماز:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ (مریم ۱۹:۵۹) "پھر ان کے بعد ایسے اطاعت نہ کرنے والے پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔"

اس آیت سے اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ یہاں جن خواہش پرستوں اور دنیا داروں کی بات چل رہی ہے وہ مسلمانوں کی ہی بات ہو رہی ہے ورنہ کافروں کا نمازوں سے کیا تعلق؟ نماز کو ضائع کرنے سے مراد یا تو بالکل نماز کا ترک ہے جو کفر ہے یا ان کے اوقات کو ضائع کرنا ہے یعنی وقت پر نماز نہ پڑھنا، جب جی چاہا نماز پڑھ لی، یا بلا عذر اکٹھی کر کے پڑھنا یا کبھی دو، کبھی چار، کبھی ایک اور کبھی پانچوں نمازیں۔ یہ تمام صورتیں نماز کو ضائع کرنے کی ہیں جس کا مرتکب سخت گنہگار اور اس آیت میں بیان کردہ وعید کا سزاوار ہو سکتا ہے۔ غیا کے معنی ہلاکت، انجام بد کے ہیں یا جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔

پیسے کا جنون

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ (التکاثر ۱۰۲:۱-۲) "تمھیں کثرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(کی ہوس) نے غافل کر رکھا ہے۔ یہاں تک تم قبروں میں جا پہنچتے ہو"۔

اَلْهٰكُمُ: لھو کا معنی عموماً کھیل تماشا لیا جاتا ہے۔ لیکن اصل میں لھو ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کی توجہ کو اصل مقصد سے یا کسی اہم چیز سے ہٹائے رکھے اور اَلْھٰی کے معنی ہیں کسی گھٹیا کام میں مشغول رہ کر اس سے اہم تر کام سے خیال ہٹا دینا۔ گویا اَلْھٰی میں توجہ ہٹا دینے کا سبب غفلت یا بھول نہیں ہوتی بلکہ دوسرے فضول کام ہوتے ہیں۔

تکاثر: یہ لفظ تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے: (۱) آدمی کوئی چیز زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ (۲) لوگ کسی چیز کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کریں (۳) وہ ایک دوسرے پر فخر جتلائیں کہ دوسرے کے مقابلے میں انھیں فلاں چیز کثرت سے حاصل ہے۔ رہی یہ بات کہ کثرت کس چیز کی ہو؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو انسان کے نفس کو مرغوب ہو، وہ اسے زیادہ سے زیادہ تعداد یا مقدار میں حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے (یہ وہی سات چیزیں ہیں جن کا ذکر آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۔ "متاع الدنیا کیا ہے"؟۔ کے تحت لکھا جا چکا ہے)۔ ان سب چیزوں کی بنیاد چونکہ پیسہ ہے، اس لیے انسان سارا زور زیادہ سے زیادہ پیسہ اکٹھا کرنے میں لگا دیتا ہے۔ اور اس پیسے کے حصول میں انسان اتنا مگن رہتا ہے کہ اصل مقصد سے اس کی توجہ ہٹی رہتی ہے اور وہ اصل مقصد آخرت کی تیاری ہے۔ (تیسیر القرآن ج ۴ ص ۶۸۵۔ معمولی تبدیلی کے ساتھ)۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ (الاعلیٰ ۸۷: ۱۴-۱۷) "بے شک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا۔ اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔ لیکن تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ اور آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔"

انسان کی سرکشی کی جڑ۔ مال

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ (العلق ۹۶: ۶-۷) "مگر انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکش ہوجاتا ہے۔ جب اپنے آپ کو غنی (بے نیاز) دیکھتا ہے"۔

یہ انسان کی عمومی خصلت ہے کہ انسان پر جب خوشحالی کا دور آتا ہے، پیسہ بہت ہوتا ہے، پیٹ بھر کر کھانے کو ملتا ہے تو پھر اس کے مزاج میں سرکشی آجاتی ہے۔ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا حتیٰ کہ وہ ان نعمتوں کی بارش کرنے والے خالق و مالک و رازق کو بھی بھول جاتا ہے۔ یہ دور انسان کے سخت امتحان کا دور ہوتا ہے مگر کثرت کی ہوس اسے غافل رکھتی ہے۔ اس غفلت میں مست انسان کو جھنجھوڑنے کے لیے اللہ تعالیٰ کبھی کبھی بیماری، اولاد کی تکلیف یا کسی نقصان و مصیبت کی شکل میں تنبیہ کرتا رہتا ہے۔ مگر افسوس! اکثریت اسی غفلت اور مدہوشی میں ہی قبر تک جا پہنچتی ہے۔ اس لیے سورہ العلق کی اگلی آیت یوں ہے:

اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۝ (العلق ۸) "یقیناً (تجھے) اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے"۔

مگر لوگوں کے پاس ان آیات میں غور و فکر کے لیے وقت ہی کہاں ہے کیونکہ سارا وقت تو انھوں نے مال کمانے میں صرف کرنا ہوتا ہے، Time is Money

ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ ہمیں سیرت مبارکہ کا محبت اور شوق سے مسلسل مطالعہ کرتے رہنا چاہئے۔ موقع کی نسبت سے چند منتخب احادیث مبارکہ لکھے دیتا ہوں کیونکہ اسلام کا گلدستہ تو قرآن و سنت کے مجموعے سے ہی مکمل ہوتا ہے۔

صحت و فراغت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تندرستی اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی لوگ قدر نہیں کرتے بلکہ اکثر نقصان اٹھاتے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۲۰۹۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا: "دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی پردیسی یا مسافر گزارہ کرتا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جب شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح ہو تو شام کے منتظر نہ رہو بلکہ تندرستی میں اپنی بیماری کا توشہ اور زندگی میں اپنی موت کا سامان تیار کرو۔ (صحیح بخاری: ۶۴۱۶، ابن حبان: ۲۹۸)

فتنہ مال سے ڈرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: "اگر ابن آدم کو دو وادیاں مال سے بھری ہوئی مل جائیں تو یہ تیسری وادی کی تلاش میں سرگرداں ہوگا اور ابن آدم کا پیٹ تو مٹی ہی بھرے گی لیکن جو اللہ کی طرف جھکتا ہے اللہ بھی اس پر مہربان ہو جاتا ہے"۔ (مسلم ۲۴۱۸، صحیح بخاری: ۶۴۳۶)

حرص وہوس (تکاثر) کا علاج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی نظر ایسے شخص پر پڑے جو مال و جمال میں اس سے بڑھ کر ہو تو اسے ان لوگوں کو بھی دیکھنا چاہیے جو ان باتوں میں اس سے بھی کم ہوں۔ (صحیح بخاری: ۲۱۱۲)

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص دنیوی لحاظ سے اپنے کم تر کو دیکھ کر اللہ کا شکر کرتا ہے اور دینی لحاظ سے اپنے سے بہتر کو دیکھ کر اس کی پیروی کرتا ہے اسے اللہ کے ہاں صابر وشاکر لکھا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۲۳)

حسب ضرورت رزق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دُعا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے: اے اللہ! آل محمد ﷺ کو حسب ضرورت رزق عطا فرما۔ (صحیح بخاری: ۶۴۶۰)

زہد (دنیا کا لالچ نہ کرنے) کی فضیلت

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں وہ عمل کروں، اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کا لالچ نہ کر، اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور جو لوگوں کے پاس ہے، اس کا بھی لالچ نہ کر لوگ بھی تجھ سے محبت کریں گے۔ (الصحیحۃ ۹۴۴، ابن ماجہ: ۴۱۰۲، حاکم: ۴/ ۳۱۳)

دنیا۔ ایک عارضی چمک دمک

Fashion and Design: Pomp and Glitter: Passing Adornment

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ (الکہف ۱۸: ۴۶) "مال اور اولاد تو محض دنیا کی زینت ہے، اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور اچھی امیدیں لگانے کے لحاظ سے بھی"۔

قرآن کریم نے کئی مقامات پر دنیا کی زندگی کو محض زینت قرار دیا ہے۔ زینت بمعنی سجانا، آرائش کرنا، خوبصورت بنانا، انگریزی میں اس لفظ کے لیے اوپر میں نے پانچ الفاظ لکھے ہیں۔ اس کا اصل ترجمہ adornment ہے مگر میں نے فیشن پہلے لکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس وقت فیشن ایک بڑا بت ہے جس کی سب سے زیادہ پوجا ہو رہی ہے۔ زینت ہمیشہ عارضی ہوتی ہے، چاہے کیسی بھی ہو، جتنی بھی مہنگی ہو اور کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو۔

سن ۲۰۰۵ء کی بات ہے، سعودی عرب کے صوبہ القسیم میں الرس نامی شہر میں ایک نئے ہسپتال کے افتتاح کے لیے ولی عہد پرنس سلطان بن عبدالعزیز تشریف لائے تھے۔ ہسپتال کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمر جنسی کے قریب ہیلی کاپٹر اترنے کی جگہ پر ایک عارضی خیمہ بنایا گیا۔ یہ خیمہ بے شمار ورکروں نے صرف دو دن اور دو رات میں تعمیر کیا تھا اور اس پر، اس وقت، تقریباً پانچ لاکھ ریال لاگت آئی تھی۔ خیمہ کیا تھا ایک چھوٹا سا محل تعمیر ہو گیا۔ ہر وہ آرائش اور آسائش کی چیز مہیا کی گئی جس کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ولی عہد آئے، ہسپتال کا افتتاح کیا، خیمے میں قہوہ پیا اور بس تھوڑی دیر بعد چلے گئے۔ کارکنوں نے اسی رات خیمے کو ادھیڑنا شروع کر دیا اور اگلے دو دن میں وہ جگہ ایسے تھی جیسے یہاں کچھ ہوا ہی نہیں! یہ سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہوا تھا کیوں کہ ایک تو میں اسی ہسپتال میں کام کر رہا تھا اور دوسرا میرا گھر خیمے کے قریب ہی تھا۔

یہ دنیا بھی اللہ تعالیٰ نے ایک عارضی خیمہ بنایا ہے۔ یہ سب کچھ تھوڑی مدت کے لیے ہے۔ پھر کیا ہوگا؟

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ (الکہف ۱۸:۸) "اس پر جو کچھ ہے ہم اسے ایک ہموار صاف میدان کر ڈالنے والے ہیں۔"

انسان کا کام یہ ہے کہ وہ اس خیمے کو خیمہ ہی سمجھے، اسے مسافر خانہ سمجھے، وہ یہاں اجنبی ہے، اپنے اصل گھر لوٹنے کی تیاری میں رہے اور اپنی قیمتی زندگی کو اس خیمے کی رنگینیوں میں ہی ضائع نہ کر دے۔

تجوریاں اور خزانے Deposits and Treasures

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (التوبہ ۹:۳۴-۳۵) "اے ایمان والو! اکثر علماء اور عابد، لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیے۔" "جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔"

الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ ۖ﴿۴﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۭ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿۷﴾ (الھمزہ ۱۰۴: ۲-۷) "جو مال جمع کرتا جائے اور گنتا جائے، وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔ ہرگز نہیں یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تجھے کیا معلوم ایسی آگ کیا ہوگی؟ وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی۔ جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی۔"

کون سا خزانہ اچھا ہے؟

وَلَىِٕنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (آل عمران: ۱۵۷) "اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے جاؤ یا اپنی موت مرو تو بے شک اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت اس سے بہتر ہے جسے یہ جمع کر رہے ہیں۔"

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ (یونس ۱۰: ۵۷-۵۸) "اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے اور راہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔ آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔ وہ اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔"

کسی شخص کی پچاس کروڑ کی لاٹری نکل آئے تو جو خوشی اس کو محسوس ہوگی وہ ہر دیکھنے والے کو نظر آئے گی۔ یا کسی شخص کو اتنی ہی رقم انعام کے طور پر عطا کی جائے تو وہ اس بات کو اپنے لیے باعث فخر سمجھے گا۔ یا کسی کے بینک اکاؤنٹ میں پچاس ارب ڈالر جمع ہوں اور اس کو دنیا کا امیر ترین شخص مان لیا جائے تو ساری دنیا کا میڈیا اس کو سر پر اٹھا لے گا۔

یہ ساری باتیں اپنی جگہ مگر اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ اصل اور حقیقی انعام اور خزانہ قرآن کریم اور اللہ کی رحمت ہے۔ تو جو شخص قرآن کریم کو اصل خزانہ نہیں سمجھتا، قرآن کی نعمت کی قدر نہیں کرتا، اس نعمت پر خوش نہیں ہوتا، قرآن سے محبت نہیں کرتا، چاہت اور لگن سے قرآن میں غور وفکر نہیں کرتا، اس سے اعراض کرتا ہے، اسے نظر انداز کرتا ہے، اسے رہنما نہیں بناتا، تو یہ شخص چاہے دنیا کا امیر ترین شخص ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ اللہ کی قسم!۔۔۔ یہ شخص مفلس ہے ناکام ونامراد ہے، بے نصیب اور ہر خیر سے محروم ہے، بے یار ومددگار ہے اور اس کو پتہ ہی نہیں کہ دل کا سکون اور قرار کیا چیز ہے۔ اس کی موت کے وقت پٹائی ہوگی، قبر سے اندھا اٹھایا جائے گا اور صرف ایک گھونٹ پانی کے لیے ترسے گا۔ کون سا خزانہ اچھا ہے؟

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ (الزخرف ۴۳:۳۲) "کیا یہ لوگ تیرے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں۔ ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا ہے اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمھارے رب کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔"

مال ودولت اور بربادی

"اور موسیٰ نے عرض کیا اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیئے۔ اے ہمارے رب! (اسی واسطے دیے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں۔ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں" (یونس ۱۰:۸۸)

"اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں تو وہ بدکرداریاں کرنے لگتے ہیں تو ان پر (عذاب کی) بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں" (بنی اسرائیل ۱۷:۱۶)

یہاں ایک اصول بیان فرمایا گیا ہے کہ سب سے پہلے خوشحال لوگوں میں عیاشیاں اور نافرمانیاں عروج پاتی ہیں۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی اسی راہ پر ہو لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ معاشرے میں نافرمانیاں عام ہو جاتی ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا حرکت میں آتا ہے۔ مثلاً آئے دن فیشن کی تبدیلی امیر لوگوں سے شروع ہوتی ہے اور وبا کی طرح معاشرے میں پھیل جاتی ہے۔ لوگوں کے اربوں روپے کے کپڑے اچانک ہی آؤٹ آف دی فیشن ہو کر ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ اسراف اور فضول خرچیاں کبیرہ گناہ ہیں۔ بالوں کے سٹائل، جوتوں کے ڈیزائن، نت نئے رسم و رواج اور دوسری خرافات سے معاشرہ اٹا پڑا ہے۔ نافرمانیوں کی اس وبا میں بظاہر "دین دار" لوگ بھی پوری طرح ملوث رہتے ہیں اور مزے لیتے ہیں۔ امت مسلمہ عمومی طور پر اور پاکستان خصوصی طور پر عذابوں کی زد میں ہے۔ جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں، مصر، شام، عراق، افغانستان، فلسطین، یمن، پاکستان اور دوسرے کئی خطوں میں موت بارش کی طرح برس رہی ہے یہ سب اس آیت مبارکہ کی عملی تفسیر ہے۔

مال داروں کی عقل۔ مال تک

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ ۲:۲۴۷) "اور انھیں ان کے نبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمھارا بادشاہ بنایا ہے تو کہنے لگے بھلا اس کی ہم پر حکومت کیسے ہوسکتی ہے؟ بادشاہت کے زیادہ حقدار تو ہم ہیں، اس (طالوت) کو مالی کشادگی نہیں دی گئی۔ نبی نے فرمایا سنو، اللہ نے اسی کو تم پر برگزیدہ کیا اور اسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے۔ اللہ کشادگی والا اور علم والا ہے"۔

یعنی یہ ہر مسئلے کا حل مال میں تلاش کرتے ہیں، ہر بات کو مال کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے نزدیک قیادت کا معیار بھی مال ہی ہے!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝ (البلد ۹۰:۴-۷) "یقیناً ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔ کیا یہ گمان کرتا ہے کہ یہ کسی کے بس میں نہیں؟ کہتا ہے: میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا۔ کیا وہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا"

مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا میں عیش و آرام یا عیاشی کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ ایک انتہائی سنجیدہ مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے اس مقصد کو درست طور پر سمجھ لیا تھا اور پھر پورے خلوص مگر سخت محنت سے اس مقصد کو حاصل کیا۔ اللہ کے دین کو اپنے وجود پر نافذ کیا اور دین کو دنیا میں سربلند کیا۔ انسانوں کی اکثریت، خصوصاً امیر لوگوں نے دنیا کو خواہشات و رسم و رواج کو پورا کرنے اور عیاشیوں کی جگہ سمجھا ہوا ہے۔ بڑے فخر سے مال اڑانے کی شیخیاں بگھارتے ہیں۔ انسان کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ مال کا مالک نہیں بلکہ محافظ ہے۔ اس کی ہر وقت سخت نگرانی ہو رہی ہے اور ہر عمل کا ریکارڈ بن رہا ہے۔ اس کا سخت حساب ہونے والا ہے کہ مال کہاں سے کمایا تھا اور کہاں کن مقاصد کے لیے خرچ کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیاداروں کا علم۔ دنیا تک

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ (النجم ۵۳:۲۹-۳۰) "تو آپ ان سے منہ موڑ لیں جو ہماری یاد سے منہ موڑ لے اور جن کا ارادہ بجز دنیا کی زندگی کے اور کچھ نہ ہو۔ یہی ان کے علم کی انتہا ہے۔ آپ کا رب اس سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ اور وہ خوب واقف ہے اس سے بھی جو راہ یافتہ ہے"

یہاں دنیادار کی تعریف بھی سامنے آ گئی۔ اس کے دو جز ہیں۔ ایک یہ کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے منہ موڑتے ہیں۔ یہاں الفاظ ہیں: من تولّی بمعنی منہ پھیرنا، دور ہونا، چھوڑ دینا، اعراض کرنا، پرے پرے رہنا۔ جب اذان ہوتی ہے تو ایک کلمہ گو انسان مسجد کا رخ نہیں کرتا تو وہ دراصل اللہ کی یاد کو چھوڑے ہوئے ہے۔ یعنی انسان کا طرز عمل ایسا بن جاتا ہے کہ اسکو اللہ کے ذکر سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔

اس آیت میں دنیادار کی دوسری تعریف یہ ہے کہ ان کا دن دنیا کی سوچ اور محنت سے شروع ہو کر دنیا کی سوچ اور محنت پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ بس ہر وقت مال اکٹھا کرنے کی فکر ذہن پر سوار رہتی ہے اور دنیوی مفادات ہی عزیز رہتے ہیں۔ اور یہی دنیاوی مصروفیت انکو قرآن، نماز اور اللہ کی یاد سے غافل کیے رکھتی ہے۔

مال و دولت کی فراوانی۔۔۔ پھر اچانک پکڑ

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام ۶:۴۴-۴۵) "پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔ پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نافرمانیوں کے باوجود کسی کو اس کی خواہشات کے مطابق دنیا دے رہا ہے تو یہ ڈھیل دینا ہے (مسند احمد، جلد ۴، ۱۴۵)۔ قرآن پاک کی اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیوی ترقی اور خوشحالی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ جس فرد یا قوم کو یہ حاصل ہو تو وہ اللہ کی چہیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہے جیسا کہ بعض ایسا سمجھتے ہیں۔

بدحالی کی جگہ خوشحالی۔۔۔ پھر اچانک پکڑ

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (الاعراف ۷:۹۵)

"پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوش حالی میں بدل دی، یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی اور کہنے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئی تھی تو ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا اور ان کو خبر بھی نہ تھی۔"

یعنی دنیا دار اور عیش پرست لوگ اس تنگی و خوشحالی کو بس لیل و نہار کی گردش ہی سمجھتے ہیں اور اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کے ارادوں اور حکمت کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں پھر اچانک عذاب میں دھر لیے جاتے ہیں!

اللہ کی نظر میں کامیاب تجارت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑪ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑫ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑬ (الصّف ۶۱: ۱۰-۱۳) "اے ایمان والو! کیا میں تمھیں وہ تجارت بتلا دوں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اور تمھیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور تمھیں ایک دوسری (نعمت) بھی دے گا جسے تم پسند کرتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح یابی ہے، ایمان والوں کو خوش خبری دے دو۔

اللہ کی نظر میں قیمتی چیزیں۔۔۔علم وحکمت

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ㉒ (یوسف ۲۲) "اور جب (یوسف علیہ السلام) پختگی کی عمر کو پہنچ گئے ہم نے اسے حکمت وعلم سے نوازا، ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔"

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ⑭ (القصص ۲۸: ۱۴) اور جب (موسیٰ علیہ السلام) جوانی کو پہنچ گئے اور پورے توانا ہو گئے ہم نے انھیں حکمت وعلم عطا فرمایا۔ نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ (لقمٰن ۳۱: ۱۲) اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت دی تھی کہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر۔۔۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ⑳ (صٓ ۳۸: ۲۰) اور ہم نے (داؤد علیہ السلام) کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور اسے حکمت دی تھی اور بات کا فیصلہ کرنا۔

نماز میں جب بھی سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے تو پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلا۔ انبیاء، صدیقین، صالحین اور شہدا اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے انعام یافتہ لوگ ہیں (النساء:۶۹)۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو انعام میں کیا دیا تھا اور کس کارنامے پر انعام دیا تھا؟ اوپر میں نے چار انعام یافتہ انسانوں کے نام لکھے ہیں: تین نبی تھے (یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام) اور لقمٰن کے بارے میں معلوم نہیں کے وہ نبی تھے یا صرف ایک صالح انسان۔ ان چاروں کو جو انعام دیا گیا وہ حکمت وعلم تھا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ انعام ان سب کی نیکوکاری کی وجہ سے دیا گیا تھا۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (البقرہ ۲:۲۶۹) "وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت سے نوازا گیا تو اسے بہت بڑی خیر سے نواز دیا گیا اور ان باتوں سے صرف عقلمند لوگ ہی سبق حاصل کرتے ہیں"۔

حکمت کا لغوی مفہوم کسی کام کو ٹھیک طور پر سرانجام دینے کا طریقہ کار ہے۔ یعنی کسی حکم کی تعمیل میں صحیح بصیرت اور بروقت قوت فیصلہ ہے (تیسیر القران ۱/ ۱۹۹)۔ حکیمانہ فیصلے اور کام، مناسب (Rational)، مثبت (Positive) اور نتیجہ خیز (Productive) ہوتے ہیں۔ ایسا شخص اپنی خواہشات، شیطان اور بے علم لوگوں کی پیروی سے بچا لیا جاتا ہے۔

علم وحکمت کی طاقت وافادیت

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۭ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ (الکہف ۱۸:۶۴-۶۵) "(موسیٰ علیہ السلام نے) کہا یہی تھا جس کی تلاش میں ہم تھے چنانچہ وہیں سے اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈتے ہوئے واپس لوٹے۔ پس ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا، جسے ہم نے اپنے پاس سے خاص رحمت عطا کر رکھی تھی او اسے اپنے پاس سے خاص علم سکھا رکھا تھا"۔

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۡ (النمل ۲۷:۳۸-۴۰) ”(سلیمان علیہ السلام نے) فرمایا اے سردارو! تم میں سے کوئی ہے جو ان (ملکہ سبا) کے مسلمان ہو کر پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لا دے۔ ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں، اس سے پہلے ہی پہلے میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں، یقین مانئے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ جب (سلیمان علیہ السلام نے) اسے اپنے پاس موجود پایا تو فرمانے لگے یہی میرے رب کا فضل ہے“۔

جنوں کی طاقت اور رفتار سے ہر کوئی واقف ہے۔ تخت لانے کے لیے سب سے قوی جن نے بھی چند منٹ مانگے تھے۔ مگر مجلس میں موجود ایک صاحب علم نے پلک جھپکنے سے بھی پہلے تخت لا حاضر کیا۔ امریکہ دنیا کا امیر ترین ملک ہے۔ کیا اس کے پاس کوئی ایسی ٹیکنالوجی ہے کہ پلک جھپکتے ہی پاکستان کے ایٹم بم امریکی صدر کے قدموں میں ڈھیر ہو جائیں؟

اسامہ بن لادن کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہی امریکہ کو دس سال لگ گئے تھے۔ امریکی صدر اوباما کو ایک دفعہ ایک مکھی نے ہی نچا مارا تھا اور وہ مکھی کو نہ پکڑ سکا (وہ تصویر میری فائل میں موجود ہے):

فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۠ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ (القصص ۲۸:۷۹-۸۱) ”پس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قارون بڑے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا، تو دنیاوی زندگی کے چاہنے والے کہنے لگے کاش کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے، یہ تو بڑی قسمت والا ہے۔ مگر جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے کہ افسوس! جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اس کے لیے اللہ کے ہاں جو ثواب ہے وہ (اس سے) بہتر ہے، اور وہ ثواب صبر کرنے والوں کو ہی ملے گا۔ ہم نے قارون کو اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا۔"

آپ ذرا غور کریں کہ موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام، ملکہ سبا کے تخت اور قارون کے واقعات میں جن صاحب علم لوگوں کا قرآن نے حوالہ دیا ہے، ان میں سے کوئی بھی نبوت یا رسالت کے درجے پر نہ تھا۔ البتہ ان تینوں میں جو چیز مشترک تھی وہ یہ تھی کہ انکے پاس کتاب یا اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم تھا۔ خضر کے تینوں کاموں کا، دنیا کا کوئی بھی علم نہ تو احاطہ کر سکتا ہے اور نہ ہی تشریح۔ اور ایسے ہی آج کی سائنس اور ٹیکنالوجی، پلک جھپکنے سے پہلے پہلے کسی دوسرے ملک کی ملکہ کا وزنی تخت لا حاضر کرنے سے، سو فیصد معذور ہے۔

خضر کے تینوں کاموں پر غور کریں۔ پہلے واقعہ میں بغیر کسی انٹیلی جنس، سیٹلائٹ یا جی پی ایس سسٹم کے، حضرت خضر کو معلوم ہو گیا کہ اردگرد ایسا بادشاہ موجود ہے جو لوگوں کی صحیح سالم کشتیوں پر قبضہ کر رہا ہے۔ چنانچہ انھوں نے غریب آدمی کی کشتی کے چند تختے توڑ دیے (الکہف :۷۱، ۷۹)۔ دوسرے واقعہ میں انھوں نے بچے کو اس لیے قتل کر دیا کہ یہ بڑا ہو کر سرکشی اور کفر کی وجہ سے اپنے والدین کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنے گا۔ (الکہف: ۷۴، ۸۰-۸۱) اتنی بہترین پیشین گوئی تو دنیا کا بہترین سائیکالوجسٹ بھی نہیں کر سکتا۔ پھر تیسرے اور آخری واقعہ میں انھیں بغیر کسی جیولوجیکل سروے کے معلوم ہو گیا کہ اس ٹوٹی ہوئی دیوار کے نیچے یتیم بچوں کا خزانہ دفن ہے۔ (الکہف: ۷۷، ۸۲)

غزوہ خندق میں بھی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر سے نکلنے والی چنگاریوں میں روم، ایران اور مدائن کے خزانے دکھا دیئے تھے۔ اس وقت بھی منافقین نے ان غیبی باتوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش گوئیوں پر مومنوں کا خوب مذاق اڑایا تھا۔ اور آج بھی الٹرا ماڈرن لوگ مخلص مسلمانوں کو دقیانوس (Backward)، بنیاد پرست (fundamentalist) اور جاہل (ignorant) جیسے القابات سے پکارتے ہیں۔ اصل علم تو قرآن وحدیث کا علم ہے۔ باقی جتنے بھی علوم ہیں، وہ حقیقت میں محض معلومات ہیں۔ سائنسی علم اور ترقی اپنی جگہ، مگر پلک جھپکنے سے بھی پہلے ایک بھاری تخت کو ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل کر دینا کس سائنس دان یا سپر پاور کے بس میں ہے؟ آج زیرزمین تیل وگیس کا پتہ چلانے کے لیے سال ہا سال لگ جاتے ہیں۔

بظاہر عام انسان مگر حقیقت میں کچھ اور

اوپر تینوں واقعات میں پھر غور کریں: (۱) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کو بظاہر ایک عام مگر صاحب علم شخص (خضر) کے پاس بھیجا۔ خضر نے جو تین کام کیے، موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہراً ان کو سمجھ نہ پائے۔ (۲) ملکہ سبا کا تخت، فوری طور پر حاضر کرنے میں بظاہر ایک عام مگر صاحب علم شخص نے ہی سلیمان علیہ السلام کی مدد کی تھی۔ (۳) قارون کی شان وشوکت میں چھپی ہوئی ہلاکت کو مجمعے میں موجود صاحب علم لوگ ہی جان سکے تھے۔ یہ ممکن ہے، کہ ایسے خاص اشخاص، الٹرا ماڈرن لوگوں کی نظر میں جاہل ہی لگتے ہوں!

دنیا وآخرت کی بھلائی صرف حقیقی علم میں ہے

یہ تو وہ واقعات ہیں جو صاحب علم لوگوں سے ظہور پذیر ہوئے۔ مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ ان سب (اور قرآن حکیم میں دوسری) مثالوں کو بھی صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

(العنکبوت ۲۹:۴۳) "ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں، انھیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں"۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ تقویٰ بھی صرف اہل علم ہی کو نصیب ہوتا ہے (بظاہر وہ دنیاوی تعلیم میں صفر ہی کیوں نہ ہوں!)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (فاطر ۳۵:۲۸) "اللہ تعالیٰ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔"

ان تمام باتوں سے یہ بہت ہی واضح ہے کہ دنیا و آخرت کی ساری بھلائیاں صرف حقیقی علم (قرآن وحدیث) میں ہی پوشیدہ ہیں۔ اس لیے یہ دُعا پڑھتے رہنے کا حکم ہے:

"وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ ۲۰:۱۱۴) "اور دُعا کرو کہ میرے پروردگار! مجھے اور زیادہ علم دے۔"

بے عمل/بدعمل عالم۔ گدھا

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط (الجمعہ ۶۲:۵) "جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو۔"

ایک عالم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے میں اسراف سے منع فرمادیا ہے (الاعراف:۳۱) لیکن ضرورت سے زیادہ کھا کھا کر اس پر مٹاپا چڑھا ہوا ہے تو وہ عالم نہیں۔ ایک "عالم" ممبر پر بیٹھ کر کم کھانے کی فضیلت بیان کرے؛ صالحین کے، بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنے کے واقعات بیان کرے، مگر اس کے اپنے پیٹ پر چربی کے پہاڑ بنے ہوئے ہوں تو وہ عالم نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ "مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو (خود) نہیں کرتے"۔ (الصف ۶۱:۲)

عالم کا علم اس کے عمل اور خلوص سے چھلکتا ہے۔ چھ سات سالہ کورس کرنے سے کسی مدرسے کی سند تو مل جاتی ہے، علم نہیں۔ علم وحکمت اللہ عطا فرماتا ہے۔ لقمن اور خضر نے کہاں سے کورس کیے تھے؟ "ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سنتے نہیں۔ یہ (بالکل) چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہیں۔" (الاعراف:۱۱۹)

گدھے کو کیا پتہ کہ اس کی پشت پر کتابیں لدی ہوئی ہیں یا پتھر۔ مگر انسان کو شعور دیا گیا ہے۔ جب انسان اس فہم وشعور کو استعمال نہیں کرتا تو وہ حقیقت میں گدھے سے بھی بدتر حالت میں ہوتا ہے۔ جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں، اس کے حافظ و قاری و عالم بنتے ہیں، اس کے معنی ومطالب کو سمجھتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے، یا اپنی مرضی سے عمل کرتے ہیں یا مخالف عمل کرتے ہیں تو وہ گدھے سے بھی بدتر ہیں۔

یہ مال اور اولاد۔ اصل کہانی کیا ہے؟

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

(الانفال ۸:۲۸) "اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمھارے اموال اور تمھاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر ہے"۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

(التغابن ۶۴:۱۵) "تمھارے مال اور اولاد تو سراسر آزمائش ہیں اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے"۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ (الکہف ۱۸:۴۶) "مال اور اولاد تو دنیا کی زینت ہے اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور اچھی امیدیں لگانے کے لحاظ سے بھی"۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (المومنون ۲۳:۵۵-۵۶) "کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو انھیں مال اور اولاد دیئے جا رہے ہیں تو ہم انھیں بھلائیاں دینے میں جلدی کر رہے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(معاملہ یوں نہیں بلکہ اصل بات کا) انھیں شعور ہی نہیں"۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۠ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ جَزَاۗءُ الضِّعْفِ (سبا ۳۴:۳۷) "اور تمھارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمھیں ہمارے پاس قریب کر دیں ہاں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لیے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے۔۔۔"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المنافقون ۶۳:۹) "اے ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے۔ اور جو ایسا کریں وہی خسارا اٹھانے والے ہیں"۔

یاد رکھیں:

مال اور اولاد محض زینت کی چیزیں ہیں۔ (الکہف: ۴۶)

مال اور اولاد اللہ کی طرف سے کرم اور بھلائی کی نشانیاں نہیں۔ (المومنون: ۵۵-۵۶)

مال اور اولاد، اللہ سے قرب کا باعث بننے کی چیزیں نہیں۔ (سبا: ۳۷)

مال اور اولاد اگر اللہ سے تعلق میں رکاوٹ بنیں، تو بربادی ہے۔ (المنافقون ۶۳:۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (التغابن ۶۴: ۱۴-۱۵) "اے ایمان والو! تمھاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمھارے دشمن ہیں۔ پس ان سے ہوشیار رہنا۔ اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کر جاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمھارے مال اور اولاد تو سراسر تمھاری آزمائش ہیں اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے"۔

اس آیت کا شان نزول جو بھی ہو، ہم نے ان کا اطلاق (current application) موجودہ حالات کے تناظر میں دیکھنا ہے۔ اس وقت پیسے کی جو اندھی دوڑ لگی ہوئی ہے، اس کے پیچھے اہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ بیوی بچوں کی خوشیاں اور خواہشات ہیں۔ انسان کے ذمے ہے کہ وہ حلال کمائے اور میانہ روی سے خرچ کرے اور ہر حال میں اللہ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو ترجیح دے۔ اگر ایسا نہیں ہو رہا تو یہی بیوی بچے اس کو لے ڈوبیں گے۔ کیونکہ انھی بیوی بچوں کے ذریعے انسان کی مسلسل آزمائش ہو رہی ہے۔ بچے کی خوشی کے لیے سالگرہ، بیوی کے لیے شادی کی سالگرہ، بچوں کی شادیوں پر ہندوانہ رسم ورواج وغیرہ وغیرہ۔ "یہ انھیں لوگوں کی طرح ہیں جو ان سے پہلے تھے۔ وہ لوگ تم سے زیادہ طاقتور اور مال واولاد کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر تھے، انھوں نے اپنے مقدر کے مزے لوٹے اور تم نے اپنے مقدر کے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے مقدر کے مزے لوٹے تھے اور تم بھی انھی باتوں میں پڑ گئے جن میں وہ پڑے ہوئے تھے، ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا وآخرت میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ خسارا پانے والے ہیں"۔ (التوبہ ۹:۶۹)

جو قومیں اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئیں، ان کا قصور بھی تو یہی تھا کہ وہ عیش وعشرت میں پڑ گئے تھے، دنیا میں مست ہو کر آخرت کو بھول گئے تھے اور اسی مستی میں نافرمانیاں کرتے رہے۔ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی زندگی اللہ کی مرضی کے تابع نہیں کرنی تو پھر خالی کلمہ انسان کو جہنم سے نہ بچا سکے گا ورنہ منافق بھی بخشے جاتے!

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ (القصص ۲۸:۵۸)

"اور ہم نے بہت سی وہ بستیاں تباہ کر دیں جو اپنی عیش وعشرت میں اترانے لگی تھیں۔ یہ ہیں ان کی رہائش کی جگہیں جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد کی گئیں اور ہم ہی ہیں جو آخر سب کے وارث"۔

کافروں کا مال اور اولاد

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ۝ (التوبہ ۹:۸۵) "اوران (منافقوں) کے اموال اور اولاد (کی کثرت) سے آپ تعجب میں نہ پڑیں۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ انھی چیزوں سے انھیں دنیا ہی میں سزا دے اور اسی کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں"۔

"کافروں کو ان کے مال اور اولاد اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے چھڑانے میں کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔ یہ تو جہنم کا ایندھن ہی ہیں" (آل عمران ۳:۱۰، المجادلہ ۵۸:۱۷)

برطانیہ میں کام کے دوران چھ ماہ ایسے بھی گزرے جب میرا کام کمیونٹی کے اندر تھا۔ گوروں کے خاندانی مسائل کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ انگریزوں کی ظاہری چکا چوند کے مقابل ان کا فیملی سسٹم بالکل تباہ ہے۔ زیادہ تر اولادیں جب ہوش سنبھالتی ہیں تو انھیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ان کا باپ کون ہے کہاں ہے، کیونکہ زیادہ تر لڑکیاں تو شادی کے بغیر بچے پیدا کرتی ہیں۔ جوان ہوتے ہی یہ اولاد ماں باپ (اگر کوئی باپ ہو تو) کے لیے سر درد بن جاتی ہے۔ سولہ سال کی عمر کے بعد تو وہ بالکل آزاد ہو جاتے ہیں اور اکثریت گھروں کو چھوڑ کر اپنی اپنی راہوں پر ہو لیتی ہے۔ جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں تو پھر تین ہی صورتیں ہوتی ہیں: (۱) وہ اپنے گھروں میں ہی زندگی کے دن پورے کریں۔ اگر کوئی بیمار ہے یا بڑھاپا شدید ہے تو پھر ایک ایک دن عذاب ہے۔ (۲) اولڈ ہومز میں شفٹ ہو جائیں یا پھر (۳) خودکشی کر لیں۔ ان آیات کی تب سمجھ آتی ہے جب آپ کافروں کی فیملی لائف کا بہت قریب سے جائزہ لیں۔ اس وقت کئی مسلمان خاندان بھی اسی راہ پر ہیں۔

ترقی یافتہ دنیا

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ۝ (آل عمران ۳:۱۹۶-۱۹۷) "تجھے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا فریب میں نہ ڈال دے، یہ تو بہت ہی تھوڑا فائدہ ہے، اسکے بعد ان کا ٹھکانہ تو جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے دنیا پسند مسلمان اگر کبھی امریکہ، یورپ یا ادھر سنگاپور وغیرہ سیر کر آئیں تو واپس آ کر ان کو اپنا ملک اور ماحول اچھا نہیں لگتا۔ وہاں کی "ترقی" دیکھ کر مزید بے چین ہو جاتے ہیں اور خواہشات کو ایک نئی جہت ملتی ہے۔ یہ "ترقی یافتہ" قومیں ہر دور میں رہی ہیں۔ خیمہ خواہ کتنا ہی آرائش وزیبائش سے مزیّن ہو وہ خیمہ ہی رہتا ہے۔ پچھلے دنوں امریکہ کے ایک ٹاؤن میں ایک کلومیٹر چوڑا بگولہ (Tornado) گزرا تو چند منٹ بعد پورا ٹاؤن کھنڈر بن چکا تھا۔ اس طرح کے بگولے وہاں بہت آتے ہیں۔ چند سال پہلے (New Orleans) جیسا خوبصورت شہر سمندری طوفان (Katrina) کی وجہ سے گندے جوہڑ میں تبدیل ہو گیا اور شہریوں نے وہاں کئی سٹور لوٹ لیے۔ اس طرح کے طوفان وہاں بہت آتے ہیں۔ آج 28 اگست 2013 کو جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں کیلی فورنیا کے چھ سو مربع کلومیٹر کے علاقے میں آگ لگی ہوئی ہے اور گورنر کیری براؤن نے 220 کلومیٹر دور سان فرانسسکو شہر میں ہنگامی حالت نافذ کی ہوئی ہے۔ عجیب افراتفری مچی ہوئی ہے۔ تو وہاں کیا "ترقی یافتہ" ہے؟

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترقی یافتہ تو وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو پاک کر لے اپنے رب کے بابرکت نام کا ذکر کرتا رہے اور نماز پڑھتا رہے۔ (الاعلیٰ ۸۷: ۱۴-۱۵)

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا ۘ وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ (البقرہ: ۲۱۲) "کافروں کے لیے دنیا کی زندگی خوب زینت دار کی گئی ہے، وہ ایمان والوں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں، حالانکہ پرہیزگار لوگ قیامت کے دن ان سے اعلیٰ ہوں گے۔"

ان "ترقی یافتہ" کافروں کے نزدیک مسلمان دقیانوس (Backward)، احمق (Stupid) بنیاد پرست (Fundamentalist) اور جو بھی ڈکشنری میں گھٹیا خطاب ہو سکتا ہے وہ مسلمانوں کو دیتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے بنانا، قرآن کو جلانا، مسلمان ملکوں کو بم مار مار کر کھنڈر بنانا ان کے "ترقی یافتہ" اخلاق اور کردار کے چند نمونے ہیں۔ ترقی کیا بڑی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑی عمارتوں اور سڑکوں کا نام ہے؟ قوم ثمود تو پھر ان سے زیادہ ترقی یافتہ تھی جو پہاڑوں کو تراش تراش کر محل بناتے تھے۔ فرعون تو ان سے زیادہ ترقی یافتہ تھا جو حیران کن اہرام مصر تعمیر کرتے تھے جہاں پتھروں کے درمیان جوڑ بال کی طرح باریک ہیں۔ تو پھر قوم ثمود اور فرعون کے ساتھ کیا ہوا؟ یہ ترقی پھر کس کام کی؟

ان "ترقی یافتہ" لوگوں کے ساتھ موت کے وقت جو معاملہ پیش آنے والا ہے وہ بھی پڑھیے:

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (الانفال ۸:۵۰) "کاش کہ تو دیکھتا جب کہ فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ان کے منہ اور سرینوں پر مار مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم جلنے کا عذاب چکھو۔"

یہ امیری اور غریبی

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی بھی انسان کی قیمت یا اہمیت (Worth or Importance) اس کے اعمال یا تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ جیسے حضرت بلال حبشی ؓ ایک غلام تھے مگر بڑے قیمتی انسان تھے۔ فرعون جیسے حکمران، قارون جیسے دولت مند اور ابوجہل جیسے جاہل چودھری کی کوئی قیمت (Worth) نہ تھی۔ دنیا کے پجاری مالدار کسی بھی انسان کی قیمت صرف مال کے پیمانے سے لگاتے ہیں۔ امیری اور غریبی کے ذریعے ایک تو انسانوں کا امتحان لینا مقصود ہوتا ہے اور دوسرے اس دنیا کا نظام چلانا:

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ (الانعام: ۱۶۵) "وہی تو ہے جس نے تمھیں زمین میں نائب بنایا ہے اور ایک کے مقابلے میں دوسرے کے درجے بلند کیے تاکہ جو کچھ اس نے تمھیں دے رکھا ہے اسی میں تمھاری آزمائش کرے"۔۔۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾ (الرعد ۱۳:۲۶) "اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے کم کر دیتا ہے یہ (دنیا کے پجاری) دنیا کی زندگی پر ہی ریجھ گئے ہیں، حالانکہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک حقیر سا فائدہ ہے۔"

مال و دولت کی فراوانی اکثر لوگوں کے لیے گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔ کیا انسان کو اتنی سی بھی سمجھ نہیں آتی کہ جس شان دار خیمے میں بیٹھ کر اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھے بیٹھا ہے، ایک دن موت کا فرشتہ اس کا کان پکڑ کر اس خیمے سے باہر نکال دے گا۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٣٢﴾ (الزخرف ۴۳:۳۲) "کیا آپ کے رب کی رحمت کو یہ تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے ہی دنیا کی زندگی کی روزی ان میں تقسیم کی ہے اور کچھ کو دوسروں پر فوقیت دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے خدمت لے سکیں اور آپ کے رب کی رحمت اس چیز سے بہتر ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں"۔

ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک حدیث کے مطابق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر دنیا کی اللہ کے ہاں اتنی حیثیت بھی ہوتی جتنی ایک مچھر کے پر کی ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس دنیا سے ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا"۔

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٥﴾ (الزخرف ۴۳:۳۳-۳۵) "اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ ایک ہی طریقہ پر ہو جائیں گے تو رحمٰن کے ساتھ کفر کرنے والوں کے گھروں کو اور سیڑھیاں جن پر چڑھتے ہیں اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر تکیہ لگاتے ہیں یہ سب چیزیں چاندی کی اور بعض سونے کی بنا دیتے یہ سب کچھ محض دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت آپ کے رب کے ہاں متقیوں کے لیے ہے"۔

یہ آیت دنیا کے پیچھے بھاگنے والے تمام مالداروں کی اکڑ (Worth) کی ہوا نکالنے کے لیے کافی ہے۔ کسی انسان کا سارا گھر سونے چاندی سے بنا ہوا ہو، اللہ کی نظر میں اس بات کی اہمیت ہی کوئی نہیں۔ ہمارے ہاں یہ بیماری بہت عام ہے کہ اگر کوئی شخص بڑے عہدے یا مالی حیثیت کا حامل ہے، وہ پانچ وقت پابندی سے مسجد کی پہلی صف میں شامل ہونا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے۔ اپنے کسی ورکر یا کم حیثیت انسان سے سیدھے منہ بات کرنا یا ان کے ہاتھ ملانا اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ یہ سب اس کائنات کے نظام کو درست طور نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ چند روز کا دھوکہ ہے سب حقیقت کھل جائے گی۔ بہتر ہے کہ ابھی سمجھ جاؤ ورنہ دیر ہو جائے گی۔

اکڑ اور غرور کا انجام

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ (البقرہ ۲:۲۰۶) "اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اس کا غرور اسے گناہ پر جما دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔"

یعنی یہ انسان اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتا ہے۔ قرآن وسنت سے نصیحت کی جائے تو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور اپنی پسند کی راہوں پر چلتا رہتا ہے۔ ایسے متکبر لوگ دوزخ میں جائیں گے جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار کے سامنے جنت اور دوزخ میں جھگڑا ہوا، جنت کہنے لگی، پروردگار میرا تو یہ حال ہے کہ مجھ میں وہی لوگ آ رہے ہیں جو دنیا میں ناتواں اور حقیر تھے۔ اور دوزخ کہنے لگی کہ مجھ میں وہ لوگ آ رہے ہیں جو دنیا میں متکبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے" (بخاری کتاب التوحید باب ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھیں بتلاؤں کہ جنتی کون ہے اور دوزخی کون؟ جنتی ہر وہ کمزور اور منکسر المزاج ہے کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے قسم کھا بیٹھے تو اللہ اسے سچا کر دے اور دوزخی ہر موٹا، بدمزاج اور متکبر آدمی ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان)

مال وحکومت کس کام کے؟

انسان پر ایک وقت ضرور آئے گا جب اس کو اپنی حماقت پر سخت افسوس ہوگا کہ اس نے اپنے قیمتی اوقات عارضی خیمے کو بنانے سجانے پر کیوں ضائع کر دیے:

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ﴿۲۶﴾ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ (الحاقہ ۶۹:۲۵-۳۲) "مگر جسے نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: ''کاش! مجھے میرا نامہ اعمال دیا ہی نہ جاتا اور مجھے یہ معلوم ہی نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ کاش! موت ہی فیصلہ چکا دیتی۔ میرا مال (بھی) میرے کسی کام نہ آیا اور میری حکومت (Executive Position) بھی برباد ہوگئی۔ (حکم ہوگا) اسے پکڑ لو اور (گردن میں) طوق پہنا دو۔ پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔ پھر اسے ایک ستر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دو"۔

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ (المدثر ۷۴:۱۳-۱۷) "مجھے چھوڑ دیجیے اور اسے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔ اسے لمبا چوڑا مال عطا کیا اور ہر وقت موجود رہنے والے بیٹے دیے۔ اور ہر طرح سے اس کے لیے سامان میں وسعت دی۔ پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے اور دوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ہماری آیات سے عناد رکھتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں عنقریب اسے ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا۔"

كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾

(المرسلات ۷۷:۴۶-۴۹) "چند دن کھالو اور مزے اڑالو، بلاشبہ تم مجرم ہو۔ اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔ اور جب انھیں اللہ کے آگے جھکنے کو کہا جاتا تھا تو وہ نہیں جھکتے تھے۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔"

اگر اللہ چاہے گا تو مال کام آئے گا!

دنیا پرست انسان جیسے مال کمانے میں اندھا ہوجاتا ہے ایسے ہی مال خرچ کرنے میں بھی اندھا ہوتا ہے۔ مال کمانے میں سود، رشوت، جھوٹ، دغا، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی جیسے بڑے بڑے جرائم کا مرتکب ہوا وہاں خرچ کرنے میں اسراف، فضول خرچی، شیخی نمایاں ہوتے ہیں۔ کتنے ہی لوگوں نے بے پناہ دولت کے ہوتے ہوئے خودکشی کرلی یا پاگل ہوگئے۔

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾ (لہب ۱۱۱:۲) "نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ ہی اس کی کمائی"۔

کمائی میں انسان کا بڑا عہدہ، بڑی ڈگری، بڑی سماجی حیثیت، جاہ ومنصب اور اس کی اولاد بھی شامل ہے۔ یہ آیت تو ابولہب کے بارے میں اتری تھی لیکن قیامت تک ہر بدمست مال دار کے لیے ایک سبق ہے۔

۱۹۲۳ میں دنیا کے آٹھ امیر ترین افراد کی ملاقات ہوئی۔ ان کی مجموعی دولت اس وقت کی امریکی حکومت کے اس زمانے کے خزانے سے زیادہ تھی۔ وہ لوگ یقیناً دولت کمانا اور اسے جمع کرنا جانتے تھے۔ تاہم اگلے ۲۵ سال میں ان کے ساتھ کیا ہوا:

۱۔ سب سے بڑی سٹیل کمپنی کا صدر چارلس شواب دیوالیہ ہوگیا۔ وہ اپنی موت سے پانچ سال پہلے قرض پر جی رہا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔سب سے بڑی گیس کمپنی کا صدر ہوڈ ہسن پاگل ہوگیا۔

۳۔سب سے بڑا تاجر آرتھر کٹن مفلس ہوکر فوت ہوگیا۔

۴۔نیویارک سٹاک ایکس چینج کے صدر رچرڈ ونٹی کو جیل بھیج دیا گیا۔

۵۔صدر کی کابینہ کے رکن ایلبرٹ فال کو جیل بھیج دیا گیا۔ پھر معافی دے کر گھر بھیج دیا گیا۔ وہاں وہ فوت ہوگیا۔

۶۔ایک بہت بڑے تاجر جیسی لبورمور نے خودکشی کرلی۔

۷۔دنیا کی سب سے بڑی اجارہ داری کے صدر آوَر کروگر نے خودکشی کرلی۔

۸۔بینک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ کے صدر لیون فریزر نے خودکشی کرلی۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ (الکہف ۱۸:۴۶) "مال واولاد تو دنیا کی زینت ہے اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے بہت بہتر ہیں۔"

آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى "متقیوں کے لیے آخرت زیادہ بہتر ہے" (النساء:۷۷)

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ (الانعام:۳۲) "متقیوں کے لیے آخرت کا گھر زیادہ اچھا ہے"

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الاعراف:۱۶۹) "اور متقیوں کے لیے آخرت کا گھر بہت اچھا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں"۔

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ (یوسف:۱۰۹) "اور متقیوں کے لیے آخرت کا گھر بہت اچھا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿٢١﴾ (بنی اسرائیل:۲۱) "اور آخرت درجوں میں (دنیا سے) بہت برتر اور برتری میں کہیں بڑھ کر ہے۔"

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾ (الکہف:۴۶) "اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمھارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں"۔

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ (طٰہٰ:۷۳) "اور اللہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے"

وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ (طٰہٰ:۱۳۱) "اور تمھارے پروردگار کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت اور باقی رہنے والی ہے۔"

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ (القصص:۶۰) "اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟"

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ (الشوریٰ:۳۶) "اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے (یعنی) ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ (الاعلیٰ ۸۷:۱۷) "اور آخرت بہت بہتر اور قائم رہنے والی ہے"

ان گیارہ مقامات پر تین جگہ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی انسان کی عقل کا معیار یہ نہیں ہے کہ دنیا میں اس کی کتنی جائیدادیں ہیں یا کتنا بینک بیلنس ہے، بلکہ عقل مند ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ آخرت کی تیاری کتنی سنجیدگی اور محنت سے کر رہا ہے؟ اگر کلمہ گو انسان کا قرآن کریم کی آیات پر ایمان پکا اور حقیقی ہے تو پھر وہ اس کے عمل اور لائف سٹائل سے لازماً نظر آئے گا کہ یہ شخص حقیقتاً دنیا کی بجائے آخرت کی زندگی کو زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ یہی پیغام موذن کی پکار میں موجود ہوتا ہے کہ اگر تم فلاح چاہتے ہو تو نماز کے لیے آجاؤ۔ تو نماز کے وقت عقل مند اور بے عقل لوگوں کی چھانٹی ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مسجد میں نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنے والوں کا نہ تو قرآن حکیم کی آیات پر ایمان ہے نہ وہ اللہ کے حکم کو اہم سمجھتے ہیں اور نہ ہی وہ نماز میں کوئی فائدہ یا فلاح دیکھتے ہیں۔ آج کل کے جوشیلے مسلمان اسلام کے لیے نعرے تو بہت لگاتے ہیں مگر نمازوں، خصوصاً فجر کی نماز کی پروا نہیں کرتے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت میں، اس کی اطاعت میں اپنی نیند قربان نہیں کرسکتا وہ اللہ کے لیے جان کیسے قربان کرے گا؟

کامیابی کے راستے!

۱۔ نیت کی درستگی اور اعمال صالح:

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ (البقرہ:۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲) "بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں سب کچھ دنیا میں ہی دے دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں۔ اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ ایسے لوگوں کا اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصّہ ہے اور اللہ تعالیٰ فوراً حساب چکانے والا ہے"۔

ان آیات کا پیغام یہ ہے کہ سچے مسلمان دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا طلب نہیں کرتے بلکہ نیکی یعنی اعمال صالح کی توفیق طلب کرتے ہیں۔ مال تو وہی ملنا ہے جو مقدر میں لکھا ہے۔ دنیا بغیر محنت کیے بھی مل جاتی ہے، آخرت نہیں ملے گی۔ ایک کروڑ پتی باپ جب فوت ہوتا ہے تو وراثت بیٹے کو منتقل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ایک عالمِ دین فوت ہوتا ہے تو دین کا علم بیٹے کو منتقل نہیں ہوتا، اس کو خود محنت کرنا پڑے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ برائیوں سے پرہیز

پہلے مرحلے میں نیت کی درستگی کے ساتھ ساتھ نیکی کے راستے پر گامزن ہونے کی دُعا اور کوشش شامل تھی۔ اگلا قدم یہ ہے کہ برائیوں سے پرہیز کیا جائے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ (یونس ۱۰: ۶۲-۶۴) "یاد رکھو جو اللہ کے دوست ہیں انھیں نہ کچھ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی وہ لوگ جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔ ان کے لیے دنیا میں بھی خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"

شوگر کا مریض، جیسے ہر جگہ شوگر سے پرہیز کرتا ہے، ایسے ہی مسلمان بھی ہر جگہ ہر برائی سے دور رہتا ہے۔

۳۔ استقامت

تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ انسان اعمال صالح کو کرنے اور برائیوں سے بچنے کے راستے پر مستقل مزاجی سے جما رہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ممکن ہے اور یہ مدد اچھی نیت اور پرخلوص محنت سے شاملِ حال رہتی ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (ابراہیم ۱۴: ۲۷) "جو لوگ ایمان لائے انھیں اللہ تعالیٰ قول ثابت (کلمہ طیبہ) سے دنیا کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی رکھے گا۔

اس کی تفسیر حدیث میں اس طرح آتی ہے کہ "موت کے بعد قبر میں جب مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے، تو وہ جواب میں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پس یہی مطلب ہے اللہ کے اس فرمان (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بخاری تفسیر سورہ ابراہیم و مسلم، کتاب الجنہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ "جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی چلے جاتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ پس اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے اٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں کہ اس شخص کے بارے تیری کیا رائے ہے؟ وہ مومن ہوتا ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ فرشتے اسے جہنم کا ٹھکانہ دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے اس کی جگہ تیرے لیے جنت میں ٹھکانہ بنا دیا ہے۔ پس وہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس کی قبر کو قیامت تک نعمتوں سے بھر دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۴۔ قرآن کریم سے محبت

"اور پرہیز گاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمھارے پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے"؟ تو وہ کہتے ہیں بھلائی ہی بھلائی، ایسے لوگ جنھوں نے اچھے کام کیے انکے لیے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت بہتر ہے۔ اور پرہیز گاروں کے لیے کیا ہی اچھا گھر ہے"۔ (النحل ۱۶:۳۰)

ایک ہدایت یافتہ مسلمان کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کو قرآن کریم کی ہر آیت میں دنیا و آخرت کی بھلائی نظر آتی ہے۔ ہر آیت سینے کی ٹھنڈک اور دل کی راحت بن جاتی ہے۔ قرآن کریم اس کے بوجھ ہلکے کرتا ہے اور زندگی کے سفر کو آسان بناتا ہے۔

۵۔ ملت ابراہیم کی پیروی

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۱۲۰﴾
شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ
فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(النحل ۱۶:۱۲۰-۱۲۳) "بیشک ابراہیم (اپنی ذات میں) ایک امت تھے، اللہ کے فرمانبردار اور یکسور ہنے والے تھے۔ وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ اللہ نے انھیں منتخب کرلیا تھا اور انھیں سیدھی راہ دکھادی تھی۔ ہم نے انھیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کی اور آخرت میں تو وہ یقیناً صالحین میں سے ہوں گے۔ پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ یکسور ہنے والے ابراہیم کی ملت کی اتباع کرو، وہ مشرکوں میں نہ تھے"۔

ابراہیم علیہ السلام باطل کے سامنے اکیلے ہی ڈٹ گئے تھے۔ نہ کسی انسان کا خوف تھا اور نہ ہی کسی کی ملامت کی پرواہ۔ ان کے عزم واستقامت اور اللہ پر توکل کا یہ حال تھا کہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر آتشِ نمرود میں کود گئے۔ اللہ کی فرمانبرداری کا یہ حال تھا کہ اللہ کی محبت اور اطاعت میں اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلادی۔ ایمان واسلام کے اس معیار (Standard) کی روشنی میں ہم سب اپنا اپنا جائزہ لے سکتے ہیں کہ ہم کتنے مسلم ہیں اور کتنے مجرم؟

سورہ الکہف میں غور کیجیے۔ زندگی کا سُکھ پائیے

انسان کو اپنی زندگی میں تین بڑے اہم مسائل سے واسطہ رہتا ہے۔ اگر یہ مسائل حل ہوجائیں تو زندگی کا سفر آسان ہوجاتا ہے۔ ایک یہ کہ اس کے پاس ایک مستقل ذریعہ آمدن ہو اور پھر یہ ذریعہ آمدن محفوظ بھی رہے۔ یا دوسرے لفظوں میں وہ اپنی ذریعہ آمدن اور پراپرٹی کی انشورنس (Insurance) چاہتا ہے کہ اس طرف سے بے فکر ہوجائے۔ دوسری فکر اولاد کی تعلیم و تربیت کی ہوتی ہے کہ اولاد فرمانبردار اور نیک ہو کہ کہیں اس کی زندگی اولاد کے ہاتھوں اجیرن نہ ہوجائے۔ پھر اس کے آگے تیسری فکر اولاد کے مستقبل کی ہوتی ہے کہ مالی لحاظ سے اتنی تو مضبوط ہو کہ باپ کے فوت ہونے کی صورت میں دربدر بھیک نہ مانگتی پھرے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے تینوں مسئلے حل ہوسکتے ہیں۔ سودا سستا ہے! سورہ الکہف میں اس کی تفصیل اسی ترتیب سے موجود ہے۔ یہ تین واقعات ہیں، جو موسیٰ علیہ السلام اور خضر کی ملاقات کے دوران پیش آئے اور انھی تین واقعات میں ان تینوں مسائل کا حل بتلادیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ محفوظ ذریعہ آمدن اور پراپرٹی انشورنس

"تو دونوں (موسیٰ علیہ السلام اور خضر) چل پڑے، یہاں تک کہ کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے (کشتی کے کچھ) تختے توڑ دیے" (الکہف: ۷۱)۔ اس توڑ پھوڑ کا راز، حضرت خضر نے بعد میں یوں بیان کیا: "کشتی چند مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کاج کرتے تھے۔ میں نے کشتی میں توڑ پھوڑ کا ارادہ کرلیا کیونکہ انکے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک (صحیح سالم) کشتی کو جبراً ضبط کرلیتا تھا"۔ (الکہف: ۷۹)

حقیقت میں یہ کشتی (پراپرٹی و ذریعہ معاش) اللہ تعالیٰ کے ہاں Insured تھی اور اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمادیا کہ کشتی کو ظالم بادشاہ کے قبضے میں جانے سے محفوظ رکھا۔ یعنی اس کشتی کو قبضہ گروپ کے چنگل میں جانے سے بچالیا۔

۲۔ اولاد کا نیک ہونا

"دونوں (موسیٰ علیہ السلام اور خضر) پھر آگے چلے، یہاں تک کہ ایک لڑکے کو پایا۔ اس (خضر) نے اسے قتل کردیا۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ نے ایک پاک جان کو بغیر کسی جان کے مار ڈالا؟ بے شک آپ نے تو بڑی ناپسندیدہ حرکت کی"۔ حضرت خضر نے بعد میں اس حرکت کی وجہ یوں بیان کی:

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾

(الکہف ۱۸: ۸۰-۸۱) اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (بڑا ہوکر بدکردار ہوگا کہیں) ان کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے۔ تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس کی جگہ ان کو اور (بچہ) عطا فرمائے جو بہتر پاکیزگی والا اور محبت میں زیادہ قریب ہو۔

ان دو آیات میں اس بات کی ضمانت دی جارہی ہے کہ اگر تم (یعنی والدین) ایمان اور اعمال صالح والے بن جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمھیں پاکیزہ اور محبت کرنے والے بچے عطا فرمادیگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔اولاد کا محفوظ مستقبل

آج جس سے بھی بات کرو وہ یہی کہتا ہے کہ یہ ساری محنتیں اولاد ہی کے لیے تو کر رہے ہیں، چاہے کمائی حرام ہی کی کیوں نہ ہو (الا ماشاء اللہ)۔ان حرام کمایوں کے پیچھے اولاد کے مستقبل کی فکر کا بڑا ہاتھ ہے۔انتہائی مہنگے تعلیمی اداروں میں پڑھانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر ڈگری اچھی ہوگی تو بچے کا مستقبل زیادہ محفوظ ہو جائے گا۔بچوں کے رشتے کرتے وقت بھی مالی مضبوطی یا Status کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے۔مگر اصل فارمولے کی طرف دھیان جاتا ہی نہیں:

"پھر دونوں (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر) چلے، ایک گاؤں والوں کے پاس آ کر ایک دیوار پائی جو گرا ہی چاہتی تھی، اس (حضرت خضر) نے اسے ٹھیک اور درست کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے" (الکہف ۱۸:۷۷)

بعد میں حضرت خضر نے اس واقعہ کے راز سے یوں پردہ اٹھایا:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ (الکہف ۱۸:۸۲) "دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آ کر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکال لیں"۔

یعنی صرف باپ کے نیک ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بچوں کے مستقبل کی خود حفاظت کی۔تو ہمارے بچوں کا محفوظ مستقبل بھی اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ بننے میں ہے۔یہ ضمانت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ حضرت خضر نے آخر میں جو الفاظ کہے تھے وہ یہ تھے:

وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ (الکہف ۱۸:۸۲) "میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا، سو یہ ہے حقیقت ان سب باتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا"۔

دنیا کے بارے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ (النساء ۴:۹۴) "اے ایمان والوں! جب تم اللہ کی راہ میں جا رہے ہو تو تحقیق سے کام لیا کرو اور جو تم سے سلام علیک کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ تم دنیاوی زندگی کے فائدہ کی تلاش میں ہو تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔"

احادیث میں آتا ہے کہ بعض صحابہ کسی علاقے سے گزرے جہاں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا، مسلمانوں کو دیکھ کر سلام کیا، بعض صحابہ نے سمجھا کہ شاید وہ جان بچانے کے لیے خود کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے۔ چنانچہ انھوں نے بغیر تحقیق کے اسے قتل کر ڈالا، اور بکریاں بطور مال غنیمت لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جس پر یہ آیت نازل ہو گئی (صحیح بخاری تفسیر سورہ نساء)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے غصے اور ناراضی کی جھلک ہے کہ تم نے صرف چند بکریوں کی خاطر ایک مومن کو قتل کر دیا۔ یہ دنیا کا مال تو کچھ بھی نہیں، اور جو کچھ اللہ کے پاس دنیا و آخرت کی غنیمتوں کی شکل میں ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ اس لیے دنیا کے مال پر جلدی سے لپکنے کی بجائے صبر اور تحقیق سے کام لینا چاہیے۔

۲۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ (الانفال ۸:۶۷) "نبی کی شایاں نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا لے۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو، اور اللہ آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنگ بدر میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنا لیے گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ تھا کہ کفر کی شوکت اور قوت کو توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا جائے اور اس مال کو آئندہ جنگ کی تیاری پر خرچ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی رائے کو پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی رائے کی تائید فرمائی۔

۳۔ یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے جب پکی کھجوریں اتارنے اور تیار فصلیں کاٹنے کا وقت تھا۔ سخت گرمی کہ وجہ سے لوگ سایوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اور وقت کی سپر پاور، مملکتِ روم سے مقابلہ تھا۔ ان حالات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ (التوبہ ۹:۳۸) "اے ایمان والو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے جا لگتے ہو۔ کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو۔ دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں"۔

یعنی جہاد سے جان چھڑا کر تم زیادہ سے زیادہ اپنی جانیں بچا لو گے، فصلیں کاٹ لو گے، کھجوریں اتار لو گے یا سائے میں آرام کر لو گے! یہ سب کچھ اصل زندگی یعنی جنت کے مقابل کچھ بھی نہیں۔ اس آیت میں آجکل کے عافیت اور آرام پسند مسلمانوں کے لیے بڑی تنبیہہ ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لیے دنیا کے ان حقیر اور عارضی فائدوں کو قربان کرنے لیے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے۔

۴۔ دنیا کے لیے ایمان بیچ دینا

"جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انھی کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا۔ یقیناً اللہ کافر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا" (النحل ۱۶:۱۰۶-۱۰۷)

موجودہ دور میں اس آیت کی بہترین مثال امیگریشن کی ہے۔ اس کی تفصیل میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ کس طرح مسلمان معاشی فائدے کے لیے عیسائی ملکوں کی شہریت حاصل کر رہے ہیں۔ اس غیر ملکی شہریت کا حلف اٹھانے سے وہ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔

۵۔ وی آئی پی (V.I.P) شخصیات

"(محمد) ترش رو ہوا اور منہ موڑ لیا۔ (صرف اسلیے) کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔ تجھے کیا خبر شاید وہ سنور جاتا۔ یا نصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی۔ جو بے پرواہی کرتا ہے۔ اس کی طرف تو تو پوری توجہ کرتا ہے۔ حالانکہ اسکے نہ سنورنے سے تجھ پر کوئی الزام نہیں۔ اور جو شخص تیرے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے۔ اور وہ (اللہ سے) ڈرتا ہے۔ تو اس سے بے رخی برتتا ہے۔ یہ درست (رویہ) نہیں، قرآن تو نصیحت (کی چیز) ہے۔ جو چاہے اس سے نصیحت لے"۔ (عَبَسَ ۸۰:۱۔۱۲)

اس سورت میں قیامت تک کے لیے طے کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہم شخصیت کا معیار کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس عتبہ بن ابی ربیع اور ابو جہل بن ہشام جیسے سرداران قریش بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ ان سے بڑی توجہ سے باتیں کر رہے تھے کہ شاید وہ اسلام لے آئیں۔ اتنے میں اچانک عبداللہ بن ام مکتوم کی آمد کو آپ نے پسند نہ فرمایا اور چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے اور ان سے بے توجہی برتی۔ چنانچہ تنبیہہ کے طور پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ترمذی۔ صحیح للبانی)

ایک غریب اور نابینا شخص جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، دین سیکھنے کی تڑپ رکھتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہم شخصیت ہے نہ کہ دنیا کے مالدار اور ظاہری شان وشوکت والے سردار۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی پسند۔ دین وجنت

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾

(البقرہ ۲:۲۲۱) "اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو، ایمان والی لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے۔ گو تمھیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو اور نہ شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، ایمان والا غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے، گو مشرک تمھیں اچھا لگے۔ یہ لوگ جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت کی طرف اور اپنی بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے۔ وہ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان فرما رہا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

"لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان لگے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔" (آل عمران ۳:۱۴)

"آپ کہہ دیجیے کیا میں تمھیں اس سے بہتر چیز بتاؤں؟ تقویٰ والوں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی رضامندی۔" (آل عمران: ۱۵)

"اور اللہ تم کو سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بلاتا ہے۔" (یونس ۱۰:۲۵)

"کیا وہ شخص جس سے ہم نے نیک وعدہ کیا ہے جسے وہ قطعاً پانے والا ہے مثل اس شخص کے ہوسکتا ہے؟ جسے ہم نے دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا فائدہ دیا ہے پھر بالآخر وہ قیامت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے روز پکڑا باندھا حاضر کیا جائے گا۔" (القصص ۲۸:۶۱)

"(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس کی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے یہ انکے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔" (الحدید ۵۷:۲۱)

"بے شک اس نے فلاح پالی جو پاک ہوگیا۔ اور جس نے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔ لیکن تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے" (الاعلیٰ ۸۷:۱۴-۱۷)

"تو تمھیں جو کچھ دیا گیا وہ دنیاوی زندگی کا (معمولی اور عارضی سا) فائدہ ہے، اور اللہ کے پاس جو ہے وہ اس سے بہتر اور پائیدار ہے، وہ انکے لیے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں" (الشوریٰ ۴۲:۳۶)۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے معاشی تنگی کے باوجود دنیا کو ٹھکرا دیا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقیرانہ مزاج اور رہن سہن تو معروف ہے مگر مسلمانوں کی اکثریت ازواج مطہرات کے خاندانی پس منظر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر ان کی معاشی تنگی کی حقیقی کہانی سے بے خبر ہے۔

ان پاکیزہ شخصیات کی سوچ اور طرز زندگی میں، قیامت تک کے لیے آنے والی عورتوں کے لیے کیا کیا سبق پنہاں ہیں ان کو جاننا بہت ضروری ہے۔ اس کہانی میں یہ حقیقت مزید نکھر کر سامنے آئے گی کہ اللہ کے نزدیک آخرت کی زندگی کتنی اہم ہے اور دنیا کا رونق میلہ کتنا بے وقعت ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل گیارہ بیویاں تھیں۔ پچاس سال کی عمر تک صرف ایک بیوی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، آپ کے ساتھ تھیں۔ ہجرت سے تین سال قبل یعنی ۱۰ نبوت میں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فوت ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا جن کی خود عمر اس وقت پچاس سال تھی۔ پھر دو ہجری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی۔ پچپن سال کی عمر تک یہی دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیویاں آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ ان میں سے ام المساکین، حضرت زینب بنت خزیمہ ؓ کو نکال کر باقی نو بیویاں آخر تک آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔ سورہ الاحزاب کی آیات انھی نو بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جن کی تفصیل آگے آنے کو ہے۔ واقعہ کی تفصیل میں جانے سے پہلے، مختصر طور پر ازواج مطہرات کے خاندانی پس منظر کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ حضرت سودہ ؓ بنت زمعہ: قریش کے مشہور قبیلہ، عامر بن لوئی سے تھیں۔

۲۔ حضرت عائشہ ؓ: یہ ابوبکر صدیق ؓ کی صاحبزادی تھیں جو کہ قریشی تھے۔ ابوبکر صدیق ایک کامیاب تاجر اور مالی لحاظ سے بڑے مستحکم تھے۔

۳۔ حضرت حفصہ ؓ: یہ عمر بن خطاب ؓ کی بیٹی تھیں۔ یہ قریش کے ایک ممتاز خاندان سے تھے جو عرب کے باہمی تنازعات میں ثالث بنتے تھے۔ حضرت عمر ؓ کی والدہ، ختمہ، ہاشم بن مغیرہ کی بیٹی تھی جو فوج کا اہتمام کرتے تھے۔

۴۔ ام سلمہ ؓ: قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں۔ ان کے والد ابوامیہ، مکہ مکرمہ کے مشہور دولت مند مگر فیاض انسان تھے۔ کہیں سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کا خرچہ خود اٹھاتے تھے۔ اسی فیاضی کی وجہ سے وہ "زادالراکب" کے لقب سے مشہور تھے۔ ام سلمہ کی پرورش بڑے امیرانہ ماحول میں ہوئی۔ طبعاً بڑی غیرت مند اور نازک مزاج تھیں۔

۵۔ زینب بنت جحش ؓ: قریش کے قبیلہ اسد بن خزیمہ سے تھیں۔ والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کے دادا تھے اس لحاظ سے آپ ﷺ کی سگی پھوپھی زاد بہن۔ یہ بھی بڑے ناز و نعم کے ماحول میں جوان ہوئی تھیں۔

۶۔ جویریہ ؓ: یہ قبیلہ بنو مصطلق کے رئیس حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں۔ غزوہ مصطلق کے قیدیوں میں آئی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے آزاد فرما کر نکاح کرلیا۔ اس وقت انکی عمر بیس سال تھی۔ بڑی خوبصورت اور سلجھی ہوئی طبیعت کی تھیں۔

۷۔ اُم حبیبہ ؓ: قریش کے مشہور سردار ابوسفیان بن حرب کی بیٹی تھیں۔ حبشہ میں قیام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوران جب نبی کریم کی طرف سے نکاح کا پیغام پہنچا تو اس وقت ہاتھوں میں بھی سونے کے زیورات تھے اور پاؤں میں بھی۔

۸۔ صفیہ رضی اللہ عنہا: یہودی قبیلے بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ بنوقریظہ کے رئیس کی بہن تھی۔ یعنی ماں باپ، دونوں طرف سے رئیسانہ ماحول میں پروان چڑھی تھیں۔ غزوہ خیبر میں قیدی بن کر آئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرما کر نکاح کرلیا۔ اس وقت صفیہ رضی اللہ عنہا سترہ سال کی تھیں۔

۹۔ میمونہ رضی اللہ عنہا: یہ عبداللہ بن عباس اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کی سگی خالہ تھیں یعنی بڑے معزز گھرانے سے تعلق تھا۔

ان سب ازواج مطہرات کے مختصر خاندانی پس منظر لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام ازواج کا تعلق یا تو سردار اور رئیس خاندانوں سے تھا یا ایسے خاندانوں سے تھا جو مالی آسودگی اور عزت وشرف کے لحاظ سے بڑے ممتاز اور نمایاں تھے۔ عام حالات میں یہ مالی تنگی کی عادی نہ تھیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر صورت حال یہ تھی کہ گھر کا کل سامان ایک چارپائی ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ جس میں چھال بھری تھی۔ آٹا اور کھجوریں رکھنے کے لیے دو مٹکے، پانی کا ایک برتن اور پانی پینے کا ایک پیالہ تھا۔ رات کو روزانہ چراغ جلانے کے لیے تیل میسر نہ تھا۔ چولہا کم ہی جلتا تھا۔ کیونکہ کھانا پکانے کا سامان ہی نہ ہوتا تھا۔ ایسا وقت بھی گزرا جب مہینہ مہینہ بھر کھانے کے لیے آگ نہ جلتی تھی۔ بس کھجور، چھوہارے اور پانی پر گزارہ ہوتا تھا۔ کھجور بھی پیٹ بھر کر نہ ملتی تھی حتیٰ کہ خیبر فتح ہوا۔

غزوہ خندق (احزاب) کے بعد یہودیوں کا قبیلہ بنو قریظہ مغلوب ہوا تو وہاں سے حاصل اموال غنیمت کی تقسیم نے مسلمانوں میں خوشحالی پیدا کردی۔ صاحبِ معارف القران (ج ۷ ص ۱۲۷) لکھتے ہیں:

"ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اس وقت یہ خیال ہوا کہ ان اموال غنیمت میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اپنا کچھ حصّہ رکھا ہوگا۔ اس لیے انھوں نے جمع ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ، یہ قیصر وکسریٰ کی بیبیاں طرح طرح کے زیورات اور قیمتی لباسوں میں ملبوس ہیں، اور ان کی خدمت کے لیے کنیزیں ہیں، اور ہمارا حال فقر وفاقہ کا آپ دیکھتے ہیں اس لیے اب نان نفقہ بڑھایا جائے"

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے یہ مطالبہ سنا کہ ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو بادشاہوں اور دنیاداروں میں ہوتا ہے تو آپ کو اس سے بہت رنج ہوا۔"

صاحبِ تیسیر القران (ج ۳ ص ۵۷۶) لکھتے ہیں:

"سیدنا جابر کہتے ہے کہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئے اور اجازت چاہی، آپ نے انھیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس آپ کی بیویاں غمگین اور خاموش بیٹھی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ میرے گرد بیٹھی خرچ کا مطالبہ کر رہی ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو" پھر آپ ﷺ نے ان سے ایک مہینہ کے لیے علیحدگی اختیار کر لی (بخاری کتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ)"۔

فقر وفاقہ کے ان حالات کے مطابق ازواج مطہرات کا یہ مطالبہ کچھ ایسا ناجائز بھی نہ تھا۔ کیونکہ دوسرے مسلمان آسودہ ہو رہے تھے۔ مگر آپ ﷺ کی فقر پسند طبیعت پر بیویوں کا یہ مطالبہ سخت شاق گزرا۔ اور آپ ﷺ نے اسی کبیدگی طبع کی بنا پر ایک ماہ کے لیے اپنی بیویوں سے کنارہ کش رہنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ ﷺ اپنی بیویوں سے ۲۹ دن تک الگ رہے تھے۔ اس پس منظر اور حالات میں سورہ الاحزاب کی یہ آیات نازل ہوئیں:

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زیبائش ہی چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے دلا کے بھلے طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ، اس کا رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم نیکوکاروں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے"۔ (الاحزاب ۳۳:۲۸-۲۹)

آپ ﷺ انتیس دن بعد گھر تشریف لائے تو سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! میں تمھیں ایک بات کہتا ہوں مگر تم اس میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا''۔ اور آپ ﷺ نے الاحزاب کی یہ دو آیات پڑھیں۔ تو حضرت عائشہ نے جواب دیا: ''میں اس معاملے میں اپنے والدین سے کیا مشورہ کروں گی، میں تو اللہ، اس کے رسول اور آخرت کی بھلائی چاہتی ہوں''، پھر آپ نے یہی بات دوسری بیویوں سے پوچھی تو سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر)۔

اب دیکھیں اس واقعہ میں ازواج مطہرات کو صرف ایک Choice دی گئی ہے، چاہے دنیا اختیار کرلیں، چاہے تو آخرت۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دونوں دے سکتا تھا۔ ازواج مطہرات چونکہ دین کی گہری سمجھ رکھنے والی مخلص ہستیاں تھیں، انھوں نے دنیا کو ٹھکرا کر آخرت کو اپنا لیا۔ ایک طرف ہمارے سامنے اسلام کی یہ اصلی اور عملی شکل ہے تو دوسری طرف آج کل کا زمانہ ہے ہماری عورتیں زیورات اور کپڑوں کے نت نئے ڈیزائنوں اور فیشن میں ہی الجھی رہتی ہیں۔ ذرا کہیں باہر نکلنا ہو تو میک اپ میں پھنس جاتی ہیں۔ باقی ماندہ وقت کچن میں کھانوں اور ڈشوں کی نت نئی ترکیبوں میں ضائع کرتی رہتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

چیزوں کی فراوانی۔ قابل توجہ نہیں

''آپ ہرگز اپنی نظریں اس چیز کی طرف نہ دوڑائیں، جس سے ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو نواز رکھا ہے، نہ ان پر آپ افسوس کریں اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکائے رہیں''۔ (الحجر ۱۵:۸۸)

''اور اپنی نگاہیں ہرگز ان چیزوں کی طرف نہ دوڑانا جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائشِ دنیا کی دے رکھی ہیں تاکہ انکی آزمائش کریں، تمھارے رب کی دی ہوئی روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔'' (طٰہٰ ۲۰:۱۳۱)

دنیا میں کسی ایک فرد کے پاس یا کسی قوم کے پاس دنیا کا جتنا زیادہ مال و دولت اور سامان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آرائش وزیبائش موجود ہے، وہ اتنی ہی بڑی آزمائش سے دوچار ہے۔ جو کلمہ گو شخص بھی ان چیزوں کو حسرت بھری للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے، تو اس کا مطلب ہے اس نے قرآن حکیم کی آیات میں کبھی غور ہی نہیں کیا۔ اگر غور کیا ہے مگر دل ان چیزوں کی محبت سے باہر نہیں نکلتا، تو اس شخص کو لا الہ الا للہ کہنا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے رب کے ہر فرمان کا یقین رکھے اور اپنے عمل میں لائے۔ یہاں ان آیات میں حکم یہ ہے کہ دنیاداروں کی شان وشوکت (Status) کی طرف دیکھنا بھی نہیں۔ جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اس پر قناعت کریں۔ اللہ کا شکر کریں اور اصل توجہ آخرت کی بہتر اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کی طرف رکھیں۔

دین دار اور دنیادار کی تعریف

صحابہ کرام میں حضرت عثمان غنی، زبیر بن عوام، عبدالرحمن بن عوف، اور کچھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت امیر تھے مگر یہ تینوں بزرگ عشرہ مبشرہ میں بھی تھے یعنی جن کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔ ایسے ہی حضرت داؤد، سلیمان اور یوسف علیہم السلام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ اصل میں دین دار کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر حال میں دین کو ترجیح دیتا ہے خواہ اس کی دنیا کا نقصان ہو جائے۔ اس کی سوچوں کا مرکز ومحور آخرت کی زندگی کی تیاری ہوتی ہے اور اس کی زندگی کی ترتیب بھی اسی سوچ کا مظہر ہوتی ہے دین دار بہت امیر بھی ہوسکتا ہے اور بہت غریب بھی۔ اس کی زندگی ایک قیدی کی مانند ہوتی ہے۔

اس کے برعکس دنیادار کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر حال میں دنیا کو ترجیح دیتا ہے خواہ دین کا نقصان ہو جائے، جیسے نمازوں کے اوقات کا ضیاع، کاروبار میں جھوٹ وغیرہ۔ اس کی سوچوں کا مرکز ومحور دنیا کا مال متاع اکٹھا کرنا اور آسائشوں کو بڑھانا ہوتا ہے۔ اس کی زندگی کی ترتیب بھی اسی سوچ کا مظہر ہوتی ہے۔ دنیادار بہت امیر بھی ہوسکتا ہے اور بہت غریب بھی۔ اس کی زندگی ایک آزاد پرندے کی طرح ہوتی ہے۔ دین کی لگائی ہوئی پابندیاں اپنی مرضی سے اپنے اوپر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاگو کرتا ہے۔ وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ کون سی چیز بدعت ہے اور کون سی چیز سنت کیونکہ انھوں نے رسوم و رواج اور علاقائی ثقافت اور روایات کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اسلام کو صرف عبادات یعنی مساجد کی حد تک محدود کرنے کے حامی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اسلام کو سیاست اور حکومتی ایوانوں میں بھی پسند نہیں کرتے۔ ہاں اسلام کو کبھی کبھی برکت کے طور پر نکاح، جنازہ یا ایسے ہی مواقع پر حسب ضرورت استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

خلاصہ یہ کہ ایک دین دار اپنی خواہشات کو اللہ کے حکم کے تابع کر دیتا ہے، اور اپنے رہن سہن کو سنت کے تابع۔ اس کے برعکس دنیادار اللہ کے حکم کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے اور اپنے رہن سہن کو رسم ورواج کے تابع کر دیتا ہے۔ ایک ایمان والا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی عملی تصویر ہوتا ہے۔ جب کہ دنیادار سرکشی کی تصویر اور شیطان کے قدموں کی تابع داری کرنے والا۔ شیطان اس کو موت تک دھوکے میں ڈالے رکھتا ہے۔

اسی لیے فرمایا کہ: "اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمھارا کھلا دشمن ہے"۔ (البقرہ ۲:۲۰۸)

اور اسی لیے فرمایا کہ "کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا اِلٰہ بنا رکھا ہے اور باوجود علم (سمجھ بوجھ) کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے" (جاثیہ ۴۵:۲۳)

دنیا میں ہمیشہ دنیاداروں کی اکثریت رہی ہے اور اب بھی ہے۔ نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو سال کی تبلیغ کے نتیجے میں صرف ۷۰-۸۰ لوگ ایمان لائے تھے اور لوط علیہ السلام کی تبلیغ کے نتیجے میں صرف ایک گھرانہ مسلمان تھا۔

دنیاداروں سے کنارہ کشی کا حکم

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الانعام ۶:۷۰) "اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے انھیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعے سے نصیحت بھی کرتے رہیں تا کہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب (اس طرح) نہ پھنس جائے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی۔"

ان دنیا دار اور عیش پرست لوگوں کے خوبصورت محلات اور چکا چوند زندگی سے دور رہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ کمزور ایمان والے لوگ کہیں اس بظاہر آرام دہ اور دلفریب زندگی سے دھوکہ کھا کر اس خواہش پرستی کی دوڑ میں شامل نہ ہو جائیں۔ مگر اہل علم کو یہ بھی حکم ہے کہ موقع محل کی مناسبت سے ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے رہنا چاہیے تا کہ حجت قائم ہو جائے۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ (النجم ۲۹:۵۳) "تو آپ اس سے منہ موڑ لیں جو ہماری یاد سے منہ موڑے اور جن کا ارادہ بجز دنیا کی زندگانی کے اور کچھ نہیں۔"

دین داروں سے قربت کا حکم

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ (الکہف ۲۸:۱۸)

"اور اپنے آپ کو انھیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں اور اسی کی خوشنودی کے طالب ہیں، خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیاوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جا۔ دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔"

اسی قسم کا حکم (سورہ الانعام کی آیت نمبر ۵۲) میں بھی ہے۔ ان آیات سے مراد تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام ہیں جو غریب اور کمزور تھے، جن کے ساتھ بیٹھنا اشرافِ قریش کو گوارا نہ تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے میرے علاوہ بلال، ابن مسعود، ایک ہذلی اور دو صحابہ اور تھے۔ قریش مکہ نے خواہش ظاہر کی کہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دو تا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی باتیں سنیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں آیا چلو شاید میری بات سننے سے ان کے دل کی دنیا بدل جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ (صحیح مسلم فضائل الصحابہ باب فضل سعد بن ابی وقاص)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ "(التوبہ 9:119) "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو

غور فرمائیں کہ اس آیت میں دینداری کی ایک منفرد تعریف بیان کی گئی ہے اور دین داری کا ایک شفاف معیار مقرر کیا گیا ہے۔ کہ جو سچ نہیں بولتا وہ اس قابل نہیں کہ اس کے پاس بیٹھا جائے۔ اگر کوئی مسلمان سچ بولنے کو اپنا پکا شیوا بنا لے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کے باقی سارے اعمال بھی درست ہو جائیں گے اور اس کے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ (الاحزاب ۳۳:۷۰-۷۱) "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور بات صاف سیدھی کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا۔۔۔"

کیا قرآن کریم پر ہمارا ایمان ہے؟

اب تک میں نے قرآن کریم سے بیسیوں آیات لکھی ہیں اور آگے بھی بے شمار آیات آنے والی ہیں۔ اگر ہم، موجودہ دور کے کلمہ گو انسان، اپنے اعمال اور کردار کا خود ہی غور سے جائزہ لیں تو لازماً ایک سوال ہمارے دل و دماغ میں ابھرے گا: "کیا ہمارا قرآن کریم پر ایمان ہے؟" اگر ہے تو عملی طور پر اس کا ثبوت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جس طرح دنیا کی بے ثباتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان فرمائی ہے کیا ہمارا رہن سہن یعنی لائف سٹائل اس سے میل کھاتا ہے؟ ہم جس طرح صبح سے شام تک دنیا کمانے میں مگن ہیں، اس سے تو واضح نظر آتا ہے کہ ہمارا زیادہ تر وقت دنیا کو بنانے سنوارنے میں ہی خرچ ہو رہا ہے۔ اگر ہمیں آخرت کا ایسا یقین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے تو ہماری گفتگو اور روزانہ کی ملاقاتوں یا مجالس میں کتنی بار آخرت کے مراحل اور ہولناکیوں کا تذکرہ ہوتا ہے؟ آخرت کا یقین بھی ہے اور فجر کے وقت مسجد میں چند نمازی ہوتے ہیں! آخرت کا یقین بھی اور نماز کے وقت سارے پاکستان میں سب معمولات، دفاتر اور کاروبار سب کچھ رواں دواں رہتا ہے! تو پھر قرآن کے بعد ہم کون سی کتاب پر ایمان لا کر اپنی زندگی بدلیں گے؟

"اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا۔ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا"۔ (النساء ۴:۸۷)

"اور جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ہم انھیں ان جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے چشمے جاری ہیں، جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے اللہ کا وعدہ جو سراسر سچا ہے اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ سے زیادہ سچا ہو"؟ (النساء ۴:۱۲۲)

فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ مِّ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۰﴾ (المرسلات ۷۷:۵۰) "اب اس کے بعد یہ کون سی بات پر ایمان لائیں گے"؟

کون سے انسان کتے کی طرح ہیں؟

"اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں لیکن وہ ان (کی اطاعت یا پابندی) سے نکل بھاگا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ تو پستی (دنیا) کی طرف جھک گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا۔ سو اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالت کتے کی سی ہوگئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے، یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجیے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔" (الاعراف ۷:۱۷۶)

اس آیت مبارکہ میں ایسے انسانوں کی پانچ خصلتیں درج ہیں:

۱۔ آیات یعنی احکامات (کی اطاعت یا پابندی) سے نکل بھاگنا۔

۲۔ شیطان کے قدموں (خطوات الشیطان) کی پیروی کرنا۔

۳۔ پستی (دنیا کی زیب وزینت) کی طرف جھک جانا۔

۴۔ اپنی خواہشات کے پیچھے لگ جانا اور

۵۔ آیات کو جھٹلانا۔

ایسے انسانوں کو کتے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کتے میں حرص ولالچ کی خصلت نمایاں ہوتی ہے۔ وہ بھوکا ہو یا شکم سیر، بیمار ہو یا تندرست، چست ہو یا تھکا ہوا، ہر حال میں اپنی زبان باہر نکالے رال ٹپکاتا اور ہانپتا رہتا ہے۔ پھر وہ ہر چیز کو سونگتا پھرتا ہے کہ شاید کہیں سے کھانے کی کوئی چیز ہاتھ آجائے۔ ایسے ہی جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی سے آزاد کر لیتا ہے اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑتا ہے تو پھر اس کی حرص ولالچ بے لگام ہو جاتی ہے۔ ہر حال میں مال کے لیے سونگتا پھرتا ہے، ہر حال میں مال اکٹھا کرنا اس کا مقصد بن جاتا ہے اور مزید مال کے لیے اس کی رال ٹپکتی رہتی ہے۔ مال اور مفادات کی خاطر ہر اچھی قدر (اخلاق وکردار) کو قربان کر دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ مال کے لیے جھوٹ بولنا پڑے، وعدہ خلافی کرنی پڑے، سود دینا پڑے، غداری کرنی پڑے، کرائے کا قاتل بننا پڑے، ظالموں اور مجرموں کا ساتھ دینا پڑے، اپنا ایمان ودین بیچنا پڑے (دیکھئے شہریت کے لیے غیر مسلم ممالک کے حلف نامے)، غرض دنیا حاصل کرنے کے لیے جو بھی بن پڑے، کر گزرتا ہے۔

آخر میں ایک اور اہم خصلت ہے آیات کو جھٹلانا۔ اس سے کیا مراد ہے؟ سورہ المومنون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مومن کی فلاح نمازوں کی پابندی اور خشوع وخضوع میں ہے۔ کلمہ گو انسانوں کی اکثریت سمجھتی ہے کہ نمازیں پڑھنا وقت کا ضیاع اور گھاٹے کا سودا ہے (اسی لیے مسجدیں خالی رہتی ہیں)۔ یہ ہے آیات کو جھٹلانا۔ ایسے ہی سورہ البقرہ میں ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو نابود کرتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے (البقرہ ۲۷۶)۔ دن بدن بینکوں کا پھیلتا ہوا نیٹ ورک اور سودی کاروبار اس آیت کو جھٹلاتا ہے کہ سود کے بغیر نہ تو کاروبار ہو سکتا ہے اور نہ ہی ملک چل سکتا ہے! وعلیٰ ھذا القیاس۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حکم دے رکھے ہیں ان کا خود ساختہ دلیلوں سے مقابلہ کرنا اور ان کے الٹ کام کرنا۔ اس ساری سوچ اور عمل کے پیچھے اصل محرک خواہشات کی پیروی ہے۔

کون سے انسان چوپایوں سے بھی بدتر ہیں؟

"اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے سمجھتے نہیں اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں اور یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں"۔ (الاعراف:۱۷۹)

یعنی دل، آنکھ اور کان اللہ تعالیٰ نے اس لیے دیئے ہیں کہ ان سے غور وفکر کرے، اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کرے اور حق بات کو غور سے سنے مگر جو شخص ان اعضاء سے محض اتنا ہی کام لے جیسا چوپائے لیتے ہیں تو یہ پھر ان سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ چوپائے تو پھر بھی نفع والی چیزوں سے نفع اٹھاتے ہی اور نقصان دہ چیزوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر خواہش پرست انسان کو نفع والی چیز میں نقصان نظر آتا ہے اور نقصان دہ چیز میں نفع نظر آتا ہے (جیسا کہ سود کا معاملہ ہے)۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ ایسا شخص مکمل اندھیرے میں زندگی گزار رہا ہوتا ہے (البقرہ:۲۵۷) اور اندھیرے میں تو ویسے بھی ٹھوکریں بہت لگتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا کا امیر ترین شخص، قارون

قارون کے امیر ترین ہونے کی خبر، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دی ہے۔ دنیا دار سرمایہ داروں کی نفسیات کو سمجھنے کے لیے یہ ایک اچھوتی مثال ہے۔ آج کے مالداروں کی اکثریت قارون کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ سٹیٹس (Status) کی نمائش اسی انداز سے جاری ہے۔ انسانوں کی اکثریت ایسے ہی سٹیٹس کے حصول کی خواہش اور تڑپ رکھتی ہے۔ اسی سٹیٹس کے لیے پیسے کی دوڑ ہے۔

قناعت کا لفظ ان سرمایہ داروں کی ڈکشنری میں موجود ہی نہیں۔ اسی حرص اور ناشکری کی وجہ سے، ان کے لیے دل کا سکون ایک اجنبی چیز ہے۔ قناعت نہیں تو دل کا سکون نہیں۔ نمود و نمائش کی خواہش ایک ایسی دلدل ہے جس میں جو انسان ایک دفعہ داخل ہو جائے، پھر اس میں دھنستا ہی جاتا ہے۔ قارون اسی دلدل میں پھنس کر عبرت ناک انجام سے دوچار ہوا۔ انسانوں کی قلیل تعداد اس دلدل کی حقیقت کو سمجھتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو امیری میں بھی فقیری کو اختیار کیے رکھتے ہیں۔ یہ سارا واقعہ صرف آٹھ آیات میں سمویا ہوا ہے:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ
اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ
نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي
الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ
عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ
مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔـلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلٰي
قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ
اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾
فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ ۫ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ
يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ
مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ الدَّارُ
الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ (القصص ۲۸:۷۶-۸۳)" قارون موسیٰ کی قوم سے تھا
لیکن ان پر ظلم کرتا تھا، ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور
جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں۔ جب اس کو اس کی قوم نے کہا اترا مت! اللہ تعالیٰ
اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔۔ اور جو مال تم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس میں
سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصّے کو بھی نہ بھول اور جیسا کہ اللہ
تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ
ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ قارون نے کہا یہ سب کچھ مجھے
میری سمجھ (علم) کی بنا پر ہی دیا گیا ہے، کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے
اس سے پہلے بہت سی بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے زیادہ قوت والے اور بہت
بڑی پونجی والے تھے۔ اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کی باز پرس ایسے وقت نہیں
کی جاتی۔ پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا، تو دنیا کی زندگی
کے طالب کہنے لگے کاش ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے یہ تو بڑا
ہی صاحب نصیب ہے۔ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے تم پر افسوس! بہتر
چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انھیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔
پس ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اللہ کے سوا کوئی جماعت
اس کی مددگار نہ ہوئی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔ اور وہ لوگ جو کل اس کے رتبے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمنا کر رہے تھے صبح کو کہنے لگے ہائے شامت! اللہ ہی تو اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا، ہائے خرابی کافر نجات نہیں پا سکتے۔ وہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو ملک میں فخریہ بڑائی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔"

قارون کی سوچ اور طریقہ زندگی

اب ان آٹھ آیات مبارکہ میں سے ہمیں وہ چیدہ چیدہ علامات تلاش کرنی ہیں جن کی وجہ سے قارون نشان عبرت بنا اور دیکھنا یہ ہے کہ کہیں کوئی علامت ہمارے اندر تو موجود نہیں اور ہمارے اردگرد امراء میں سے کون قارون کے نقش قدم پر ہے؟

۱۔ فَبَغٰی عَلَیۡهِمۡ: بَغٰی چند معنی کے لیے آتا ہے۔ مشہور معنی ظلم کے ہیں۔ اس کے دوسرے معنی تکبر کے بھی کیے گئے ہیں۔ دولت کی وجہ سے طبیعت میں تکبر پیدا ہوا اور بنی اسرائیل پر ظلم کرتا تھا اور ان کو حقیر و ذلیل سمجھتا تھا۔ ملازموں پر تشدد کرنا، ان سے زیادہ کام لینا یا بغیر اجرت کے کام لینا وغیرہ۔ امیر لوگوں کے ہاتھوں دوسروں کی تحقیر کے کئی طریقے ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ مثلاً ملاقاتی کو غیر ضروری لمبا انتظار کروانا، اس کی بات کو توجہ سے نہ سننا اس کو بات پوری کرنے کا موقع نہ دینا، اس کی بات کرنے کے دوران بار بار فون کرنا یا فائلوں سے کھیلتے رہنا۔ یہ ساری حرکتیں سرمایہ دار یا CEO کے تکبر کا اظہار ہوتی ہیں، جن سے سائل کو پیغام دینا ہوتا ہے کہ صاحب بہت اہم شخصیت ہے اور انتہائی مصروف!

جب کوئی سائل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا چہرہ مبارک سائل کی طرف رکھتے، اس کی بات کو پوری توجہ سے سنتے، اس کی بات کو کاٹتے نہ تھے، اس سے رخ نہ پھیرتے اور اگر وہ آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو جب تک وہ خود نہ چھوڑتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے۔ دوسروں کو سلام کرنے میں پہل کرتے، مجلس میں نمایاں نہ ہوتے حتیٰ کہ کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجنبی کو پوچھنا پڑتا کہ رسول اللہ ﷺ کون ہیں۔ چلتے وقت سب سے آگے نہ چلتے، اپنی سواری پر پیچھے کسی کو بٹھا لیتے، چہرے پر تبسم رہتا۔

آج کے "صاحب" کے اخلاق کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب اس کے پاس اسی کی حیثیت (Worth) یا اس سے بڑی حیثیت کا آدمی ملاقات کے لیے آئے تو پھر اس کو اٹھ کر ملے گا، غریب یا کم حیثیت ملاقاتی کو اپنے دفتر سے نکال دیگا، اب اس سیٹھ سے ہنس ہنس کے پوری توجہ سے بات ہورہی ہے، کسی کو کمرے میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ یہ ساری باتیں قرآن وسنت کے منافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون اہم اور معزز (VIP) ہے کن لوگوں سے میل جول بڑھانا چاہیے اور کن سے دور رہنا چاہئے ان تمام باتوں کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۔ فرح۔ لَا تَفْرَحْ: فرح کے لفظی معنی اس خوشی کے ہیں جو انسان کو کسی لذتِ عاجلہ کے سبب حاصل ہو۔ قرآن کریم نے بہت سی آیات میں فرح کو مذموم قرار دیا ہے جیسا کہ اسی آیت میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ اور ایک آیت میں وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ط اور بعض آیات میں فرح کی اجازت بلکہ ایک طرح کا حکم بھی وارد ہوا ہے جیسے يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ میں اور آیت فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا میں ارشاد ہے۔ ان ساری آیات سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ مذموم اور ممنوع وہ فرح ہے جو اترانے اور تکبر کرنے کی حد تک پہنچ جائے اور وہ جبھی ہوسکتا ہے کہ اس لذت اور خوشی کو وہ اپنا ذاتی کمال اور ذاتی حق سمجھے اللہ تعالیٰ کا انعام واحسان نہ سمجھے۔ اور جو خوشی اس حد تک نہ پہنچے وہ ممنوع نہیں بلکہ ایک حیثیت سے مطلوب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی شکر گزاری ہے (معارف القران ج۶ ص ۶۶۵)۔ اب اس آیت نمبر ۷۶ کو آیت نمبر ۷۹ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ط (پھر اپنی قوم کے سامنے بڑے ٹھاٹھ سے نکلا) کے ساتھ ملا کر غور کریں تو اس کی علامتیں ہمیں آج بھی دنیادار سرمایہ داروں اور جھوٹے متکبرین میں نظر آتی ہیں جیسے انتہائی مہنگی گاڑیاں، پروٹوکول اور دولت کے اظہار کے دوسرے کئی طریقے اور یہ سب کچھ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو ذاتی حق سمجھ کر اسراف اور فضول خرچی نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دوسرے حکم بھی ٹوٹتے ہیں۔ یعنی نمود ونمائش سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی ایک (Chain) چل پڑی ہے۔ اس طرح انسان خود ہی اپنے آپ کو تباہی کی دلدل میں پھنساتا چلا جاتا ہے۔ دولت کے نشے میں انسان اپنے آپ کو دوسرے انسانوں سے کوئی بالاتر مخلوق سمجھنے لگتا ہے۔ اس کی گفتگو، اس کے لباس، چال ڈھال، رہنے سہنے کے انداز سے ایک نخوت اور بڑائی ٹپکنے لگتی ہے، وہ دوسروں کو خاطر میں نہیں لاتا اور وہ کسی ضبط وکنٹرول میں نہیں رہتا۔

۳۔ اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ: جیسی اللہ نے تم سے بھلائی کی ہے تم بھی (لوگوں سے) بھلائی کرو"۔ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ط "اور ملک میں طالبِ فساد نہ ہو"

دوسروں سے بھلائی کرنے میں ان بیماریوں کا علاج ہوجاتا ہے جو تکبر، ظلم اور نمود ونمائش سے پیدا ہوئی تھی۔ اور اگر انسان اس طرف نہیں آتا تو پھر وہ مزید بڑھ کر فساد فی الارض کی طرف نکل جاتا ہے۔ آجکل کے قبضہ گروپس اسی فساد کی ایک شکل ہے۔ اس کے علاوہ سیاست کھیلنا، اور مفادات کے لیے لوٹا بن کر ہر چڑھتے سورج کو سلام کرنا، پیسے کے لیے غیر ملکیوں کا آلہ کار بن جانا وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ شیخی وناشکری: (سیلف میڈ Self-made) اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ط "یہ جو کچھ مجھے ملا ہے اس علم کی بدولت ملا ہے جو مجھے حاصل ہے۔"

حالانکہ علم وہنر بھی تو اللہ ہی دیتا ہے۔ اصل خرابی یہیں سے شروع ہوتی ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ جو بھی مال ودولت اس کے پاس ہے وہ صرف اس کی محنت، علم اور تجربے سے اکٹھی ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں اس سوچ کے لیے سیلف میڈ کی اصطلاح بہت استعمال ہوتی ہے۔ اسی مفہوم کے الفاظ قارون نے استعمال کیے تھے۔ اس سے ایک تو انسان شیخی بھگارتا ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوتی ہے۔ دونوں ہی کبیرہ گناہ ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص بھی سیلف میڈ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی انسان کی کامیابیوں کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ انسان کی پیدائش سے پہلے ہی کون ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتارتا ہے؟ کیا اس میں ماں کی کسی محنت، علم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تجربے کا کوئی عمل دخل ہے؟ اپنے اوپر سیلف میڈ کا لیبل لگانا اللہ تعالیٰ کی انتہائی ناشکری ہے۔

اسی سوچ کو توڑنے کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ (الضحیٰ ۹۳:۱۱) "اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا"۔ اپنی صلاحیتوں کی نفی کرنا عاجزی کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرنا شکر گزاری کی نشانی ہے۔ شکر گزاری سے نعمتوں میں لازمی طور پر اضافہ ہوتا ہے۔

دولت منداور "مہذّب" جاپان۔ حقیقت کیا ہے؟

امریکی اخبار وال سٹریٹ جرنل کے ستمبر ۲۰۱۳ء کے شمارے میں لکھا ہے کہ ایشیا میں امیر ترین افراد کے لحاظ سے جاپان پہلے جبکہ چین دوسرے نمبر پر ہے۔ جاپانی اپنی دولت کے علاوہ اپنے "اعلیٰ اخلاق" محنت اور نظم وضبط میں بھی بڑے معروف ہیں۔ اپنے ٹھنڈے اور نرم مزاج کی وجہ سے دنیا بھر میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ شاید ہی کبھی کسی نے جاپانی والدین کو اپنے بچوں پر غراتے، ڈانٹتے یا مارتے دیکھا ہو۔ وزٹنگ کارڈ لیتے دیتے وقت اس قدر تعظیم کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ دونوں فریق ہی تقریباً رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ ہر گاہک کے ساتھ بڑے اچھے انداز سے پیش آتے ہیں۔ کہیں کار کا حادثہ ہو جائے تو گاڑی سے اتر کر دونوں جھکتے ہیں، سوری کرتے ہیں، اپنا اپنا قصور مانتے ہیں، کارڈز کا تبادلہ کرتے ہیں اور اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔ بعد میں پولیس خود ہی غلطی کرنے والے کی انشورنس کمپنی سے رابطہ کر کے فیصلہ کر دیتی ہے۔

جاپانی عورتیں وفاداری کی ایک جیتی جاگتی مثال ہیں۔ مردوں کا عمر بھر ساتھ نبھاتی ہیں۔ مرد سختی بھی کریں تو خاموشی سے سہتی ہیں۔ ان کا حکم مانتی ہیں۔ خاندان کو بنانے، سنوارنے اور سنبھالنے میں جاپانی عورت کا بہت کردار ہے۔

جاپانی وقت کے پابند اور اپنی اپنی کمپنی سے بڑے وفادار رہتے ہیں۔ چیزوں کا معیار اتنا بلند کہ زیرو ایرر (Zero Error) کی اصطلاح بھی جاپانیوں کی ہے، یعنی کام میں غلطی کا امکان صفر تک لے جاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاپانیوں کی ان تمام خوبیوں کو پڑھ کر ایسے لگتا ہے جیسے جاپان جنت کا ٹکڑا ہے آیئے اس "جنت" کی تھوڑی سی سیر کرتے ہیں۔

جاپانیوں میں وقتی لذت اور جنسی تلذذ نے رشتہ بنانے اور رشتہ نبھانے کی روایت کمزور کردی ہے۔ شہروں میں Love Hotels ایک وبا کی طرح پھوٹ پڑے ہیں۔ یہ ہوٹل کیا ہیں، بے راہ روی کے گڑھ ہیں۔ گھنٹوں کے حساب سے لڑکے لڑکیوں کو کمرے دیئے جاتے ہیں۔ والدین اپنی جوان اولادوں کی بے راہ روی کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں۔

دنیا میں خودکشی کا سب سے بلند ریٹ (Highest Rate of Suicide) جاپان میں ہے۔ جاپان میں سالانہ تقریباً چالیس ہزار افراد خودکشی کرتے ہیں۔ پاکستان میں تین ہزار سالانہ۔ جاپان میں خودکشی کا یہ ریٹ ایک سو دس افراد روزانہ بنتا ہے یا ہر دو گھنٹے بعد نو افراد خودکشی کرتے ہیں جبکہ پاکستان میں دو دن میں گیارہ افراد خودکشی کرتے ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے جاپان میں ہر سال ہر تین ہزار افراد میں سے ایک آدمی خودکشی کرتا ہے۔ جبکہ پاکستان میں ہر سال تقریباً ساٹھ ہزار افراد میں سے ایک آدمی خودکشی کرتا ہے۔ مختصراً یہ کہ پاکستان کی نسبت جاپان میں خودکشی کا ریٹ تقریباً بیس گنا زیادہ ہے (بشکریہ: اردو ڈائجسٹ مئی 2013ء ندائے ملت 12 ستمبر 2013ء اور نوائے وقت 12 ستمبر 2013)۔

پاکستان میں جہاں مہنگائی، لوڈشیڈنگ، ڈینگی، سیلاب، ڈرون حملوں، بم دھماکوں، قتل وغارت اور دوسری مصیبتوں نے لوگوں کو ذہنی مریض بنا دیا ہے، وہاں تو خودکشی کا ریٹ بہت زیادہ ہونا چاہیے تھا مگر یہ "جنت نظیر" جاپان میں کیوں زیادہ ہے؟

اردو ڈائجسٹ لکھتا ہے "فرد کی آزادی نے ایسے فیصلے کرنے کی آزادی کی راہ دکھائی ہے جو کبھی سوچے بھی نہ جاسکتے تھے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی ہمیشہ سے یہ بدصورتی رہی ہے کہ وہ آسانی سے اور زیادہ منافع کے لیے ہر اچھی رسم، رواج، تہذیب، روایت کو قربان کرنے میں پہل کرتا ہے۔ سرمایہ دار وقتی اور لمحاتی خوشی کے چند پل دینے کے نام پر کیا کچھ چھین لیتا ہے؟ یہ گنوانے والوں کو بھی بہت دیر بعد سمجھ آتا ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پیراگراف میں دنیادار دولت مند انسان کی تین بڑی قباحتوں کا ذکر ہے:

۱۔ وہ فیصلے کرنے میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہے۔

۲۔ زیادہ دولت کے لیے اچھائی اور نیکی کی راہوں کو قربان کر دیتا ہے اور

۳۔ وہ وقتی اور عارضی خوشی یا لذت کے لیے اپنی اصل متاع کھو دیتا ہے۔

اس پیراگراف میں ایک اور بڑی اہم چیز کا ذکر ہی نہیں۔ وہ ہے دل کا سکون۔ خودکشی انتہائی مایوسی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ دولت مند ہر مسئلے کو دولت کے بل بوتے پر حل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کا روحانی کنکشن ایمان سے بنتا ہے، دولت سے نہیں۔ اس روحانی کنکشن کے بغیر دل بے سمت ہو کر بے چین اور بے سکون ہو جاتا ہے۔ مسلمان کے سکون کی بیٹری دن میں پانچ دفعہ مسجد جا کر چارج ہوتی ہے۔ مگر دولت مند سیر و سیاحت، کھیل کود، رسم و رواج، نمود و نمائش، بے حیائی کے مراکز اور دوسری خرافات میں سب کچھ لٹا کر بھی بے چین رہتا ہے۔ جاپانیوں کے پاس بے انتہا دولت کے باوجود سکون نہیں۔

جہنم میں کون لوگ داخل ہوں گے؟

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ "اس میں صرف وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے جھٹلایا اور (پیروی سے) منہ پھیر لیا (اعراض کیا)" (اللّیل ۹۲:۱۵۔۱۶)

یعنی دوزخ میں دو طرح کے لوگ داخل ہوں گے: ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جھٹلاتے ہیں اور دوسرے وہ جو اعراض کرتے ہیں یا منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہاں اس چیز کا ذکر ہی نہیں کہ دوزخ میں صرف مشرک یا کافر یا منافق داخل ہوں گے۔ یہاں یہ بھی تخصیص نہیں کہ گنہگار مسلمان بچ جائیں گے۔ بلکہ ہر وہ شخص جس میں یہ دو خصلتیں پائی جائیں گی، وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ یہ دو خصلتیں انسان کی سوچ یا عقیدے میں ہوں، عمل یا طرزِ عمل میں ہوں، رویے یا باڈی لینگویج میں ہوں، ہر صورت میں انسان پکڑا جائے گا۔

اب ہمیں جائزہ لینا ہے کہ یہ دو خصلتیں مسلمانوں میں کہاں اور کیسے پائی جاتی ہیں۔ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند مثالیں لکھوں گا ورنہ اس موضوع پر علیحدہ کتاب درکار ہیں۔

مسلمانوں میں تکذیب اور اعراض کی خصلتیں

پاکستان میں تقریباً سات سو ایسی پکی قبریں ہیں، جہاں سارا سال کلمہ گو انسانوں کا بڑا رش رہتا ہے۔ مسلمان ان فوت شدہ انسانوں کی قبروں پر کیا لینے جاتے ہیں؟ یہ تمام مسلمان دراصل اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ یہ مردے ان کی فریاد کو سنتے ہیں۔ ان کی حاجت یا درخواست کو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں یا یہ کہ مردے خود براہ راست ان کی مدد کرنے پر قادر ہیں۔ اس عقیدے اور عمل سے قرآن حکیم کی ان گنت آیات کی تکذیب ہوتی ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے:

۱۔ "یہ مردے ہیں، زندہ نہیں، شعور نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے" (النحل ۱۶:۲۱)

۲۔ "پکار قبول نہیں کر سکتے، سنتے نہیں" (الرعد ۱۳:۱۴)

۳۔ "اگر سن بھی لیں تو مدد نہیں کر سکتے" (فاطر ۳۵:۱۴)

۴۔ "مدد نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے" (الاعراف ۷:۱۹۲-۱۹۷)

۵۔ "کسی کی تکلیف دور نہیں کر سکتے" (بنی اسرائیل:۵۶)

۶۔ "نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے" (المائدہ ۵:۷۶)

۷۔ "آسمانوں اور زمین میں ان کا ایک ذرہ کا بھی اختیار نہیں" (سبا ۳۴:۲۲)

۸۔ "یہ رزق نہیں دے سکتے نہ کچھ قدرت رکھتے ہیں" النحل ۱۶:۷۳)

۹۔ "خود سفارش نہیں کر سکتے" (الروم ۳۰:۱۳)

۱۰۔ "مخلوق ہیں، ایک ذرّے کے خالق نہیں" النحل ۱۶:۲۰)

۱۱۔ "یہ خود اللہ سے خوف زدہ ہیں" بنی اسرائیل ۱۷:۵۷)

۱۲۔ "جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو انھیں پکارو اور دیکھو کہ کیا وہ تمھاری چاہت پوری کرتے ہیں؟" (الاعراف ۷:۱۹۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو قبروں پر جا کر دُعائیں کرنا، منت مانگنا وغیرہ نہ صرف ان سب آیات کی تکذیب ہے بلکہ صریح شرک بھی ہے۔ اس تکذیب میں عوام ہی نہیں، خواص بھی شامل ہیں۔ ملک کا صدر، وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ ان پر پھولوں کی چادریں چڑھاتے ہیں اوپھر قبر پر کھڑے ہوکر دُعائیں مانگتے ہیں! کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جھٹلانے سے اللہ تعالیٰ کو غصہ نہیں آئے گا؟ ان پکی قبروں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور پاکستان کے مصائب ومسائل بھی بڑھ چکے ہیں!!

دوم: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ سود کو نابود کرتا ہے اور صدقات کو ترقی دیتا ہے" (البقرہ ۲۷۶)۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی اس بات کو بھی جھٹلایا۔ سودی نظام کو خوب پھیلا دیا ہے اور صدقات کے نظام کا سرکاری وجود ہی نہیں! تو پھر کیا وقت کے ساتھ ساتھ پاکستان کی معیشت نابود ہوئی ہے یا ترقی یافتہ؟

سوم: موذن اعلان کرتا ہے کہ فلاح چاہیے تو آؤ مسجد میں نماز کی طرف۔ مسلمانوں کی اکثریت اپنے طرزِ عمل سے اس بات کی تکذیب کرتی ہے کہ نماز میں کیا رکھا ہے؟ کاروبار کو چھوڑ کر مسجد نہیں جانا! موذن تو وہی کہتا ہے جو سورہ المومنون میں لکھا ہے کہ فلاح پا گئے وہ مومن جو نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں اور نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ موذن کہتا ہے نماز نیند سے بہتر ہے۔ اکثریت سوئی رہتی ہے کہ نماز میں کیا رکھا ہے؟ فجر کے وقت مسجدوں میں کتنے نمازی ہوتے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فجر کی نماز کا خصوصی ذکر نہیں کیا؟ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۸)

چہارم: اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ گھروں میں ٹکی رہو (الاحزاب ۳۳:۳۳)۔ عورت نہ صرف گھر سے باہر نکلی بلکہ سج دھج سے نکلی جس سے پردے کے حکم کی بھی تکذیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے تو صرف ضرورت کے تحت عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے اور وہ بھی مناسب پردے میں۔ اللہ کے ان احکامات کی تکذیب کرنے سے کیا عورت پہلے سے زیادہ محفوظ ہے؟

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے (البقرہ:۲۲۸) ان پر قوام بنایا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو خاوند کی اطاعت کا حکم دیا ہے (النسآء ۵:۳۴)۔ عورتوں کی اکثریت اپنی باتوں اور عمل سے ان آیات کی تکذیب کرتی ہے۔ اس جرم میں وہ بزدل مرد بھی برابر کے شریک ہیں جو عورت کو گھر کا سربراہ تسلیم کر کے زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا ایسا کرنے سے طلاقوں کی شرح کم ہوئی ہے؟ اور کیا خاندان زیادہ پرسکون اور مستحکم ہیں؟

پنجم: اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے اور صاف سیدھی بات کرنے (الاحزاب ۳۳:۷۰) وعدے پورے کرنے (المائدہ ۵:۱، بنی اسرائیل ۱۷:۳۴ اور المومنون ۲۳:۸) اور امانت کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے (المومنون ۲۳:۸)۔ اس وقت معاشرے میں ان احکامات کی تکذیب ایک فن اور فیشن کے طور پر کی جاتی ہے۔ بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھے لوگ کہتے ہیں: "وعدوں کو پورا کرنا کیا قرآن وحدیث ہے"؟ تقریباً تمام کاروباری لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر کاروبار نہیں ہوسکتا۔

ششم: اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ جو لوگ (حکمران اور قاضی) اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب کے مطابق حکم نہیں دیتے (یعنی فیصلے نہیں کرتے) وہ لوگ کافر، ظالم اور فاسق ہیں (المائدہ ۵:۴۴-۴۵-۴۷) مگر ہمارے ملک میں تو آئین سے وفاداری اور آئین کی حفاظت کا حلف اٹھایا جاتا ہے اور فیصلے تعزیرات پاکستان (PPC) اور آئین پاکستان کے مطابق کیے جاتے ہیں۔ کیا ایسا کرنے سے ملک زیادہ پرامن ہوگیا ہے؟

کیا کیا لکھوں اور کہاں تک لکھوں! عورت کی آدھی گواہی اور وراثت کے متعلق آیات کی تو کھلے عام تکذیب کی جاتی ہے اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ آیات کی تکذیب کے علاوہ احکامات سے اعراض کا چلن تو بہت عام ہے۔ اس اعراض یا منہ پھیرنے (Turning away) میں انسان زبان سے کچھ نہیں کہتا مگر اپنے عمل (Action) طرزِ عمل (Behavior)، رویے (Attitude) اور حرکاتِ بدن (باڈی لینگویج) سے احکامات اور سنتوں سے کراہت، نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتا ہے، ان کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتا ہے، ان کو اپنے راستے اور خواہشات میں رکاوٹ سمجھتا ہے اور حیلے بہانے سے ان سے جان چھڑانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے (النسآ ۴:۸۰) ایسے ہی رسول اللہ کی نافرمانی بھی اللہ کی نافرمانی ہے۔ جو شخص اسلام کے احکامات کو ناپسند کرتا ہے، اس کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں (محمد ۴۷:۹-۲۸) جو شخص اسلامی احکامات کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (محمد ۴۷:۱۶) یعنی وہ ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو سیکولر اور لبرل کہلانے والے ان تمام باتوں پر غور کر لیں۔

ایک قومی روزنامے میں شائع ہونے والے لبرل کالم کا احوال

سیکولر قسم کے مسلمان الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا پر اپنی اسلام سے بیزاری کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اکثر بڑے محتاط ہوتے ہیں کہ کہیں اسلام سے نفرت بالکل ہی ظاہر نہ ہو جائے۔ مگر بعض کچھ زیادہ ہی لبرل واقع ہوئے ہیں اور اسلام سے اپنی اندرونی کراہت کو بے باک طریقے سے بیان کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک کثیر الاشاعت قومی اخبار کے ادارتی صفحے پر، کینیڈا میں مقیم، ایک خاتون کا کالم شائع ہوا۔ یہ کالم اتنا تکلیف دہ تھا کہ میں اس کا تفصیلی جواب لکھ کر اخبار کے مرکزی دفتر پہنچ گیا۔ وہاں سٹاف نے کالم کی اشاعت پر معذرت تو کی مگر میرا جواب شائع نہ کیا۔ یہ کالم "خدائی انصاف؟" کے نام سے شائع ہوا۔ اس کالم میں اللہ تعالیٰ کو بے انصاف ثابت کرنے اور اسلام کے دوسرے شعائر کی تکذیب کرنے اور مذاق اڑانے کی کوشش کی گئی ہے۔

پہلے میں اس کالم کو درج کر رہا ہوں۔ اس سے آگے میرا جواب "خدائی انصاف۔ حقیقت کیا ہے؟" درج ہے۔ میرا جواب پڑھنے سے پہلے آپ خود بھی اس کالم پر غور فرمائیں کہ اس کالم میں کہاں کہاں اور کیا گڑبڑ ہے؟

خدائی انصاف؟

"جب سے مجھے پتہ چلا ہے کہ مخمل کے گدوں پر سونے والوں کے خواب ننگی زمین پر سونے والوں سے مختلف نہیں ہوتے، تب سے مجھے خدائی انصاف پر پورا اعتماد ہو گیا"۔ (خلیل جبران)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلیل جبران یہ بات سوچ کر دنیا میں فطرت کے انصاف سے مطمئن ہو گیا ہوگا مگر میں نہیں۔ زندگی خواب نہیں حقیقت ہے۔ جو مخمل کے بستر پر سوتا ہے اس کے لیے دنیا الگ معنی رکھتی ہے اور جو ننگے پتھریلے فرش پر سوتا ہے اس کے لیے بالکل ہی ایک الگ منظر پیش کرتی ہے۔ اور دنیا خواب نہیں ایک کڑوی حقیقت ہے بقول کامیو انسان اس دنیا میں زندگی کی لایعنیت کی مشقت اٹھانے کے لیے آیا ہے۔ البتہ موت خواب ہے۔ ہاں وہاں پر خدائی انصاف پر اعتماد کرنا ہو تو کیا جا سکتا ہے۔ گو کہ امیر اور غریب کی زندگیوں کے درمیان دن بدن بڑھتی خلیج کی طرح موت کے سامان اور موت کے اہتمام بھی مختلف ہونے لگ گئے ہیں۔

ساغر صدیقی نے ٹھیک کہا:۔

تقدیر کے کالے کمبل میں، عظمت کے فسانے لپٹے ہیں
مضمون یہاں بھی بہرے ہیں، عنوان یہاں بھی اندھے ہیں

اگست کے آخری بدھ اسپین کے شہر ویلنسین میں "La Tomatina" (ٹماٹروں کا میلہ) لگتا ہے۔ 1945 میں کچھ نوجوانوں کی لڑائی ہوئی تو انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قریبی دکانوں سے ٹماٹر اٹھا اٹھا کر مارے، ہر سال یہی رسم منائی جانے لگی۔ 1980 سے حکومت نے شہریوں کو خود ٹماٹر مہیا کرنے شروع کر دیئے۔ اس سال میں اس میلے کی خبریں ٹی وی پر دیکھ رہی تھی۔ تقریباً ۴۰ ہزار کے قریب لوگ ۱۰۰ ٹن سے زیادہ ٹماٹر ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ ٹماٹر کے میلے میں شریک ہونے والوں کے خواب بغیر ٹماٹر کے ہانڈی پکانے والوں جیسے کیسے ہو سکتے ہیں؟ جس نے سارا دن ٹماٹروں کو پیروں تلے روندا ہوگا رات کو کیا وہ ایسا خواب دیکھ سکتا ہے کہ کاش ایک دفعہ اس کے پاس اتنے پیسے ہوں کہ وہ اپنی ہانڈی میں ٹماٹر ڈال سکے؟

امیروں کی دنیا کا ایک اور چونچلہ world gravy wrestling، جو عام ریسلنگ ہی کی طرح مگر پول میں سالن ڈال کر لڑی جاتی ہے۔ مقابلہ کرنے والوں کے جسم سالن سے لتھڑ جاتے ہیں۔ انگلینڈ میں منعقد ہونے والی اس ریسلنگ کا ساتواں سال تھا۔ 2010 کا ایک نمبر آپ سے شیئر کرتی ہوں۔ دنیا میں ہر سال 6.7 ملین بچے بھوک سے مر جاتے ہیں۔ سالن تو دور کی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھیں روٹی بھی کھانے کو نہیں ملتی۔ ایک ہی دنیا میں رہتے ہوئے ان بچوں کو خواب میں ہی پورا کھانا نصیب ہوتا ہوگا اور سالن سے بھرے پول میں ریسلنگ کھیلنے والوں کو ہار اور جیت کے خواب آتے ہونگے۔ ایک تصویر انٹرنیٹ پر بہت چلتی ہے کہ بہت بڑے بڑے بھنے ہوئے بکرے اور چاولوں کے بڑے بڑے تھال اور کھانے والے تھوڑے سے موٹی توندوں والے عربی لوگ۔ ایک اور تصویر بھی بہت چلتی ہے۔ بہت سے ننگے بدن بچے کوڑے سے اپنا رزق نکال کر کھا رہے ہیں۔ خدائی انصاف اور کرم کی ایک یہ بات بھی بہت مشہور ہے کہ خدا نے پتھر میں رہنے والے کیڑے کو بھی رزق فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے تو کیا ان بچوں کا رزق کوڑے میں پوشیدہ ہے؟ جو امیروں کے دسترخوانوں سے ٹھکرایا جاتا ہے اور ان غربت کے ماروں کی پیٹ کی آگ بجھاتا ہے۔ امیر عرب ممالک اور ان کے بھرے پرے دسترخوان۔

دنیا کی آبادی کا 23 فیصد مسلمان ہیں اور دنیا میں 44٪ غریب ہیں یعنی دوسرے مذاہب کے مقابلے میں مسلمانوں میں دگنا ہے۔ اگر امیر مسلمان ممالک ہی اس فرق کو مسلمانوں کے لیے ہی کم کرنے کا سوچنا شروع کر دیں تو کم از کم دنیا کی آدھی آبادی تو بڑے آرام سے اچھی زندگی گزار سکتی ہے۔ جس کا آغاز روٹی سے پھر کپڑا، مکان ذرائع پر برابری کے حق تک جا سکتا ہے اور جب ان بنیادی چیزوں میں برابری آئے گی تو رہنے سہنے اوڑھنے پہننے، اپنے حق کی بات کرنے اپنی خودی اور اپنی عزت نفس سب میں برابری کی امید پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلام تو برابری کا درس دیتا ہے تو اسلام کا یہ حکم کیوں نہیں مانا جا رہا؟

امیر غریب کی خلیج غیر مسلم ملکوں میں ہو تو ہو، یہاں کیوں وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے؟ ایک طرف انواع واقسام سے بھرے ہوئے کھانوں کے تھال قیمتی پوشاکوں میں ڈھکی ہوئی موٹی توندوں کے آگے چنے ہوئے، دوسری طرف خالی پلیٹیں ننگے بدن، پسلیوں کے ساتھ چپکے ہوئے پیٹوں کے آگے پڑی پوچھ رہی ہیں! کیا ان میں کبھی کھانا آئے گا؟ میں بھی خدائی انصاف پر یقین کرنا چاہتی ہوں مگر یہ سب تصویریں ہمہ وقت میری آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔

بورژائی (bourgeois society) معاشرے میں ماضی حال کو کنٹرول کرتا ہے، کمیونسٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں حال ماضی کو کنٹرول کرتا ہے۔ اول الذکر معاشرے میں سرمایہ آزادی اور اپنی انفرادیت لیے ہوئے ہوتا ہے جبکہ انسان پابند اور اسکی کوئی انفرادیت نہیں ہوتی۔

وسائل کی غیر مساوی تقسیم سے ایک ہی معاشرے میں رہتے ہوئے حقوق اور فرائض کی تقسیم بھی اتنی ہی ناانصاف ہوجاتی ہے۔ ایسے معاشروں میں پیسے کے ترازو میں جب جان تولی جاتی ہے تو جان کا وزن ہلکا نکلتا ہے۔

اگر اسلام دولت کے بدلے جرم معاف کرنے کا حق دیتا ہے تو میں خدائی انصاف سے پوچھتی ہوں کیا کم اثر ورسوخ والا اپنی بہن کی عزت بچانے کو بھی سرمایہ دار کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا؟ اور امیر صرف مہم جوئی اور کھلنڈرے پن کے نام پر خون بھی کر سکتا ہے اور پھر ترازو کے ایک پلڑے میں اتنے پیسے ڈال سکتا ہے کہ دوسرے پلڑے میں پڑی جان خود بخود ہلکی پڑ کر الٹ جائے۔ مارکس نے ٹھیک کہا ایسے نظام میں انسان کی انفرادیت اور آزادی قید ہے۔ نہ حقوق مساوی اور نہ فرائض ایک جیسے۔ نہ زندگی ایک جیسی اور نہ خواب۔ بااثر کا رعب سارے معاشرے میں پھیلا ہوا، بے اثر کی زندگی اپنے گھر میں بھی تنگ۔ پیسہ ایک جیب میں دین و دنیا دوسری میں۔ دنیا پر تو کوئی اعتراض کر بھی لے دین کے نام پر کون بولے؟ ؎

کچھ لوگ بھروسا کرتے ہیں تسبیح کے چلتے دانوں پر
بے چین یہاں بزدل کا جنوں، انسان یہاں بھی اندھے ہیں

''خدائی انصاف؟'' حقیقت کیا ہے؟

''کالم نگار کا آدھا کالم فرضی خوابوں کے تصوّر پر ہے کہ امیر اور غریب کے خواب مختلف ہوتے ہیں۔ سورہ یوسف، آیت نمبر 4 سے، ایک ایسے بدوی بچے کے خواب سے شروع ہوتی ہے جس کے گیارہ بھائیوں نے اٹھا کر اسے کنویں میں پھینک دیا تھا۔ اور آیت نمبر ۱۰۰ پر اسی خواب کی تعبیر پر ختم ہوتی ہے جب کہ وہ مصر کا بادشاہ بن چکا تھا۔ سورہ یوسف، قیامت تک آنے والے کمزوروں، مظلوموں اور غریبوں کو خدائی انصاف اور کرم کا حوصلہ دیتی رہے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تندور پر روٹیاں لگانے والے محسن نے یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن لی اور امیر بچوں کے خواب چکنا چور ہوئے۔ کالم نگار خدائی کرم اور انصاف سے واقف ہی نہیں۔ اس کے کالم نے نہ جانے کتنوں کو خدائی انصاف وکرم سے متنفر کیا ہے؟

لکھتی ہے: "خلیل جبران فطرت کے انصاف سے مطمئن ہو گیا ہوگا مگر میں نہیں۔"

جو اللہ خود عدل کا حکم دیتا ہے (اِعْدِلُوْا اقف النسآء:۸۔۔۔اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ لْاِحْسَانِ النحل:۹۰) اور جس نے اپنی ذات پر رحمت کو لکھ دیا ہے (كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لا الانعام:۱۲، ۵۴) اور جس کا یہ وعدہ ہے کہ کسی پر ذرا برابر ظلم نہ ہوگا (وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلاً النسآء:۷۷، بنی اسرائیل:۷۱) اس سے یہ گمان رکھنا کہ وہ بے انصاف ہے، قرآن کی تعلیم سے ناواقف ہونے کی نشانی ہے۔

لکھتی ہے: "موت ایک خواب ہے۔ ہاں وہاں پر خدائی انصاف پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

دنیا و آخرت کا خدا ایک اللہ ہی تو ہے! اگر کالم نگار کا موت کے بعد خدائی انصاف پر اعتماد ہے تو دنیا میں کیوں نہیں؟ جن لوگوں کے دل میں بیماری تھی انھوں نے بھی کہا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدے محض دھوکہ ہیں۔ (الاحزاب:۱۲) مگر سچے مسلمانوں نے اللہ اور اس کے رسول کے وعدوں کو سچ مانا اور ان کے ایمان اور اطاعت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ (الاحزاب:۲۲)۔

لکھتی ہیں: "انسان زندگی کی لایعنیت کی معرفت اٹھائے آیا ہے۔"

جو انسان یہ کہتا ہے کہ زندگی ایک لایعنی [illegible] ہے یا پھر قرآن کا انکاری ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (المومنون:۱۱۵) اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کا مقصد بھی واضح فرما دیا:

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (ھود:۷، الکھف:۷، اور الملک:۲)۔

لکھتی ہے: "زندگی خواب نہیں حقیقت ہے، البتہ موت خواب ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی اور موت دونوں اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں (اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ) (الملک:۲) اس آیت میں موت کا ذکر پہلے اور زندگی کا بعد میں آیا۔ موت کے بارے میں فرمایا:

لَقَدْ كُنتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (ق ۲۲:۵۰)

یعنی موت کے وقت انسان کے سامنے اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ البتہ زندگی کے بارے میں فرمایا: وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ہ (آل عمران:۱۸۵، الانعام: ۳۲۔ ۷۰، الاعراف:۵۱، فاطر:۵، الجانیہ:۳۵) یعنی دنیا کی زندگی محض فریب اور دھوکہ ہے۔ یہاں بظاہر نفع والی چیز میں نقصان چھپا ہوتا ہے یا بالعکس۔ موت اور آخرت کی زندگی ایک خواب نہیں بلکہ اصل حقیقت ہے۔

لکھتی ہے: "تقدیر کے کالے کمبل میں عظمت کے فسانے لپٹے ہیں۔"

تقدیر ایک حقیقت ہے وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (الفرقان ۲:۲۵)

جس حقیقت کا قرآن کریم میں ذکر ہو جائے اسکو افسانہ کہنا انتہائی درجے کی گستاخی بلکہ کفر ہے۔ تقدیر کو کالے کمبل سے تشبیہ دینا، تقدیر سے نفرت کا اظہار ہے۔

لکھتی ہے: "اسلام تو برابری کا درس دیتا ہے تو اسلام کا یہ حکم کیوں نہیں مانا جا رہا؟"

اپنے سارے کالم میں کالم نگار نے چونکہ امیری اور غریبی کے فرق کا ہی رونا رویا ہے تو یہاں برابری سے مراد معاشی برابری ہے۔ اس جملے سے تو بالکل واضح ہو گیا کہ کالم نگار اسلامی تعلیمات اور نظام سے بالکل ناواقف ہے۔ اسلام نے تو کہیں بھی معاشی برابری کا حکم نہیں دیا! معاشی برابری نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی مطلوب ہے۔ معاشی اونچ نیچ کے بغیر دنیا کا نظام ایک دن بھی نہیں چل سکتا: "دنیا کی زندگی میں ان کا سامانِ زیست ان کے درمیان ہم نے تقسیم کیا ہے اور کچھ لوگوں کو دوسروں پر بدرجہا فوقیت دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے خدمت لے سکیں"۔ (الزخرف ۳۲:۴۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کالم نگار کمیونسٹ سوچ کی حامل ہیں۔ سوشلزم اور کمیونزم کا فلسفہ تو اپنی موت مر چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک داماد (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) انتہائی امیر اور دوسرا داماد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) انتہائی غریب تھے۔ انھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تو کبھی شکوہ نہ کیا تھا۔

لکھتی ہے: "اس نظام میں نہ حقوق مساوی نہ فرائض ایک جیسے"

اگر اللہ تعالیٰ نے وسائل کی تقسیم غیر مساوی کی ہے تو حقوق و فرائض میں بھی ویسے ہی فرق رکھا ہے۔ اگر مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے تو عورت پر سے معاشی ذمہ داری کا بوجھ اُٹھا لیا ہے۔ اگر کوئی معاشی طور پر کمزور ہے تو اس سے حج اور زکوٰۃ کے فرائض ساقط کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ وہ کسی جان پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ (البقرہ ۲۸۶)

لکھتی ہے: "مارکس نے ٹھیک کہا ہے ایسے نظام میں انسان کی انفرادیت اور آزادی قید ہے"۔

اگر کالم نگار نے اس سے کمیونسٹ نظام مراد لیا ہے تو پھر یہ ایک درست جملہ ہے۔ جو لوگ کمیونسٹ روس کے باشندے رہے ہیں۔ ان کی زندگی ایسے ہی تھی۔ پھر انھی لوگوں نے لینن کے مجسمے کو توڑ ڈالا اور لینن گراڈ کا نام ہی تبدیل کر دیا۔ جبکہ اسلامی نظام میں انسان کی انفرادیت نکھر کر سامنے آتی ہے۔ اسلام نے بڑے بڑے نامور حکمران، جرنیل اور سائنس دان پیدا کیے۔ ایک غلام کے بیٹے، اسامہ بن زید ﷺ کو لشکرِ اسامہ کا امیر بنا کر بھیجا گیا اور کبائر صحابہ ان کے ماتحت تھے۔ اللہ اور اسکے رسول کی غلامی ایسی نعمت ہے جو انسان کو انسانوں کی غلامی سے نجات دے کر حقیقی آزادی عطا کرتی ہے۔ ایک سجدہ انسان کو ہزاروں سجدوں سے بچاتا ہے۔

اگر اس جملے سے، کالم نگار نے اسلامی نظام مراد لیا ہے، تو پھر کمیونسٹ اور دہریے اسلام کے بارے ایسی ہی سوچ رکھتے ہیں۔ اسلام کی پابندیوں سے جان چھڑانے کے لیے ہی سیکولر اور لبرل جیسی اصطلاحات سامنے آئیں۔ ہر سچے مسلمان کی خواہش ہے کہ اس کو موت آئے تو اسلام کی غلامی میں ہی موت آئے اور اس غلامی کو بچانے کے لیے وہ اپنی جان بھی قربان کرنے پر آمادہ رہتا ہے۔

دنیا کی غربت میں کیا صرف عربوں کا ہاتھ ہے؟ دنیا کو اپنی کالونی بنانے والے اور وہاں کے وسائل لوٹنے میں جتنا نام نہاد "مہذّب" یورپ اور امریکہ کا کردار اور حصّہ ہے، وہ تو سیکولر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ امریکہ، برطانیہ اور کینیڈا کی گود میں بیٹھ کر خدائی انصاف کو کوسنا کس ذہنیت کی علامت ہے؟ ایسے ایسے مسلمان حکمران بھی گزرے ہیں جن کے دور حکومت میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا! خرابی خدائی انصاف میں نہیں بلکہ آج کے نام نہاد مسلم حکمرانوں کے طرز حکومت میں ہے جن کو صرف اپنے مفادات اور اپنی عیاشیاں عزیز ہیں۔ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ ہر انسان اپنی سوچ اور کیے ہوئے اعمال کا بدلہ پالے گا۔ امیر کا امتحان غریب سے زیادہ سخت ہے۔ دنیا میں چند دن کی عیاشی انسان کو ہمیشہ کے لیے لے ڈوبے گی۔ اسی لیے آخر کار جنت میں اکثریت غریب مومنوں کی ہوگی۔"

جھوٹ، خیانت اور موٹاپا

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ جو اس کے بعد ہوں گے، پھر ان لوگوں کا زمانہ جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے"۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دور کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پھر اس کے بعد وہ لوگ پیدا ہوں گے کہ وہ گواہی دیں گے لیکن ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، وہ خیانت کریں گے اور ان پر اعتماد جاتا رہے گا، وہ نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا پھیل جائے گا۔" (صحیح بخاری: ۶۴۲۸۔۳۶۵۰)

اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبعہ تابعین کے زمانوں کو بہترین زمانے فرمایا گیا ہے۔ ہم اس وقت ان زمانوں سے تقریباً ایک ہزار سال کی دوری پر جی رہے ہیں۔ ہمارے اردگرد کتنے لوگ ہیں جن پر اعتبار یا اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ جھوٹ، وعدہ خلافی اور خیانت وبا کی طرح پھیل چکی ہے۔ موٹاپے کا یہ عالم ہے کہ نوجوانوں اور بچوں تک میں عام ہو گیا ہے۔ موٹاپا ضرورت سے زیادہ کھانے سے پیدا ہوتا ہے، جو کہ اسراف ہے۔ اور اسراف گناہ کبیرہ ہے۔ جو لوگ چلتے پھرتے اسراف جیسے گناہ کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں اور ان کو اس گناہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احساس تک نہیں، وہ دوسرے بڑے بڑے گناہوں کے بارے کیسے سنجیدہ ہوسکتے ہیں؟ اس حدیث کی تعبیر حرف بہ حرف آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

انسانوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے، اکثر نکمّے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے، سو میں ایک بھی تیز سواری کے قابل نہیں ملتا"۔
(صحیح بخاری ۶۴۹۸، ابن ماجہ: ۳۹۹۰، ترمذی: ۲۸۷۲)

آپ کسی دفتر یا ادارے میں چلے جائیں اور اس حدیث کو ذہن میں رکھیں تو حقیقت روشن ہوجائے گی۔ نااہلی اور بے حسی کا ہر جگہ راج ہے۔ اچھے لوگ بہت کم ہیں۔

دنیا کی کشادگی اور آخرت سے غفلت

عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ لینے بھیجا۔ جب ابوعبیدہ بحرین سے جزیے کا مال لے آئے تو انصار نے ان کے آنے سے متعلق سنا اور صبح کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے لگے تو وہ آپ کے سامنے آگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ ابوعبیدہ کے آنے کے متعلق تم نے سن لیا ہے اور یہ بھی کہ وہ کچھ لے کر آئے ہیں؟'' انصار نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تمھیں خوشخبری ہو تم اس کی امید رکھو جو تمھیں خوش کردیگی، اللہ کی قسم! فقر ومحتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے میں تمھارے متعلق ڈرتا ہوں بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اس طرح کشادہ کردی جائے گی، جس طرح ان لوگوں پر کردی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اسی طرح کوشش کروگے جس طرح وہ کرتے تھے اور تمھیں بھی اسی طرح غافل کردے گی جس طرح ان کو غافل کیا تھا"۔ (صحیح بخاری: ۶۴۲۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شخص دنیا کمانے اور بنانے میں بری طرح پھنسا ہوا ہے تو وہ قرآن وحدیث اور فکر آخرت سے غافل رہتا ہے حتیٰ کہ موت آکر اس کو دبوچ لیتی ہے۔

دنیا کی حرص سے بچیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں تمھارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے تمھارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے"۔ (بخاری:۶۴۲۶)

A man, when struggles for higher and higher status in this life he, surely loses the real target of the life hereafter.

مالداری (اور فقر) کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگنا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے کہ:

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کی آزمائش سے، دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مالداری کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں فقر کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے" (صحیح بخاری:۶۳۷۶)۔

فقر ایک آزمائش ہے تو مالداری اس سے بڑی آزمائش ہے کہ اس سے انسان کے اندر گھمنڈ، غرور اور استغنیٰ جیسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

دنیا کی ظاہری چمک، حقیقت کچھ اور ہے!

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک سوار (نامعلوم) ادھر سے گزرا وہ اس وقت بھی بچے کو دودھ پلا رہی تھی (سوار کی شان دیکھ کر) عورت نے دُعا کی اے اللہ! میرے بچے کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ اس سوار جیسا نہ ہو جائے۔ اسی وقت (بقدرت الٰہی) بچہ بول پڑا، اے اللہ! مجھے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا نہ کرنا۔ اور وہ پھر دودھ پینے لگا۔ اس کے بعد ایک (نامعلوم) عورت کو ادھر سے لے جایا گیا، اسے لے جانے والے اسے گھسیٹ رہے تھے اور اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ ماں نے دُعا کی، اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ کرنا، لیکن بچے نے کہا اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دینا (پھر تو ماں نے پوچھا، ارے یہ کیا معاملہ ہے؟) اس بچے نے بتایا کہ سوار تو کافر (وظالم) تھا اور عورت کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ تو زنا کراتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی اللہ (میرے لیے اللہ کافی ہے، وہ میری پاک دامنی جانتا ہے) لوگ کہتے کہ تو چوری کرتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی اللہ (اللہ میرے لیے کافی ہے، وہ میری پاک دامنی جانتا ہے)" (صحیح بخاری:۳۴۶۶)۔

بچے کا بولنا ایک معجزہ تھا۔ اس میں وہی سبق پوشیدہ ہے جو قارون کے واقعہ میں تھا کہ دنیا داروں کی بظاہری شان وشوکت اور Status کے اندر کہانی کچھ اور ہوتی ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ کے مشرک سرداروں کی بجائے اپنی توجہ غریب مگر مخلص صحابہ کی طرف رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی (سورہ عبس)۔

عہدے اور حکومت کے لائق کون شخص؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم حکومت کے سلسلہ میں جو اسے بہت ناپسند کرتا ہو یہاں تک کہ اس کو حکومت مل جائے سب سے بہتر پاؤ گے۔ (صحیح بخاری:۳۴۹۶)

جب حکومت کی خواہش نہ رکھنے والے کو منصب امارت یا کوئی عہدہ سونپا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ اِس وقت انسانوں کی سوچ بالکل الٹ ہو چکی ہے۔ لوگ الیکشن لڑتے ہی اس لیے ہیں کہ کوئی عہدہ ان کے ہاتھ لگ جائے۔ تو پھر نتیجہ بھی ہمارے سامنے ہیں کہ ان نام نہاد جمہوری حکومتوں نے پاکستان کو ہر لحاظ سے تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اسلام میں عہدے، تقویٰ اور قابلیت کی بنیاد پر تقسیم ہوتے ہیں نہ کہ سیاسی بنیادوں پر بندر بانٹ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان کا اصلی مال کونسا ہے؟

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو"؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جسے اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پھر اس کا مال وہی ہے جو اس نے (موت سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کر کے) آگے بھیج دیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ چھوڑ کر مرا"۔ (صحیح بخاری: ۶۴۴۲)

انسان کا جو مال بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگ جائے، وہ اصل سرمایہ کاری ہے۔

اصل غنی کون ہے؟ جو دل کا غنی ہے!

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تونگری یہ نہیں کہ سامان زیادہ ہو، بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو"۔ (صحیح بخاری ۶۴۴۶) دل کا غنا یعنی قناعت اور سکونِ قلب، صرف اسی کو نصیب ہوتے ہیں جو اپنی گردن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے سامنے جھکا دے۔ ورنہ انسان کو پیسے کی شدید پیاس لگ جاتی ہے اور انسان کی بے چینی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہے خواہ وہ جتنا مرضی دولت مند ہو جائے۔

ساٹھ سال کی عمر پر اتمام حجت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے تمام عذر بہانے ختم کر دیے، جسے لمبی عمر بخشی حتیٰ کہ وہ ساٹھ برس کو پہنچ گیا"۔ (صحیح بخاری: ۶۴۱۹)

جہنمی لوگ جب چلا چلا کر دوزخ سے نکلنے کے لیے فریاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا ہم نے تمھیں اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سوچنا چاہتا تو سوچ لیتا اور تمھارے پاس ڈرانے والا بھی آ چکا تھا (فاطر ۳۵: ۳۷)۔ موجودہ دور میں تو چالیس سال کے بعد ہی ہارٹ اٹیک ہونا شروع ہو چکے ہیں۔ یہ شیطان ہے جو انسان کو جھوٹے دلاسے دیتا رہتا ہے کہ ابھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توبہ میں بہت وقت پڑا ہے۔ سفر کی تیاری تو سفر سے بہت پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ آخرت کا سفر ایسا سفر ہے جس کا کوئی وقت بھی مقرر نہیں۔

انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے"۔ (صحیح بخاری: ۶۱۶۸، مسلم: ۶۷۱۸)

اس حدیث کی روشنی میں اب ہم زمینی حقیقت (Ground Reality) کا جائزہ لیتے ہیں۔ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا کی جاتی ہے: "اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا"۔ اس دُعا کے جواب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی اچھی ہے" (النسآء ۴:۶۹)۔

ہماری دُعا کے الفاظ ہمارے سامنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب بھی۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہمارے الفاظ اور ہمارا عمل ایک سمت میں ہیں یا مخالف سمت میں؟ یا یوں کہہ لیں کہ ہمارے عمل سے کس کی محبت چھلکتی ہے؟ انعام یافتہ لوگوں کے لیے یا پھر انگریزوں، ہندوؤں اور یہودیوں کے لیے؟ ہماری معیشت سودی نظام پر ہے، ہماری سیاست جمہوریت کے نام پر۔ ہماری عدالتیں، قرآن وسنت کی بجائے، تعزیرات (PPC) اور آئین کے مطابق چلتی ہیں۔ ہمارے تعلیمی نظام کا سارا زور بچوں کو انگریز بنانے پر ہے۔ بچوں کے لباس اور ہمارے فیشن، سالگرہ پارٹیاں، شادی بیاہ پر ہندووانہ رسمیں وغیرہ ہماری محبت اور ترجیحات کی جھلک کے لیے کافی ہیں۔ اب اس حدیث کو ایک بار پڑھیں:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ "آدمی انھی کے ساتھ ہوگا جن سے اس کو محبت ہوگی" (بخاری ومسلم)

اب ہم میں سے ہر انسان باآسانی اپنی طرز زندگی کو انعام یافتہ لوگوں کے آئینے میں دیکھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے کہ کیا ہم انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر ہیں یا پھر گمراہ اور مغضوب لوگوں کے پیچھے پیچھے؟

اگر ہماری سوچ اور ہمارا عمل، انعام یافتہ لوگوں کی اتباع کی سمت میں ہو جائے تو سکھ اور چین کے چشمے بہہ نکلیں۔ مگر افسوس! ہماری منافقانہ روش کی وجہ سے ہماری انفرادی اور قومی زندگی مصائب کے سیلاب میں غوطہ زن ہے۔

ہماری نماز عبادت ہے یا عادت؟

نماز تو محض الفاظ اور چند حرکات کے مجموعے کا نام ہے جن کو ایک مسلمان پانچ وقت مسجد میں آ کر دہراتا ہے، جیسے اپنے آپ کو کسی اہم کام کی یاددہانی کرا رہا ہو۔ اصل عمل کی جگہ تو باہر کی دنیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کیا ایک مسلمان اپنی خواہشات پر عمل پیرا ہے یا اللہ کے حکم کو ترجیح دیتا ہے۔ اور کیا طرزِ زندگی اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے یا زمانے کے چلن پر؟ اس کے معاملات، معاشرت، معیشت، تجارت، حکومت، عدالت اور دوسرے امور انعام یافتہ لوگوں کے نقش قدم پر ہیں یا پھر گمراہ اور مغضوب لوگوں کے طریقے پر؟

ایک طرف پاکیزہ (النحل ۱۶:۹۷) اور آسانی والی زندگی (اللّیل ۹۲:۷) کا وعدہ ہے تو دوسری طرف کانٹوں بھری زندگی کی نوید ہے (طٰہٰ ۲۰:۱۲۴، اللّیل ۹۲:۱۰)۔ فیصلہ انسان کے اختیار میں ہے!

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى "اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے" (النجم:۳۹)

سورہ فاتحہ میں صِرَاط کا لفظ کیوں آیا ہے؟

ہر نماز میں سورہ فاتحہ کے اندر ہم یوں پڑھتے ہیں: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ "(اے اللہ!) ہمیں سیدھے راستے پر چلا"۔ قرآن مجید میں راستے کے لیے سبیل اور طریق کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں اور یہ الفاظ ویسے بھی بڑے معروف ہیں۔ تو پھر آخر وہ کون سی وجہ ہے کہ سورہ فاتحہ میں سبیل اور طریق کے الفاظ چھوڑ کر "صراط" کا مخصوص لفظ استعمال کیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ دراصل لفظ ''صراط'' کا انعام یافتہ لوگوں سے ایک خاص تعلق ہے۔

طریق کا لفظ ہر طرح کے راستہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور سبیل وہ راستہ ہوتا ہے جس پر بسہولت چلا جا سکے بمعنی کھلی سڑک جہاں کثرت سے آمد و رفت ہوتی ہو۔ اب ہم آتے ہیں لفظ 'صراط'' کی طرف۔ صراط لمبی اور تیز دھار تلوار کو کہتے ہیں۔ معنوی اعتبار سے صراط سے مراد ایسا راستہ ہے جو بہت سے خطرات میں گھرا ہو اور جسے بہت توجہ اور احتیاط سے طے کرنا پڑے۔ شرعی اعتبار سے صراط وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی میں گھرا ہوا ہے (یہ کرو، وہ نہ کرو)۔ جس توجہ، فکر اور احتیاط سے اس راستہ کو طے کیا جاتا ہے اس کا نام تقویٰ ہے (مترادفات القرآن ۵۳۵)۔ انعام یافتہ لوگ (انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین) اسی راستے پر چل کر گزرے ہیں اور ہم بھی اسی راستے پر چلنے کی دُعا کرتے ہیں۔

کلمہ گو انسانوں کی اکثریت نماز ہی نہیں پڑھتی اور جو پڑھتے ہیں، ان میں سے بھی اکثر ''صراط'' کے لفظ پر غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ سے کیا مانگ رہے ہیں۔ کیونکہ مانگتے تو ہیں صراط مستقیم مگر ہماری سوچ اور طرز زندگی صراط مستقیم کی بجائے ''طریقِ مستقیم یا سبیلِ مستقیم'' والی ہے:

We do not mean what we say or ask in our prayer. In fact, we have no idea what we say or ask in our prayer!

ہماری نماز صرف زبان کی نوک اور الفاظ کی حد تک ہے۔ بغیر سوچے سمجھے ہم صراط مستقیم اور انعام یافتہ لوگوں کی پیروی کی دُعا تو کرتے ہیں مگر عملی طور پر نہ تو ہمارا دل ایسے راستے پر چلنے کو راضی ہے اور نہ ہی ہمیں اسلام کی ساری پابندیوں والا راستہ قبول ہے۔ الا ماشاء اللہ

سجدہ نہ کرنا، تکبر کی نشانی ہے

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ (النحل ۱۶:۴۹) ''یقیناً آسمان اور زمین کے کل جاندار اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور ذرا بھی تکبر نہیں کرتے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ (الاعراف ۷:۲۰۶) "یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔"

یہ دو آیات تو فرشتوں اور دوسرے جانداروں کے متعلق ہیں۔ انسانوں کے بارے میں بھی ایک آیت ہے:

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ (الفرقان ۲۵:۶۰) "ان سے جب کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو جواب دیتے ہیں رحمٰن ہے کیا؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تو ہمیں حکم دے رہا ہے؟ اور (یہ دعوت) ان کی نفرت میں مزید اضافہ کر دیتی ہے۔"

یہ خطاب تو مشرکین مکہ کو تھا جو رحمٰن کے لفظ سے چڑ کھاتے تھے اور رحمٰن کو سجدہ کرنے سے انکاری تھے۔ مگر آج کلمہ گو انسانوں کی اکثریت رحمٰن کو سجدہ کرنے سے عملی طور پر انکاری ہے۔ بعض دفعہ جُز بول کر کُل مراد لیا جاتا ہے۔ جس طرح سورہ البقرہ میں حکم ہے: "اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو" (۲:۴۳)۔ یہاں رکوع کا لفظ فرما کر پوری نماز مراد لی گئی ہے۔ ایسے ہی سجدہ بھی نماز کا جز ہے، سجدہ سے پوری نماز مراد ہے۔ ایسے ہی قرآن حکیم میں ایک مقام پر قُرْاٰنَ الْفَجْرِ فرما کر پوری نماز فجر مراد ہے۔ تو رحمٰن کو سجدہ نہ کرنے سے مراد، نماز نہ پڑھنا ہے۔ اذان ہوتی ہے کلمہ گو انسانوں کی اکثریت رحمٰن کو سجدہ کرنے سے عملی طور پر انکاری نظر آتی ہے۔ یہ تکبر کی نشانی ہے۔ سجدہ کرنا انتہائی عاجزی کی نشانی ہے اور سجدہ سے تکبر کی نفی ہوتی ہے۔ انسان جب نماز نہیں پڑھتا یعنی رحمٰن کے سامنے سجدہ نہیں کرتا تو حقیقت میں اپنے تکبر کا اظہار کرتا ہے۔

نمازی اور بے نمازی کی تعریف کیا ہے؟

قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں مندرجہ ذیل چار سوالوں کے جواب سوچیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ کیا ایسا شخص نمازی ہے جو چار نمازیں تو جماعت کیساتھ پڑھے مگر فجر کی نماز روزانہ قضاء کر کے پڑھتا ہو؟

۲۔ جو دو تین نمازیں تو جماعت کے ساتھ پڑھے مگر باقی نمازیں دفتر یا گھر میں پڑھ لے؟

۳۔ جو پانچوں نمازیں رات کو کام سے گھر واپس پہنچ کر اکٹھی پڑھ لے؟

۴۔ جس کی روزانہ صرف ایک نماز، کاروباری مصروفیت کی وجہ سے قضاء ہو جاتی ہے؟

ان چار سوالوں کا جواب دینے سے پہلے مندرجہ ذیل تین باتوں میں غور کریں:

۱۔ کیا ایسا شخص روزہ دار کہلا سکتا ہے جو مقررہ وقت سے صرف ایک منٹ پہلے روزہ افطار کر لے؟

۲۔ کیا ایسا شخص حاجی کہلا سکتا ہے جو کسی کاروباری مصروفیت کی وجہ سے نو ذی الحجہ کو میدان عرفات نہ جا سکا؟

۳۔ کیا کسی ایسے شخص کی زکوٰۃ ادا سمجھی جائے گی جو (اڑھائی فیصد ۲.۵٪) کی بجائے ۲.۴٪ فی صد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے؟

ان تینوں باتوں کا جواب تو بہت آسان ہے کہ ان میں سے کسی کی بھی عبادت قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ پہلے شخص نے افطار کے وقت کی پابندی نہیں کی، دوسرے نے صرف ایک فرض رکن (وقوفِ عرفات) کی ادائیگی نہ کی اور آخری شخص نے زکوٰۃ کی مقدار میں معمولی سی کمی کر دی۔ ان تینوں اشخاص کی ''عبادت'' اس لیے عبادت کے درجے کو نہ پہنچ سکی کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایت (Correct/right directions) کو چھوڑ کر اپنی اپنی مرضی کی پیروی کی۔ ایسی صورت حال کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

''اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' (القصص ۲۸:۵۰)

چلیں اب دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم میں نماز کے متعلق کیا ہدایات ہیں۔ یہ ہدایات یا احکامات آٹھ طرح کے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔نماز کی فرضیت یا اقامت الصلوۃ کا حکم

البقرہ:۳،۴۳،۸۳،۱۱۰،۱۷۷،۲۷۷۔النساء:۷۷،۱۰۲،۱۰۳،۱۶۲۔ المائدہ:۱۲، ۵۵۔الانعام:۷۲۔الاعراف:۱۷۔الانفال:۳۔التوبہ:۵،۱۱،۱۸،۷۱، یونس:۸۷۔ھود:۱۱۴۔ الرعد:۲۲۔ابراہیم:۳۱،۳۷،۴۰۔بنی اسرائیل:۷۸۔طٰہٰ:۱۴۔الانبیأ:۷۳۔الحج:۳۵،۴۱، ۷۴۔النور:۳۷،۵۶۔النمل:۳۔العنکبوت:۴۵۔الروم:۳۱۔لقمان:۴،۱۷۔الاحزاب:۳۳۔ فاطر:۱۸،۲۹۔الشوریٰ:۳۸۔المجادلہ:۱۳۔المزمل:۲۰اور البینہ:۵

۲۔مقررہ وقت پر نماز پڑھنے کا حکم

النسا:۱۰۳۔اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

۳۔مردوں کے لیے جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم:

البقرہ:۴۳۔وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

۴۔پانچ وقت پڑھنے کا حکم

ھود:۱۱۴۔بنی اسرائیل:۷۸۔النور:۵۸

۵۔ساری نمازوں کی حفاظت کا حکم

(وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ)

الانعام:۹۲۔المعارج:۳۴۔المومنون:۹

۶۔خوش دلی اور رغبت سے پڑھنے کا حکم

(التوبہ:۵۴) سُستی اور کاہلی سے نماز پڑھنا منافقت کی نشانی ہے۔ (وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى) (النساء:۱۴۲) وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ

۷۔خشوع اور خضوع سے پڑھنے کا حکم

(المومنون:۲)(الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ۙ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۔ پوری زندگی پڑھنے کا حکم

الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ (المعارج:۲۳)

ان تمام احکامات کی مزید تفصیل کا یہاں محل نہیں۔ ان کی مزید تشریح تفسیر کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ سارے احکامات پورے ہوں یعنی ان تمام آیات پر عمل ہو تو پھر نماز کی قابل قبول شکل بنتی ہے اور نماز کا وزن پورا ہوتا ہے۔ اب ہر شخص خود ہی اپنا حساب لگالے کہ وہ ان آٹھ احکامات میں سے کتنے حکم پورا کرتا ہے اور کہاں کہاں اپنی من مانی کرتا ہے۔ اب ان احکامات کی روشنی میں شروع میں دیئے گئے چار سوالوں کے جواب خود ہی تلاش کریں۔

کیا ان آٹھ طرح کے احکامات میں اپنی من مانی کرنے والا نمازی کہلا سکتا ہے؟

جس طرح سفرِ حج میں باقی تمام مشقت کے باوجود وقوف عرفات کے چھوڑ دینے سے کوئی حاجی نہیں کہلا سکتا ایسے ہی کسی فرض حکم کو چھوڑ دینے سے کوئی نمازی نہیں کہلا سکتا۔ پورے دین میں نماز کی حیثیت وہی ہے جو جسم میں سر کی ہے۔ سر ختم تو انسان ختم۔ اس لیے جو نماز نہیں پڑھتا، اس کا کوئی اسلام نہیں۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، آپ فرما رہے تھے: "بے شک بندے اور شرک اور کفر کے درمیان فرق نماز چھوڑ دینے کا ہے"۔ (مسلم:۲۴۷، نسائی:۴۶۳)

عبادت اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کا نام ہے۔ جہاں جہاں بھی انسان، اللہ کے حکم سے تجاوز کر کے اپنی مرضی کرتا ہے، وہاں وہ حقیقت میں اپنے نفس (خواہشات، مرضی) کی عبادت کرتا ہے۔ یعنی انسان اپنے نفس کو ہی اپنا الٰہ بنالیتا ہے۔

"کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو؟ یا تم خیال کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں (نہیں) یہ تو چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں" (الفرقان:۴۳-۴۴)

پاکستان میں باقاعدہ نمازیوں کی تعداد دس فیصد سے بھی کم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(کالم از حافظ محمد زاہد۔ نوائے وقت: 15-11-2013)۔

"یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا رکھی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چل رہے ہیں"۔ (محمد ۴۷: ۱۶)

پاکستان میں پیدائشی مسلمانوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے 97 فی صد ہے۔ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی حقیقی تعداد کیا ہے؟ ہم نے بے نمازی کی تعریف بھی سمجھ لی اور اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی پڑھ لی کہ نماز نہیں تو اسلام نہیں!

فَلَهٗۤ اَسۡلِمُوۡا ؕ وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِيۡنَ (الحج ۲۲: ۳۴) "لہٰذا اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ اور (اے نبی) عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔"

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ، وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

❖❖❖

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

...ں (شان و شوکت) میں نہیں

...سوچتے ہیں کہ اگر ان کے پاس عالی شان رہائش، قیمتی
...موبائل اور دوسرے قیمتی لوازمات موجود ہوں تو ان کی عزت
...کو عمومی طور پر سٹیٹس کہا جاتا ہے۔ رشتوں کے لین دین میں
...پیسے کے بغیر سٹیٹس بنتا نہیں، تو پیسے کی دوڑ کے پیچھے انسانی
...زیادہ اس سٹیٹس کے حصول کی خواہش ہوتی ہے۔ یہ سوچ اور طرزِ عمل اللہ تعالیٰ
...اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔"
...اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ: "عزت صرف اللہ کے لیے ہے اور اس
...ایمان والوں کے لیے لیکن منافق لوگ (یہ حقیقت) نہیں جانتے"
...لہٰذا کسی بھی مسلمان کے سٹیٹس کا معیار اس کا تقویٰ ہے نہ کی قیمتی چیزیں۔

...طاقت، ذات، رنگ یا کسی اور وجہ سے خود کو دوسروں سے زیادہ "اعلیٰ"
...ایک شیطانی فعل ہے کیونکہ شیطان نے صرف اس لیے آدم کو سجدہ کرنے
...آگ سے ہے اور آدم خاک سے۔

...کتاب میں سٹیٹس اور خالی سٹیٹس کی تفصیل و تاریخ کے علاوہ دھوکے کے گھر (دنیا)
...کی حقیقت) کا مزید ذکر ہے۔ یہ کتاب سوچ کے رخ اور طرزِ عمل میں مثبت تبدیلی
...ان شاء اللہ!

9 789698 333050

...4274

...9093، غلہ اسلام ٹاؤن، لاہور
0320-543 1909 / 042-362 622 10
...manshurat@gmail.com
www.pinterest.com/manshurat

منشورات